6543

ترجمہ

تاریخ وصاف

مترجمہ

جناب آغا محمد باقر صاحب ایم اے (آنرز) ایم او ایل بی ٹی

نبیرۂ حضرت آزاد مرحوم

بفرمائش

شیخ مبارک علی تاجر کتب اندرون لوہاری دروازہ

لاہور

نے

عالمگیر الیکٹرک پریس لاہور میں باہتمام حافظ محمد عالم پرنٹر چھپوا کر شائع کیا۔

Marfat.com

Marfat.com

M. Ghulam Qadir
Faiz Bagh
Lahore

ترجمہ

تاریخ وصاف

مترجمہ

جناب آغا محمد باقر صاحب ایم اے (آنرز) ایم او ایل بی ٹی

نبیرۂ حضرت آزاد مرحوم

بفرمائش

شیخ مبارک علی تاجر کتب اندرون لوہاری دروازہ

لاہور

عالمگیر الیکٹرک پریس لاہور میں باہتمام حافظ محمد عالم پرنٹر
طبع شد

Marfat.com

135831

"عنونہ"

مَیں نے زمانۂ تعلیم میں تاریخ وصاف فخر
اساتذۂ کرام پروفیسر ڈاکٹر محمد اقبال اور حضرت
شادان بلگرامی سے پڑھی تھی۔ اِس لئے مَیں اس
زمانے کی خُوشگوار صُحبتوں کی یاد کو تازہ کرنے
کے لئے اِس کے ترجمہ کو انہی حضرات کے اسمائے
گرامی سے معنون کرتا ہوں۔

محمد باقر

Marfat.com

Marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اُردو ترجمہ

تاریخ وصاف

ص۱ ایسی حمد وثنا جس کے خلوص کے انوار عالم ظاہر اور عالم باطن کو صبح صادق کے آغاز کی طرح روشن کردے اور ایسا شکر وسپاس۔ جو موزونیت کے ساتھ "اگر تم شکر کروگے تو میں عطائے نعمت میں تمہارے لئے زیادتی کرونگا" کی خلعت۔ ہستی کی گردن میں ڈالے اس پاک خداوند جہاں اور واجب الوجود کے لئے سزاوار ہے جس کے کمالاتِ ذاتی ادراکِ فہم وقیاس سے بالاتر ہیں اور جسکے صفات کی عظمت خیال کی رسائی سے بڑھ کے ہے۔ جس نے عقل اوّل کے جوہر بسیط کو "میں ایک خزانۂ مخفی تھا مجھے یہ اچھا معلوم ہوا کہ میں پہچانا جاؤں" کے خزانہ سے باہر نکالا کہ سب سے پہلے اللہ نے عقل کو پیدا کیا پھر عقل فیاض کی نورس شاخ سے نفسِ کل کے پھول کو بے نیازی کے احسان کی بادِ صبا سے شگفتہ کیا اور ان دونو جواہر (عقل اوّل نفس کل) کے وسیلے سے جواہر مجردات (عقول عشرہ) اور نفوس مفارقات (نو نفسوں) نے امکان کے سلسلہ میں تعدد کی قدرت پائی اور افلاک اس کے انوارِ جمال کے میدان شوق میں اور اسرار کمال کے روشن جلووں کے مطالعہ میں گیند کی طرح تقدیر کے چوگان کے خم میں پھرنے لگے۔

اپنے پیدا کرنے والے کی تلاش میں تمام چیزیں پرکار کی طرح سرگرداں ہیں۔

ص۲ اور جب اس نے آسمان کا نیلے رنگ کا قبہ بلند کیا اور اسے ستاروں کے

Marfat.com

موتیوں اور درخشندہ ستاروں سے آراستہ کیا۔ اس کی حرکات شوقی کی تاثیروں سے۔ عناصر اربعہ کے سلسلہ کو مزاحموں کے اختلاف۔ کیفیتوں کے انتضاد اور مکانات کے بُعد کے ساتھ ایک دُوسرے سے پیوست ہو گیا۔ اور اربعہ عناصر کی ترتیب و ترکیب سے موالید ثلاثہ کا عالم دُنیا میں ظہور ہُوا (موالید ثلاثہ میں سے) پہلی ترکیب معدنیات کی تھی جو طرح طرح کی خاصیتوں اور رنگوں کے صفات سے متصف ہو کر اس میں سے ہر قسم اس ایجاد کے موجد کا واضح اور روشن ثبوت ہُوئے یاقوت آبدار اور لعل کے نگین۔ چمکنے والے جواہرات کے ٹکڑے "اور اللہ ہی کے لئے حکومت زمین اور آسمان کی ہے" نقشِ خاتم سے نقش پذیر ہُوئے۔ خالص سونے کے ٹکڑے اور خالص چاندی کی ٹکیہ نے شمس زرگر (آفتاب) کی کٹھالی اور ایجاد کی ٹکسال میں "ہر شے اللہ کی نشانی ہے وہ اس بات پر دال ہے کہ خدا ایک ہے" کا نقش اپنے وجود کے چہرہ پر لگا دیا۔ اور دُوسری ترکیب میں نباتاتی نفس عدم کے پوشیدہ پردہ سے وجود کے ظہور کے صحرا میں خراماں ہُوا۔ اس میں معدنیات کی صفات نے جمع ہو کر مزے۔ خوشبوئیں۔ قوت جاذبہ اور قوت ماسکہ۔ بالیدگی و افزائش۔ اپنے جیسا پیدا کرنا اور اپنی قسم کی صُورت پیدا کرنے سے مزید امتیاز پایا۔ اور اس میں کا ہر جزو صانع کی وحدت اور اس ہستی کی پر کہ جس کا وجود واجب اس کی ماہیت پر اضافہ نہیں ہے قطعی حجت اور بلند دلیل بن گیا تر و تازہ پنکھڑیوں کے چہرے پر شنگرفی تحریر سے لکھا "سبز رنگ کی شاخیں اور گلاب کی پنکھڑیاں اِس بات کی شاہد ہیں کہ خدا کا کوئی شریک نہیں ہے" درختوں کی تختیوں کے صفحات کو سرسبزی اور سیرابی کے قلم سے "کوئی پتہ ایسا نہیں گرتا جس کا علم اللہ کو نہ ہو" کے معنی سے منقش کیا شمشاد اور سرو آزاد صنم کے قد نے صدقِ عبودیت کو ادا کرنے کے لئے "خدائے بزرگ پیدا کرنیوالا اشیا کا ہے اور اکٹھا کرنے والا تاریکیوں اور نُوروں کا ہے" کی اذان سے صبح و شام کے وقت رکوع کی حالتیں اختیار کریں ؎

سنگریزے پہاڑوں میں اور صبا پھُول کی شاخ پر تیری حمد کی تسبیح اور تیری ثنا کی اشاعت کرتے ہیں۔

اور تیسری ترکیب کے طور میں نفس حیوانی نے عدم سے وجود کے دائرے میں قدم رکھا۔ پہلی تراکیب کے تمام خواص اس میں موجود بلکہ مزید بخشش کے ساتھ خواہش

Marfat.com

شہوت و غضب۔ احساس کی قدرت اور حرکتِ ارادی کی طاقت سے جو زندگی اور قیام کا نتیجہ ہیں مخصوص ہُوا۔ پرندگاں کی مختلف اقسام آشیانوں کے گوشوں میں سرود اور چہچہوں کے نغموں سے اور وحشی جانوروں اور درندوں کے انواع غاروں اور گھنے جنگلوں کی پوشیدگی میں ہنہناہٹ۔ چیخ و پکار اور کرخت آواز سے اور مختلف حشرات الارض اور زہریلے جانور مٹی کے اجزا اور پتھروں کی آڑ میں ہلکی آواز سے "اللہ پیدا کرنے والا ہر چیز کا ہے اور وہی یکتا و غالب ہے" کہنے والے ہو گئے جب ترکیب کی نوبت درجہ چہارم پر پہنچی تو انسانوں کے گروہ کو جو آخری نواع تھا۔ اباء فلکی اور امہات عنصری کی تربیت سے ارادت کے رحم میں آفرینش اور پیدائش کے مراتب سے (خدا نے) "دن بدن اور حالے بحالے" گزارا۔ اور اس کے بعد جب "پیدا کیا ہم نے انسان کو بہتر بناوٹ میں" کے کارخانے میں اس کا جسمی ہیولیٰ "صورت عطا کی تم کو۔ پس حسین تر و خوبتر تمہاری صورت ہوئی" کی صورت کے قابل ہو گیا اسے "پھر پیدا کیا ہم نے انسان کو ایک اور خلقت کے ساتھ پس پاک اور برتر ہے اللہ جو بہترین خالق ہے" کے مقام میں موجودہ اطوار کے ماسوا ایک اور فضیلت بخشی۔ اور اسے ایسے مزاج کے حصول سے جو اعتدال کے قریب تھا اسے نفسِ ناطقہ کے چھپنے کی جگہ اور قیامگاہ بنایا اور قوت ادراک کی بزرگی سے اور "ہم نے اولادِ آدم کو مکرم و معظم بنایا" کی خلعت عطا کی۔ یہانتک کہ استقلال کے نردبان اور ذاتی فضیلتوں کی تکمیل کے مدارج میں پیدا کرنے والے کی وحدانیت کی معرفت میں "فکر کرتے ہیں خلقتِ آسمان و زمین میں" کے درجہ تک "بیشک اختلاف شب و روز میں صاحبان عقل کے لئے نشانیاں ہیں" کے اشارے سے ترقی ڈھونڈھتا ہے۔ اور نفس کے آئینہ کو ذمائم سے خالی کرنے کے بعد نورِ الٰہی کے نقوش سے روشن کر کے زینت دیتا ہے اس طرح کہ موجودات کی معرفت کی شکلیں بیان کرے اور پاکیزہ فرشتوں۔ عقول عشرہ اور نفوس تسعہ کے سلسلہ میں شامل ہونے کے شرف سے مزین ہو اور اس قابلیت سے بہرہ ور ہو کر ایسا عیش جو زوالی کی آمیزش سے دُور ہو اور ایسی عمر جو اس زوال سے محفوظ ہو جو ہر کمالیت کو لاحق ہوتا ہے ایسی شادمانی جسکو اختتام کا خوف نہ ہو اور ایسی لذت جسمیں ختم ہو جانیکا رنج نہ ہو۔ کی ساعت اور اس بیحد حمد کی نظیر اور اس بے انتہا شکر کی مثال، دُعاؤں کے پیغاموں کی شمالی ہوائیں۔ اور مہکنے والے سلاموں کی خوشبودار ہوائیں جس طرح انکی نسیموں کے

Marfat.com

چلانے سے حُوران جنت کے گلے کے ہار ”حرکت کی محبوب کے سینہ میں حمائل نے“ کی صورت اختیار کرتے ہیں اور اس کی مدح سرائیوں کے درمیان دل کا میدان معشوقان گُل وسمن کے چہرے اور رُخسارے کی طرح سرسبز ہو جاتا ہے (صلواتہ ہواس پر جو) ”وہ کوئی بات خواہشات نفسانی سے نہیں کہتے ہیں“ کے نغمہ کا طوطی ہے ”ان کی بات نہیں ہے مگر یہ کہ بذریعہ وحی ان تک پہنچائی گئی ہے“ کا معجز نما ”قسم ہے رات کی جبکہ وہ اپنی تاریکی کے پردے ڈالے“ کی مشکیں زلفوں والا ”نبی کی آنکھ نہ تو اور طرف مائل ہوئی اور نہ حد سے آگے بڑھی“ کا چگلی چشم (حسین چشم) ایسے قرب کے دامن کا مالک کہ ”خدا کے ساتھ میرے لئے ایک ایسا وقت ہوتا ہے“ کی خلوت سرائے ہیں اس کی تمکنت کی بارگاہ کے نقیب لاء نفی کے دورباش سے ”کہ اسوقت میرے ساتھ نہ کوئی فرشتہ مقرب بارگاہ الٰہی ہوتا ہے اور نہ کوئی نبی مُرسل ہوتا ہے“ (اس آیت) کا روک تھام کا ہاتھ پیغمبروں اور خدا کے برگزیدہ بندوں کی پیشانی پر رکھتے تھے۔ ایک ایسی شریعت کا مالک ہے کہ مختلف ملتوں اور مذاہب کی تنسیخ اور دین ابراہیمی کے قواعد کی بنیاد رکھنے کے موقع پر ”میرے دین کے پیرو علماء انبیا بنی اسرائیل کی طرح ہیں“ کے افتخار کا دعوےٰ کرتا تھا۔ ایسے اچھے خلق والا کہ ”اور نہیں بھیجا ہم نے تم کو اے محمدؐ مگر عالم والوں کے لئے ایصال نعم کے لئے“ کی فضیلت رکھنے کے باوجود اُمت کے ضعیفوں کے ساتھ ”میں بھی تمہاری طرح انسان ہوں مگر مجھ پر وحی نازل ہوتی ہے“ کا دعویٰ کرتا تھا۔ ایسی اللہ سے تائید یافتہ ذات جس نے ”میں عرب وعجم پر نبی بنا کر بھیجا گیا ہوں“ کے معرکہ میں ”میں نبی تلوار کے ساتھ ہوں“ کی دھمکی سے بدعت اور سرکشی کی گرد کو گمراہی کے فرقہ کے وجود کی تختی رول سے دھو دیا اور (سلام ہو) خلفائے راشدین۔ ائمہ دین۔ پیروان دین اور امناد نبی پر جو ”جو لوگ سابق فی الاسلام ہیں وہی فضیلت اور سبقت رکھنے والے ہیں“ کے میدان کے جنگجو اور ”وہی مقرب بارگاہ نبوی ہیں“ کے باغ کے نونہال ہیں۔

حمد و نعت کے بعد ”اور وہ لوگ جن کو علم دیا گیا ہے ان کے لئے درجے اور مرتبے ہیں“ قضا و قدر کے کارکنوں نے بے مثل ذات۔ وزیر نیک بخت ”فضائل اور رفعت کے میدان میں“ قدح المعلیٰ کا گھیرنے والا (یعنی کامل النصیب علاؤالدین بخشش کی کچہری کے مالک یعنی میر منشی ابن صاحب مغفور بہاؤالدین محمدؐ بن محمد الجوینی کو ”پاک کیے

اللہ ان کی رُوحوں کو راحت کی نسیموں سے اور متواتر لائے رحمت کی غنیمتوں سے ان کے لئے کشائش، "عقل کے تفوق۔ فطرت کی خوبی۔ فنون میں فراوانی۔ فضیلتوں کے اصولوں میں اپنے ساتھیوں سے سبقت لے جانے اور بالا مال ہونے میں اور انواع واقسام کے علوم میں یکتا ہونے اور حقایق کی واقفیت میں سبقت لے جانے کے زیور سے آراستہ کیا تھا اور باوجود سلطنت اور حکومت کے کمال اور ملک ملت کے نفع ونقصان کے اُمور میں مشغولیت کے، جادوگر قلم کی مشاطہ اور اسکی طبیعت کے نتائج یعنی مضامین نظم ونثر جن سے عجائبات کا ظہور ہو۔ عروس کلام کے گوش وگردن کیلئے ایسی نظم سے جو اپنی ندرت ترتیب سے سلک مروارید منظم کو بکھرا دے ایسی نثر سے جو اپنی خوش آئندگی کی شگفتگی سے شرمندگی کی لڑی کھلے ہوئے گلاب کیلئے پرو دے" زیور بناتے تھے اور علوم کی خوشبوؤں کو سونگھنے والوں کے لئے۔ قوت فاکرہ کے۔ خوشبودار آتشدان پر فائدہ پہنچانے کی سلگانے والی خوشبودار ادویہ جلاتے تھے۔ لگاتار یہی ہوتا رہا۔ حتیٰ کہ اُس کا پُرخلوص دل بلاغت کے جواہر کے نگینوں سبقت وفضیلت کے نشانات کے اصول۔ مشہور خوبیوں کے ابواب کی تفصیل اور مایہ ناز کتب کے عنوانات یعنی تاریخ جہانکشائے جوینی (یہی) بلکہ جام جہاں نمائے معانی کو بسط کی لڑی میں لایا۔ جو مغلوں کی سلطنت اور اردگرد کے دُوسرے بادشاہوں اور سلاطین کے حالات پر مشتمل ہے ص۶ جو مغلوں کی بادشاہت کے زمانے میں تھے۔ بادشاہ چنگیز خاں کے خروج کے آغاز سے لامذہب لوگوں (فرقہ اسماعیلیہ) کے علاقہ جات کی فتح تک ہلاکو خاں کی ستاروں کی طرح کی بیشمار فوج کی لشکر کشی سے راز مؤلف اس کی (عطا ملک محمد جوینی سخن پروری سے مجھے فوراً معلوم ہو گیا کہ وہ کس قدر عالی رائے ملک آراء اور معنی پرور ہے۔ جب یہ کتاب جو کہ معنی کو بننے والی ارباب کی کتب کی تنسیخ کا موجب تھی۔ اور جب اس کتاب نے حسین دوشیزہ کی طرح حروف کی زُلفوں کے شکنوں سے اپنا چہرہ حُوروں جیسا دکھایا۔ تو الفاظ ومعانی نے عالموں اور فاضلوں کی عقلوں کے ساتھ حسین عورتوں کا انکھیوں سے دیکھنے کا عمل دلرُبائی کی خاطر شروع کیا اور اچھوتے خیالات میں سے ہر ایک لکھنے والے اور مصنّف کی زبان سے آواز دیتے تھے کہ ؎ بیشک جب تک کلام کا ذکر ہوگا تو سخنوں کا جو ذکر ہوگا وہ میری سخن آرائی کا ہوگا درحقیقت اس انشاپردازی کی روانی، سخن طرازی کے طریق اختراع اور ایجاد کی خوبی۔ منثور ومنظوم تضمینوں، کلام ومضمون کے اشارات سے سحبان بن وائل کے کلام۔ لقمان کی حکیمانہ باتوں۔ اور

قسی بن ساعدہ کے خطبات کی رونق کے بازار کو ٹھنڈا کر دیا اور اس کے اشباع (اطناب) و ایجاز (اختصار) حقیقت و مجاز کی رعایت۔ خالص وحی اور اعجاز نما بیان آغاز و انجام کی موزونیت۔ نازک تشبیہات۔ مرغوب امثال۔ چست اشارات اور اوصاف حمیدہ کی صورت میں لانے کی غیرت نے ابو محمد غازن کی روح کی شرمندگی کو بڑھا دیا۔ لوگوں کو چنگیز خاں کے مبارک آئین و قوانین۔ اس کی جہانگیری اور جہانداری۔ نظم و نسق اور سطوت کے کمال اور غلبہ اور فتح کی فراوانی اس کی لشکر کشی اور دشمن کشی کے طریقے اور ان کے موافقت اور مطابقت کے آئین ہے۔ اور دلیری اور بہادری کے طریق جو کسی عہد میں اس روش پر مقرر نہیں رہے اور کسی تاریخ میں اس طریق پر مطالعہ سے نہیں گزرے معلوم اور تحقیق ہو گئے اس احسان سے عطا ملک جوینی کے لئے بخشش و انعام کا ملک دانشمندوں کے نزدیک ہمیشہ ورد ائم ہا اور وزیر اعظم اور وزارت و تصنیف کا حاوی ہو گیا۔ (پہلے وزیر تھا۔ اب مصنف بھی ہو گیا)

پس اپنی مبارک سلطنت کے عہد میں اور روز افزوں دولت کے زمانے میں اسلام کا بادشاہ۔ لوگوں کی گردنوں کا مالک، ایلخان (ہلاکو خاں) سکندر جیسی ہمت والا جس کا غلام خاقان چین ہو۔ اہل ایمان کے امن اور امان کا سائبان۔ شاہ شاہانِ جہاں غازان محمود بادشاہ ہمیشہ رکھے اللہ اس کی حکومت کو" جس کی مکمل معدلت گستری کے انوار سے ممالک عالم کے اطراف بہشت بریں کی طرح آراستہ ہو گئے اور موروثی سلطنت کی منزلیں نوّے سال سے کچھ زائد کے کفر اور گمراہی کے خس و خاشاک سے پاک ہو گئیں جس نے آتش پرستوں اور بتوں کی عبادتگاہوں کو علم کی تعلیم گاہیں اور اسلام کی مسجدیں بنا دیا۔ اور اسلام کے جھنڈوں کو آسمان کی بلندی تک لہرا دیا۔ دین محمدی کا شہرہ سلطنتِ محمودی کے نقارے کی چوٹ سے بڑھ گیا اور مشرکوں کے سینوں کی گہرائیوں میں جو کفر اور گناہ کی گھاس کے اگنے کی جگہ تھی توحید اور ایمان کے غنچے کھل گئے۔ دولتمند لوگوں نے دین ابراہیمی (اسلام) کی مجتنبوں میں سچے اعتقاد سے قدم رکھے اور ایک دم میں اترار کے کفار نیک بن گئے اور شریر لوگ دانندۂ رموز معرفت ہو گئے۔

ان مقدمات کی موجودگی میں سلطان محمود سبکتگین کے ان جہادوں اور جنگوں کے تمام قصے جو دین پروری اور دادگستری کے لئے تھے اور جن کے ذکر سے بڑے بڑے علما کی تصنیفات کے شکم بھرے پڑے ہیں۔ اپنی تحریر کال کے مقابلہ میں بالکل بے معنی

کردیئے۔ اور جہانداری اور کامگاری کے شیوہ میں باوجود تازگی شاخ عمر اور کم سن ہونے کے بڑے بڑے جہاندیدہ۔ تجربہ کار بادشاہوں سے فضیلت لے گیا اور اطراف و اکناف میں شہر اور لوگ اس کے ادراک کی برکت اور نظم و نسق کی خوبی سے ~~ معمور اور مسرور ہوگئے ~~ جہان اس کے انصاف سے ایسا آباد اور شاد ہوگیا کہ سوائے معشوقوں کی آنکھ کے کہیں فتنہ نہ رہا اور سوائے ان کے وعدوں کے اور کہیں رخنہ باقی نہ رہا۔

سعادت کے الہام اور ہدایت کی تفہیم سے دولت خواہ، کمتر بندہ اللہ کے حضور میں قصوروار۔ عبداللہ پسر فضل اللہ" خدا اس کے انجام کو آغاز سے بہتر کرے"، یعنی وصاف کے دل میں سوانح خاطر ظاہر ہوئے اور فکر کے جاذب خیالات حرکت میں آئے تاکہ بدائع کی اس نوع عروس (تاریخ جہانکشائے) کو جو فضیلت کے زیوروں سے مزین ہے فوراً معظم امور کو مکمل کرنے کے لئے پازیب سے عاری نہ رکھے اور ان تجگلی کے باشندوں قنقل نسب والوں (عبارت جہانکشا) کو جو معنی کے ناز کے دامن کو فضل و ہنر کے کرشمے کی وجہ سے غمزہ و ناز کے پاؤں میں کھینچتے ہیں (فخر و غرور کرتے ہیں) اور ناز کی آستین کا پلّہ متقدمین و متاخرین کی تصانیف پر جھاڑتے ہیں (رد کرتے ہیں) اور تجدید ذکر کے دامن سے دامندار بنائے اور اس کتاب میں تائید یافتہ ہمیشگی یافتہ اور دوامگی یافتہ بادشاہ کا نیک نام اور بعض حوادث و واقعات جو اس دور اور زمانے کے انقطاع سے گردش کرنے والے فلک شعبدہ باز اور آسمان کے بے مہر حریف نے ظاہر کر ڈالے اور معتبر اصحاب سے ان کی کیفیت دوبارہ معلوم کی گئی۔ میرے اس زمانے تک اور وہ شعبان ۶۹۹ھ کا آخر ہے میری باقی عمر تک اور میں اپنے معاملے کو خدا کے سپرد کرتا ہوں۔ نقل و روایت اور دید و شنید کی صورت میں تفصیل کے ساتھ اور مختصراً۔ وقت اور حال کے تقاضے کے مطابق تحریر کے رشتے میں منسلک ہوں کہ اس حکایت کا سلسلہ اور اس روایت کا بیان جو کہ سالوں اور مہینوں کے نوادرات میں سے ہے۔ ٹوٹ نہ جائے کیونکہ عقلمند فاضل اور با اقبال عاقل علم تواریخ کے مطالعہ اور گذشتہ اُمتوں کے مقامات اور مقدمات اجرام فلکی (افلاک و سیارگان) کی تاثیر کے نمونے اور ~~ دُنیا کے حادثات کے نشانات سے مطلع ہونے سے عقل کی اصلاح کرنے والا اور نفس کی جانچ پڑتال کرنے والا بن جاتا ہے اور خود حکمت الٰہی کا بھی یہی تقاضا ہے کہ کسی شخص کا اپنی ذات سے باقی رہنا مشکل ہے۔ ان مقدمات کی ترتیب کی بنا پر علمی

فضیلت جس سے متقدمین کے احوال کا محل وقوع اور زمانہ آئندہ کے انجام کی کیفیت معلوم ہوتی ہے۔ دریافت ہو سکتی ہے کہ مرتبہ کے کس درجہ پر ہے اور اس کے فائدوں میں تمام فرقے حاکموں یا محکوموں اہل فضل اور مفضول میں سے کس طرح شامل ہیں۔ یہ نیت مستقل اور ارادہ محکم ہو گیا ع میں نے کہا کہ گویا میرا دل اور طبیعت یہی ہے۔

جتنا کہ اس سے علاقہ پیدا کرنے اور اس کے ترتیب دینے میں کوشش کی گئی فکر و تامل جو طبع غریزی کے لوازمات میں سے ہے باوجود دل کی بہت سی پسینہ لانے والی کوشش اور اندرونی رازوں کے دفینوں کی تفریق کے اس کے لکھے جانے اور تحریر میں ساتھ نہ دیا اور ذکاوت کی تیزی جو ہمیشہ معانی کی گہرائیوں میں آنکھوں کو خیرہ کرنے والی برق کی طرح گذر جاتی تھی غم واندوہ کی گھٹاؤں کی کثرت میں چھپ گئی۔ دل دیوانہ بیہودہ گوئی سے رنج کے جال میں بند ہو گیا اور کاہلی کے تیروں سے زخمی ہو کر کہا ع "تیرے عشق کے سوا ہمارے پاس اور کچھ نہیں"۔ پس اس نے صبر کو ترک کر دیا اور بطور طعن یہ افسانہ پڑھا۔

جب تُو نے گنج افراسیاب (گنج شائگان) میرے گھر کے گوشوں میں امانت نہیں رکھا ہے تو پھر بہترین چمکدار موتیوں کی طلب مجھ سے کیوں ہے میں درخشندہ سورج نہیں ہوں کہ انوار کا فیضان بغیر کوشش کے مجھ سے کیا جا سکتا ہے یہ روشنی اور نور کی ہر وقت کی خواہش کس بنا پر ہے صدا میں نے اکثر راتوں میں تخیل کے پردے کے پرے دماغ کے ایوان کے گوشے میں اچھوتے مضامین کو زیور تصویر پہنایا ہے اور معانی کی تخلیق اور مضامین کے پیدا کرنے میں ام خارجہ کے نکاح سے بھی زیادہ جلدی کرتے ہوئے سویرے کر دیئے اور وہ آج گمنامی اور بے قدری کے ہاتھوں خوار و ذلیل اور تنہائی کی وجہ سے پائمال ہوتا ہے۔ پھر دوسری دیوانگی شروع کر دی ۔ رباعی

(۱) اے دل تیرے غموں کی مشکل سے فریاد ہے۔ اے دل تیری تمام کوششیں برباد ہو گئیں (۲) اے دل تیری بے حاصل امید کی طلب میں آنکھوں سے سوائے خون جگر کے اور کچھ نہیں نکلتا۔

جب اس کی گفتگو سے سوائے تکبر اور ناآشنائی کے کچھ فائدہ حاصل نہ ہوا تو ع میں نے قلم سے دلنوازی کے طور پر کہا۔

Marfat.com

اے ضمیر کی آیات کے مفسّر اور طبیعتوں کے لغات کے ترجمان۔ اے معانی کے باغ کے مالی اور مانی کی صنعتگاہ کے مصوّر کچھ وقت کے لئے ربّانی لُطف سے مصیبت زدہ دل کی دستگیری کر اور استقلال کے پاؤں مضبوط رکھ اور غُصّے اور خفت کے خیال جو تیرے دماغ میں سمائے ہیں چھوڑ دے تاکہ دوست و دشمن سے مُلامت کی تلوار سے سزا نہ پائے۔

رباعی (۱) میں نے قلم سے کہا اے میرے سخن پرداز فراق کے غم کی تصریح کر اور میرا راز بیان کر دے (۲) اس نے کہا میں قلم ہوں میں لوہا یا پتھر نہیں ہوں ممکن نہیں کہ میں آگ میں جلنے پر راضی ہوں۔

قلم چونکہ نے کا تھا اس نے دانتوں کے نیچے اُنگلی دبائی (افسوس کیا) اور حریر (قلم کی آواز) کی آواز کی زبان سے فریاد شروع کی ع

اب بیٹھ جا اور وہ قصّہ (داستان غم) بیان کر اور آنسو بہا

صلا اس نے جواب میں کہا کہ اس راستے میں کلام کرنا اور گامزن ہونا ہ میرے جیسے سر کٹے دیوانے کا کام نہیں خصوصاً جب کہ سخن آرائی تیری سرشت میں ہے + مدت ہوئی کہ جب تیرے پریشان ضمیر کی میں نے ترجمانی کی ہے اور تیرے خوبصورت مضامین کے لئے مُشک اور عنبر کا تکیہ اور بستر بنایا ہے جس کا حاصل سوائے میری سیہ رُوئی اور تیری خُوش بختی کے کیا تھا آجکل کا زمانہ علم ادب کی کھنگی کا وقت ہے۔

ہر وہ ادیب جو لُغت کی تحقیق اور بلاغت کے کمال کے بیان کے وقت اصمعی لغت دان کے منقولات کو سخن باطل سمجھتا ہے اور علامہ ہروی کی باتوں کو بالکل بکواس جانتا ہے اور جہاں علامہ جاحظ اپنی عقل سے کوئی مزا نہیں پاتا اور علامہ کسائی اپنے سخنہائے بہوا میز پر پردہ ڈالتا ہے۔ اور مُبرّی کی گردن میں کُتّے کی طرح تعلیم کا پٹہ باندھتا ہے یعنی تمغا ئے شاگردی دیتا ہے اور روبہ کو لُومڑی کی مانند شرمساری کی تنگی و سختی میں ڈال دیتا ہے اور نحوی مسائل کے اظہار کرنے میں "مُنہ بھر کے" "میری طرف آؤ" کی آواز زمانے کے نحویوں کے پردہ گوش تک پہنچاتا ہے۔ اخفش چمگادڑ کی مانند چھپ جاتا ہے اور مازنی کی وقعت نہیں رہتی۔ مبرد کی تعلیلات ضعیف دکھائی دیتی ہیں ابن الحاجب شرمندہ ہو جاتا ہے زمخشری کو ناکس خیال کرتا ہے اور فرا کی پوستین اعتراض کی قینچی (مذمت) سے کاٹتا ہے اور

Marfat.com

ابن الاعرابی کو اعراب کی تعریف سکھاتا ہے لامحالہ اس کی بُرائیاں اور عیوب اختلافی الفاظ کی طرح تمام لوگوں کی زبان پر جاری ہو جاتی ہیں۔ اور محض جہالت کی بنا پر اس کے صحیح اقوال کو سقم سے نسبت دیتے ہیں۔ اور چشم زیاں کو اس کے چہرۂ فضائل پر فائق سمجھتے ہیں (یعنی اس کے فضائل سے صرف نظر کر کے اس کو نقصان پہنچانے کو بہتر جانتے ہیں) اس کے ذکر کو بدل الغلط کی طرح زبان پر لاتے ہیں (یعنی کوئی بھولے سے بھی اسے یاد نہیں کرتا) اس کا رُتبہ مبدل کی مانند خارج کرنے کے لئے استعمال کرتے ہیں۔ (اس کا کوئی اعتبار نہیں کرتا) اور کبھی کبھی تکلیفوں کے بار بار آنے اور پے در پے فتنوں سے گھبرا کر جلے دل اور آہ سرد سے پُکار اُٹھتا ہے ؎

ص۱۲ میری آہ بے تاثیر ہے۔ میری آنکھ مانند ابر برسات کے ہے (۲) میں نرگس ہوں کہ بغیر پانی کے آنکھ نہیں کھولتا اور بغیر ہوا (آہ) کے مُنہ نہیں کھولتا

اسی طرح ہر وہ صاحب رائے، معنی آفریں (شاعر) جس کا ذہن خوب رسا ہو طبیعت پرکھنے والا کہ جب فی البدیہہ کہنے کی اُنگلیوں سے پاکیزہ رویوں کے طُرّے کے ساتھ چھیڑ چھاڑ کرتا ہے تو میدان بلاغت کی شہسواری کے شیوہ میں امرء القیس کی طبیعت زخمی ہو جاتی ہے اور مدح کے اسلوب میں زہیر کی طبع روشن ہر لطف کلام سے کنارہ کشی ڈھونڈھتی ہے اور عذرات کی خوبی میں نابغہ ذبیانی کی نئے مضامین پیدا کرنے والی طبیعت دشواری کی گرہ اختیار کر لیتی ہے اور خمر (شراب) کے اوصاف اور سرور کے بیان میں اعشیٰ بیہوشں ہو جاتا ہے۔ اور الفاظ کی روانی، معنی کی نفاست اور ترکیب کی تازگی کے بیان کرنے میں لبید کو کند ذہن اور جریر کو مکار کہتا ہے اور فرزدق کو ذلت وخواری اور ملامت کی بلندی پر کھینچتا ہے اور سمرہ کے افسانوں پر سرزنش کا قلم پھیرتا ہے۔ بحتری کو کسی چیز کے عوض بھی نہیں خریدتا۔ اور معرّی کو عربیت سے خالی جانتا ہے۔ اور معزی کو اشعار کی موت پر تعزیت کیا ہُوا جانتا ہے۔ ابن اسماء کو معدوم خیال کرتا ہے اور کثیر کو غزل گوئی سے قلیل وکثیر کے ساتھ خاموش کر دیتا ہے۔ غرض وہ (صاحب رائے) زمانے کے عناد کی زیادتی اور عزیزوں کی مدد کی کمی کی وجہ سے عمر عزیز کے حاصل کو ابن المقرب کے ابیات کی یاد میں مصروف کر دیگا اور ناپائدار و بیوفا زمانے کے ظلم میں یہ شکایت زبان پر جاری رکھیگا ؎

(۱) میرا دل نوازشات کی بنیادوں کی طرح ویران ہے۔ یار کی آنکھ اور جوانمردی کے رخسار کی طرح بے رونق (۲) ایک پریشان دل۔ میں نے کیا کہا پھر یہ دل کیسا ہے۔ ص۱۳ ایسا دل اس مچھلی کی طرح جو گرم پتھر پر تکلیف میں ہو (۳) ایسا دل جو تکلیف میں صبر کرنے والا۔ مگر رنج و مشقت کو یاد کرنے والا۔ آرام سے بیزار اور مصیبتوں سے مانوس ہونے والا (۴) ایسا دل جو بے انتہا آسمانی آفات میں جکڑا ہوا ہے اور زمانے کی محرومی کی آگ پر کباب ہو رہا ہے (۵) ایسا دل جو نہ تو نیست ہے نہ ہست نہ ہشیار ہے نہ مست، نہ ہی عذاب سے تنگ ہے نہ ہی ثواب کا حقدار ہے (۶) ایسا دل کہ جب اسے مجلس کی خواہش ہو تو کبھی اپنے بالوں سے رباب اور اپنے اشکوں سے شراب بن جاتا ہے (۷) ایسا دل کہ جب اسے حسینوں کی یاد آتی ہے تو تل (خال) کی طرح پریشان اور زلف کے شکن کی طرح پیچ و تاب میں ہو جاتا ہے (۸) ایسا دل کہ جب وہ دوستوں کی صحبت سے لطف اندوز ہونے کی آرزو کرتا ہے تو دشمن بھی اس کے حال پر رحم کرتے ہیں (۹) یہ سب غلط کہتا ہوں یہ دل نہیں ہے بلکہ یہ غم کا آسمان ہے جس کا محور بالکل رنج واندوہ ہے اور اس کے قطب فکر و ملال ہیں

اور ہر وہ فاضل جو فضائل کے اطراف کو گھیرنے والا اور علوم کی شاخوں کی امانت گاہ ہے۔ جب اس کی زبان کا بلبل گفتار کی شاخ پر ترنم میں آتا ہے تو "سحبان" کے کلام کے گلشن میں مسرت کا غنچہ کھلا دیتا ہے۔ اور علم معانی و بیان میں علامہ جرجانی کو بجز گنہگار کے نہیں پکارتا اور کلام کی شیرینی میں الکفی الکفاۃ کو ہمسروں کے زمرہ میں خیال نہیں کرتا۔ اور ص۱۴ علم و عقل اور تحریر میں صابی اور ضبّی کو بچہ جانتا ہے اور تجنیس کو استوار کرنے لئے علامہ تبتی کو پستی کی طرف مائل کرتا ہے۔ سخنہائے خوش اور نادر کے وقت ابو سعید رستمی کو ساکت اور صامت بنا دیتا ہے (یعنی اس کی شہرت برباد کر دیتا ہے) اور سوال پیش کرنے میں ثعلبی کو جواب دینے کی فرصت نہیں دیتا۔ فکر کی تیزی سے قابوس کو عذاب و سختی کا ملنے والا جانتا ہے۔ اور حذف کرنے کی قدرت سے واصل بن عطا کو الف وصل اور نون تنوین کی طرح گرا ہوا خیال کرتا ہے اور ہر وہ موزوں طبع (شاعر) جو کہ علم عروض کے زحافات کے بیان کے پیش کرنے کے وقت خلیل کا دل باوجود مہارت کامل اور پورے غور و فکر کے الفاظ کی توجیہ اور معانی کے اشباع کے رشک سے قابل اعتراض

دکھائی دیتا ہے اور یوسف عروضی جو عروض دانوں کی صف میں صدر نشین ہے عجز کے مقام پر صدر کو درماندگی کی وجہ سے نہیں پہچانتا اور ارکان بحور کی تقطیع میں حیرت سے ایسا حواس باختہ ہو جاتا ہے کہ بحر رمل کے فاعلات اور بحر ہزج کے مفاعیل کے درمیان فرق نہیں کر سکتا۔ وہ ہمیشہ روی (قافیہ کا آخری حرف) کی طرح زمانہ کے مصائب کی قید میں جکڑا جاتا ہے اور اس کے وجود کا "رکن" ہر ناکارہ و نابکار کے ظلم و ستم کی قربت سے آفت رسیدہ ہو جاتا ہے۔ اور ہر علم کلام کا جاننے والا علم کلام کے اصولوں کے ہاروں کے پرونے میں حاصل شدہ کے حاصل کرنے کو فعل عبث کی طرح مہمل جانتا ہے اور مذہب و دین کے راستے میں ابتدا کے وقت امام اعظم نعمان بن ثابت (امام ابو حنیفہ) اس کے خوان سے نوالہ لیتا ہے اور امام محمد بن ادریس شافعی سبق دینے کے حلقہ میں درس کی سطر پر قلم پھیر کر اسے باطل کر دیتا ہے۔ اور امام مالک اس کا غلام اور امام احمد بن حنبل اس کے عادات حمیدہ کی پیروی کرنے والا ہو جاتا ہے اس کے مشکل مسائل میں غور و خوض کرنے کے مقابلہ میں امام غزالی کی گفتار کی فقہ مہمل گانا اور قفال پانی کے دو مشکوں سے بھی کمتر (ناپاک) نظر آتا ہے اور مکحول کی آنکھوں میں آگاہی اور بیداری کا سُرمہ لگتا ہے اور حقایق کے سیدھے راستے کے ہادی یعنی اس کا جامع لفظ سے وجیز (نام کتاب) کے الفاظ معدوم و لاشے معلوم ہوتے ہیں۔ اور روئے زمین پر تمام عمدہ اسباب و مسائل متروک ہیں قسم بخدا کہ اس کی ناامیدی کے اسباب فقہی مباحات محققین کے اقوال علم نحو کی تاویلات اور اشعار کے زحافات کی مانند وسیع ہو جاتے ہیں اور مثال اس کی فرسودہ حالی۔ قلتِ مال مرتبہ کی کمی اور اس کی حُرمت (حرام ہونا یا عزت) جائز اور ثواب سمجھی جاتی ہے۔ اور اس کا جان و مال برباد اور مباح ہو جاتا ہے۔

اور ہر وہ حکیم محقق جو اگر حکمت کے ڈبہ کا ڈھکن اُٹھائے۔ اور روشن رائے کے برمہ سے حکمتوں کے موتیوں میں چھید ڈالنے لگے تو کمال غیرت سے بوعلی سینا کو رنجیدہ دل کر دے۔ اور قانون (کتاب بوعلی) کے کھوٹا کرنے کا حکم دے۔ اور رسالۃ الطیر (بوعلی) کو بریدہ باز و (بیکار) کر دے۔ بقراط کی دانائی کو ایک قیراط کے عوض بھی مول نہ لے اور ثابت قرہ (نام طبیب) کی زیرکی کی آنکھ کو لائق کوری بصر قرار دے۔ (آنکھیں پھوڑ دینے کے قابل) ابن کندی کی صفائی ذہن کو سستی کی طرف مائل کرے۔ قیاسات منطقی کی

اللہ ان کی رُوحوں کو راحت کی نسیموں سے اور متواتر لائے رحمت کی غنیمتوں سے ان کے لئے کشائش "عقل کے تفوق۔ فطرت کی خوبی۔ فنون میں فراوانی۔ فضیلتوں کے اصولوں میں اپنے ساتھیوں سے سبقت لے جانے اور مالامال ہونے میں اور انواع واقسام کے علوم میں یکتا ہونے اور حقایق کی واقفیت میں سبقت لے جانے کے زیور سے آراستہ کیا تھا اور باوجود سلطنت اور حکومت کے کمال اور ملک ملت کے نفع ونقصان کے اُمور میں مشغولیت کے، جادوگر قلم کی مشاطہ اور اعلیٰ طبیعت کے نتائج یعنی مضامین نظم ونثر جن سے عجائبات کا ظہور ہو۔ عروس کلام کے گوش وگردن کیلئے ایسی نظم سے جو اپنی ندرت ترتیب سے سلک مروارید منظم کو بکھرا دے ایسی نثر سے جو اپنی خوش آئندگی کی شگفتگی سے شرمندگی کی لڑی کھلے ہوئے گلاب کیلئے پرودے" زیور بناتے تھے اور علوم کی خوشبوؤں کو سونگھنے والوں کے لئے۔ قوت فاکرہ کے۔ خوشبودار آتشدان پر فائدہ پہنچانے کی سلگانے والی خوشبودار ادویہ جلاتے تھے۔ لگاتار یہی ہوتا رہا۔ حتیٰ کہ اُس کا پُرخلوص دل بلاغت کے جواہر کے نگینوں بسبقت وفضیلت کے نشانات کے اصول۔ مشہور خوبیوں کے ابواب کی تفصیل اور مایہ ناز کتب کے عنوانات یعنی تاریخ جہانکشائے جوینی (رہیں) بلکہ جام جہاں نمائے معانی کو بسط کی لڑی میں لایا۔ جو مغلوں کی سلطنت اور ارد گرد کے دوسرے بادشاہوں اور سلاطین کے حالات پر مشتمل ہے ص۶ جو مغلوں کی بادشاہت کے زمانے میں تھے۔ بادشاہ چنگیز خاں کے خروج کے آغاز سے لا مذہب لوگوں (فرقہ اسماعیلیہ) کے علاقہ جات کی فتح تک ہلاکو خاں کی ستاروں کی طرح کی بیشمار فوج کی لشکر کشی سے (ازمؤلف)

اس کی (عطا ملک محمد جوینی) سخن پروری سے مجھے فوراً معلوم ہو گیا کہ وہ کس قدر عالی رائے ملک آراء اور معنی پرور ہے۔ جب یہ کتاب جو کہ معنی کو بننے والی ارباب کی کتب، کی تنسیخ کا موجب تھی۔ اور جب اس کتاب نے حسین دوشیزہ کی طرح حروف کی زُلفوں کے شکنوں سے اپنا چہرہ حُوروں جیسا دکھایا۔ تو الفاظ ومعانی نے عالموں اور فاضلوں کی عقلوں کے ساتھ حسین عورتوں کا انکھیوں سے دیکھنے کا عمل دلربائی کی خاطر شروع کیا اور اچھوتے خیالات اس سے ہر ایک لکھنے والے اور مصنف کی زبان سے آواز دیتے تھے کہ ؎ بیشک جب تک کلام کا ذکر ہوگا تو سخنوں کا جو ذکر ہوگا وہ میری سخن آرائی کا ہوگا درحقیقت اس انشاپردازی کی روانی، سخن طرازی کے طریق اختراع اور ایجاد کی خوبی۔ منثور ومنظوم تضمینوں کلام ومضمون کے اشارات سے سحبان بن وائل کے کلام۔ لقمان کی حکیمانہ باتوں سے اور

Marfat.com

قسی بن ساعدہ کے خطبات کی رونق کے بازار کو ٹھنڈا کر دیا اور اس کے اشباع (اطناب) و ایجاز (اختصار) حقیقت و مجاز کی رعایت۔ خالص وحی اور اعجاز نما بیان آغاز و انجام کی موزونیت۔ نازک تشبیہات۔ مرغوب امثال۔ چست اشارات اور اوصاف حمیدہ کی صورت میں لانے کی غیرت نے ابو محمد خازن کی روح کی شرمندگی کو بڑھا دیا۔ لوگوں کو چنگیز خاں کے مبارک آئین و قوانین۔ اس کی جہانگیری اور جہانداری۔ نظم و نسق اور سطوت کے کمال اور غلبہ اور فتح کی فراوانی اس کی لشکر کشی اور دشمن کشی کے طریقے اور ان کے موافقت اور مطابقت کے آئین حث۔ اور دلیری اور بہادری کے طریق جو کسی عہد میں اس روش پر مقرر نہیں رہے اور کسی تاریخ میں اس طریق پر مطالعہ سے نہیں گزرے معلوم اور تحقیق ہو گئے اس احسان سے عطا ملک جوینی کے لئے بخشش و انعام کا مالک دانشمندوں کے نزدیک ہمیشہ ورد آئم اور وزیر اعظم اور وزارت و تصنیف کا حاوی ہو گیا۔ (پہلے وزیر تھا۔ اب مصنف بھی ہو گیا)

پس اپنی مبارک سلطنت کے عہد میں اور روز افزوں دولت کے زمانے میں اسلام کا بادشاہ۔ لوگوں کی گردنوں کا مالک، ایلخاں (ہلاکو خاں) سکندر جیسی ہمت والا جس کا غلام خاقان چین ہو۔ اہل ایمان کے امن اور امان کا سائبان۔ شاہ شاہان جہاں غازان محمود بادشاہ "ہمیشہ رکھے اللہ اس کی حکومت کو" جس کی مکمل معدلت گستری کے انوار سے ممالک عالم کے اطراف بہشت بریں کی طرح آراستہ ہو گئے اور موروثی سلطنت کی منزلیں نوے سال سے کچھ زائد کے کفر اور گمراہی کے خس و خاشاک سے پاک ہو گئیں جس نے آتش پرستوں اور بتوں کی عبادتگاہوں کو علم کی تعلیم گاہیں اور اسلام کی مسجدیں بنا دیا۔ اور اسلام کے جھنڈوں کو آسمان کی بلندی تک لہرا دیا۔ دین محمدی کا شہرہ سلطنت محمودی کے نقارے کی چوٹ سے بڑھ گیا اور مشرکوں کے سینوں کی گہرائیوں میں جو کفر اور گناہ کی گھاس کے اگنے کی جگہ تھی توحید اور ایمان کے غنچے کھل گئے دولتمند لوگوں نے دین ابراہیمی (اسلام) کی محبتوں میں سچے اعتقاد سے قدم رکھے اور ایک دم میں اتراک کے کفار نیک بن گئے اور شریر لوگ دانندۂ رموز معرفت ہو گئے۔

ان مقدمات کی موجودگی میں سلطان محمود سبکتگین کے ان جہادوں اور جنگوں کے تمام قصے جو دین پروری اور داد گستری کے لئے تھے اور جن کے ذکر سے بڑے بڑے علما کی تصنیفات کے شکم بھرے پڑے ہیں۔ اپنی تحریر کا ان کے مقابلہ میں لانا بے معنی

Marfat.com

کر دیئے۔ اور جہانداری اور کامگاری کے شیوہ میں باوجود تازگی شاخ عمر اور کم سن ہونے کے بڑے بڑے جہاندیدہ۔ تجربہ کار بادشاہوں سے فضیلت لے گیا اور اطراف و اکناف میں شہر اور لوگ اس کے ادراک کی برکت اور نظم و نسق کی خوبی سے ملک معمور اور مسرور ہو گئے
۵ جہان اس کے انصاف سے ایسا آباد اور شاد ہو گیا کہ سوائے معشوقوں کی آنکھ کے کہیں فتنہ نہ رہا اور سوائے ان کے وعدوں کے اور کہیں رخنہ باقی نہ رہا۔

سعادت کے الہام اور ہدایت کی تفہیم سے دولت خواہ، کمتر بندہ اللہ کے حضور میں قصوروار۔ عبداللہ پسر فضل اللہ "خدا اس کے انجام کو آغاز سے بہتر کرے"، یعنی وصاف کے دل میں سوانح خاطر ظاہر ہوئے اور فکر کے جاذب خیالات حرکت میں آئے تاکہ بدائع کی اس نو عروس تاریخ جہانکشائے، کو جو فضیلت کے زیوروں سے مزین ہے فوراً معظم امور کو مکمل کرنے کے لئے پازیب سے عاری نہ رکھے اور ان چنگی کے باشندوں قنقل نسب والوں (عبارت جہانکشائے) جو معنی کے ناز کے دامن کو فضل و ہنر کے کرشمے کی وجہ سے غمزہ و ناز کے پاؤں میں کھینچتے ہیں (فخر و غرور کرتے ہیں) اور ناز کی آستین کا پلّہ متقدمین و متاخرین کی تصانیف پر جھاڑتے ہیں (رد کرتے ہیں) اور تجدید ذکر کے دامن سے دامندار بنائے اور اس کتاب میں تائید یافتہ ہمیشگی یافتہ اور دوامی یافتہ بادشاہ کا نیک نام اور بعض حوادث و واقعات جو اس دَور اور زمانے کے انقطاع سے گردش کرنے والے فلک شعبدہ باز اور آسمان کے بے مہر حریف نے ظاہر کر ڈالے اور معتبر اصحاب سے ان کی کیفیت دوبارہ معلوم کی گئی۔ میرے اس زمانے تک اور وہ شعبان سنہ ۶۹۹ھ کا آخر ہے میری باقی عمر تک اور میں اپنے معاملے کو خدا کے سپرد کرتا ہوں۔ نقل و روایت اور دید و شنید کی صورت میں تفصیل کے ساتھ اور مختصراً۔ وقت اور حال کے تقاضے کے مطابق تحریر کے رشتے میں منسلک ہوں کہ اس حکایت کا سلسلہ اور اس روایت کا بیان جو کہ سالوں اور مہینوں کے نوادرات میں سے ہے۔ ٹوٹ نہ جائے کیونکہ عقلمند فاضل اور با اقبال عاقل علم تواریخ کے مطالعہ اور گذشتہ اُمتوں کے مقامات اور مقدمات اجرام فلکی (افلاک و سیارگان) کی تاثیر کے ہونے اور صرف دُنیا کے حادثات کے نشانات سے مطلع ہونے سے عقل کی اصلاح کرنے والا اور نفس کی جانچ پڑتال کرنے والا بن جاتا ہے اور خود حکمت الٰہی کا بھی یہی تقاضا ہے کہ کسی شخص کا اپنی ذات سے باقی رہنا مشکل ہے۔ ان مقدمات کی ترتیب کی بنا پر علمی

فضیلت جس سے متقدمین کے احوال کا محل وقوع اور زمانہ آئندہ کے انجام کی کیفیت معلوم ہوتی ہے۔ دریافت ہو سکتی ہے کہ مرتبہ کے کس درجہ پر ہے اور اس کے فائدوں میں تمام فرقے حاکموں یا محکوموں اہل فضل اور مفضول میں سے کس طرح شامل ہیں۔ یہ نیت مستقل اور ارادہ محکم ہوگیا ع میں نے کہا کہ گویا میرا دل اور طبیعت یہی ہے۔

جتنا کہ اس سے علاقہ پیدا کرنے اور اس کے ترتیب دینے میں کوشش کی گئی فکر و تامل نے جو طبع غریزی کے لوازمات میں سے ہے باوجود دل کی بہت سی پسینہ لانے والی کوشش اور اندرونی رازوں کے دفینوں کی تفریق کے اس کے لکھے جانے اور تحریر میں ساتھ نہ دیا اور ذکاوت کی تیزی جو ہمیشہ معانی کی گہرائیوں میں آنکھوں کو خیرہ کرنے والی برق کی طرح گذر جاتی تھی غم واندوہ کی گھٹاؤں کی کثرت میں چھپ گئی۔ دل دیوانہ بیہودہ گوئی سے رنج کے جال میں بند ہوگیا اور کاہلی کے تیروں سے زخمی ہو کر کہا ع "تیرے عشق کے سوا ہمارے پاس اور کچھ نہیں"۔ پس اس نے صبر کو ترک کر دیا اور بطور طعن یہ افسانہ پڑھا۔

جب تو نے گنج افراسیاب (گنج شائگان) میرے گھر کے گوشوں میں امانت نہیں رکھا ہے تو پھر بہترین چمکدار موتیوں کی طلب مجھ سے کیوں ہے میں درخشندہ سورج نہیں ہوں کہ انوار کا فیضان بغیر کوشش کے مجھ سے کیا جا سکتا ہے یہ روشنی اور کی ہر وقت کی خواہش کس بنا پر ہے صدا میں نے اکثر راتوں میں تخیل کے پردے کے پرے دماغ کے ایوان کے گوشے میں اچھوتے مضامین کو زیور تصویر پہنایا ہے اور معانی کی تخلیق اور مضامین کے پیدا کرنے میں ام خارجہ کے نکاح سے بھی زیادہ جلدی کرتے ہوئے سویرے کر دیئے اور وہ آج گمنامی اور بے قدری کے ہاتھوں خوار و ذلیل اور تنہائی کی وجہ سے پائمال ہوتا ہے۔ پھر دوسری دیوانگی شروع کر دی ۔ رباعی

(۱) اے دل تیرے غموں کی مشکل سے فریاد ہے۔ اے دل تیری تمام کوششیں برباد ہوگئیں (۲) اے دل تیری بے حاصل امید کی طلب میں آنکھوں سے سوائے خون جگر اور کچھ نہیں نکلتا۔

جب اس کی گفتگو سے سوائے تکبر اور ناآشنائی کے کچھ فائدہ حاصل نہ ہوا تو میں نے قلم سے دلنوازی کے طور پر کہا۔

Marfat.com

اے ضمیر کی آیات کے مفسر اور طبیعتوں کے لغات کے ترجمان۔ اے معانی کے باغ کے مالی اور مانی کی صنعتگاہ کے مصوّر کچھ وقت کے لئے ربّانی لُطف سے مصیبت زدہ دل کی دستگیری کر اور استقلال کے پاؤں مضبوط رکھ اور غُصّے اور خفت کے خیال جو تیرے دماغ میں سمائے ہیں چھوڑ دے تاکہ دوست و دشمن سے مُلامت کی تلوار سے سزا نہ پائے۔

رباعی (۱) مینے قلم سے کہا اے میرے سخن پرداز فراق کے غم کی تصریح کر اور میرا راز بیان کر دے (۲) اس نے کہا میں قلم ہوں میں لوہا یا پتھر نہیں ہوں ممکن نہیں کہ میں آگ میں جلنے پر راضی ہوں۔

قلم چونکہ نے کا تھا اس نے دانتوں کے نیچے اُنگلی دبائی (افسوس کیا) اور حریر (قلم کی آواز) کی آواز کی زبان سے فریاد شروع کی ع

اب بیٹھ جا اور وہ قصہ (داستان غم) بیان کر اور آنسو بہا

صلا اس نے جواب میں کہا کہ اس راستے میں کلام کرنا اور گامزن ہونا ؎ میرے جیسے سر کٹے دیوانے کا کام نہیں خصوصاً جبکہ سخن آرائی تیری سرشت میں ہے + مدت ہوئی کہ جب تیرے پریشان ضمیر کی میں نے ترجمانی کی ہے اور تیرے خوبصورت مضامین کے لئے مُشک اور عنبر کا تکیہ اور بستر بنایا ہے جس کا حاصل سوائے میری سیہ رُوئی اور تیری خُوش بختی کے کیا تھا آجکل کا زمانہ علم ادب کی کہنگی کا وقت ہے۔

ہر وہ ادیب جو لُغت کی تحقیق اور بلاغت کے کمال کے بیان کے وقت اصمعی لغت دان کے منقولات کو سخن باطل سمجھتا ہے اور علامہ ہروی کی باتوں کو بالکل بکواس جانتا ہے اور جہاں علامہ جاحظ اپنی عقل سے کوئی مزا نہیں پاتا اور علامہ کسائی اپنے سخنہائے لہو آمیز پر پردہ ڈالتا ہے۔ اور مزی کی گردن میں کُتّے کی طرح تعلیم کا پٹہ باندھتا ہے یعنی ممتحا سے شاگردی دیتا ہے اور روبہ کو لُومڑی کی مانند شرمساری کی تنگی و سختی میں ڈال دیتا ہے اور نحوی مسائل کے اظہار کرنے میں مُنہ بھر کے "مُیری طرف آؤ" کی آواز زمانے کے نحویوں کے پردہ گوش تک پہنچاتا ہے۔ اخفش چمگادڑ کی مانند چھپ جاتا ہے اور رازنی کی وقعت نہیں رہتی۔ مبرد کی تعلیلات ضعیف دکھائی دیتی ہیں ابن الحاجب شرمندہ ہو جاتا ہے زمخشری کو ناکس خیال کرتا ہے اور فراکی پوستین اعتراض کی قینچی (مذمت) سے کاٹتا ہے اور

Marfat.com

ابن الاعرابی کو اعراب کی تعریف سکھاتا ہے لامحالہ اس کی برائیاں اور عیوب اختلافی الفاظ کی طرح تمام لوگوں کی زبان پر جاری ہو جاتی ہیں۔ اور محض جہالت کی بنا پر اس کے صحیح اقوال کو سقم سے نسبت دیتے ہیں۔ اور چشم زیاں کو اس کے چہرۂ فضائل پر فائق سمجھتے ہیں (یعنی اس کے فضائل سے صرف نظر کر کے اس کو نقصان پہنچانے کو بہتر جانتے ہیں) اس کے ذکر کو بدل الغلط کی طرح زبان پر لاتے ہیں (یعنی کوئی بھولے سے بھی اسے یاد نہیں کرتا) اس کا رتبہ مبدل کی مانند خارج کرنے کے لئے استعمال کرتے ہیں۔ (اس کا کوئی اعتبار نہیں کرتا) اور کبھی کبھی تکلیفوں کے بار بار آنے اور پے در پے فتنوں سے گھبرا کر جلے دل اور آہ سرد سے پکار اٹھتا ہے ؎

ص۱۲ میری آہ بے تاثیر ہے۔ میری آنکھ مانند ابر برسات کے ہے (۲) میں نرگس ہوں کہ بغیر پانی کے آنکھ نہیں کھولتا اور بغیر ہوا (آہ) کے منہ نہیں کھولتا

اسی طرح ہر وہ صاحب رائے، معنی آفریں (شاعر) جس کا ذہن خوب رسا ہو طبیعت پرکھنے والا کہ جب فی البدیہہ کہنے کی انگلیوں سے پاکیزہ رویوں کے طرّے کے ساتھ چھیڑ چھاڑ کرتا ہے تو میدان بلاغت کی شہسواری کے شیوہ میں امرء القیس کی طبیعت زخمی ہو جاتی ہے اور مدح کے اسلوب میں زہیر کی طبع روشن ہر لطف کلام سے کنارہ کشی ڈھونڈھتی ہے اور عذرات کی خوبی میں نابغہ ذبیانی کی نئے مضامین پیدا کرنے والی طبیعت دشواری کی گرہ اختیار کر لیتی ہے اور خمر (شراب) کے اوصاف اور سرور کے بیان میں اعشیٰ بیہوش ہو جاتا ہے۔ اور الفاظ کی روانی معنی کی نفاست اور ترکیب کی تازگی کے بیان کرنے میں لبید کو کند ذہن اور جریر کو مکار کہتا ہے اور فرزدق کو ذلت و خواری اور ملامت کی بلندی پر کھینچتا ہے اور سمرہ کے افسانوں پر سرزنش کا قلم پھیرتا ہے۔ بحتری کو کسی چیز کے عوض بھی نہیں خریدتا۔ اور معرّی کو عربیت سے خالی جانتا ہے۔ اور معزی کو اشعار کی موت پر تعزیت کیا ہوا جانتا ہے۔ ابن اسماء کو معدوم خیال کرتا ہے اور کثیر کو غزل گوئی سے قلیل و کثیر کے ساتھ خاموش کر دیتا ہے۔ غرض وہ (صاحب رائے) زمانے کے عناد کی زیادتی اور عزیزوں کی مدد کی کمی کی وجہ سے عمر عزیز کے حاصل کو ابن المقرب کے ابیات کی یاد میں مصروف کر دیگا اور ناپائدار و بیوفا زمانے کے ظلم میں یہ شکایت زبان پر جاری رکھیگا ؎

(۱) میرا دل نوازشات کی بُنیادوں کی طرح ویران ہے۔ یار کی آنکھ اور جوانمردی کے رُخسار کی طرح بے رونق (۲) ایک پریشان دل۔ مَیں نے کیا کہا پھر یہ دل کیسا ہے۔ صلا ایسا دل اس مچھلی کی طرح جو گرم پتھر پر تکلیف میں ہو (۳) ایسا دل جو تکلیف میں صبر کرنے والا۔ مگر رنج و مشقت کو یاد کرنے والا۔ آرام سے بیزار اور مصیبتوں سے مانوس ہونے والا (۴) ایسا دل جو بے انتہا آسمانی آفات میں جکڑا ہُوا ہے اور زمانے کی محرومی کی آگ پر کباب ہو رہا ہے (۵) ایسا دل جو نہ تو نیست ہے نہ ہست نہ ہشیار ہے نہ مست، نہ ہی عذاب سے تنگ ہے نہ ہی ثواب کا حقدار ہے (۶) ایسا دل کہ جب اسے مجلس کی خواہش ہو تو کبھی اپنے بالوں سے رباب اور اپنے اشکوں سے شراب بن جاتا ہے (۷) ایسا دل کہ جب اسے حسینوں کی یاد آتی ہے تو تل (خال) کی طرح پریشان اور زُلف کے شکن کی طرح پیچ و تاب میں ہو جاتا ہے (۸) ایسا دل کہ جب وہ دوستوں کی صحبت سے لُطف اندوز ہونے کی آرزو کرتا ہے تو دشمن بھی اس کے حال پر رحم کرتے ہیں (۹) یہ سب غلط کہتا ہوں یہ دل نہیں ہے بلکہ یہ غم کا آسمان ہے جس کا محور بالکل رنج و اندوہ ہے اور اس کے قطب فکر و ملال ہیں

اور ہر وہ فاضل جو فضائل کے اطراف کو گھیرنے والا اور علوم کی شاخوں کی امانت گاہ ہے۔ جب اس کی زبان کا بُلبل گفتار کی شاخ پر ترنم میں آتا ہے تو "سحبان" کے کلام کے گلشن میں مسرت کا غُنچہ کھلا دیتا ہے۔ اور علم معانی و بیان میں علامہ جرجانی کو بجز گنہگار کے نہیں پکارتا اور کلام کی شیرینی میں الکفی الکفاۃ کو ہمسروں کے زمرہ میں خیال نہیں کرتا۔ اور صلا علم و عقل اور تحریر میں صابی اور ضبّی کو بچہ جانتا ہے اور تجنیس کو استوار کرنے کے لئے علامہ تبستی کو پستی کی طرف مائل کرتا ہے۔ سخنہائے خوش اور نادر کے وقت ابوسعید رستمی کو ساکت اور صامت بنا دیتا ہے (یعنی اس کی شہرت برباد کر دیتا ہے) اور سوال پیش کرنے میں مھلبی کو جواب دینے کی فرصت نہیں دیتا۔ فکر کی تیزی سے قابوس کو عذاب و سختی کا ملنے والا جانتا ہے۔ اور حذف کرنے کی قدرت سے واصل بن عطا کو الف وصل اور نون تنوین کی طرح گرا ہوا خیال کرتا ہے اور ہر وہ موزوں طبع (شاعر) جو کہ علم عروض کے زحافات کے بیان کے پیش کرنے کے وقت خلیل کا دل باوجود مہارت کامل اور پورے غور و فکر کے الفاظ کی توجیہ اور معانی کے اشباع کے رشک سے قابل اعتراض

دکھائی دیتا ہے اور یوسف عروضی جو عروض دانوں کی صف میں صدر نشین ہے عجز کے مقام پر صدر کو درماندگی کی وجہ سے نہیں پہچانتا اور ارکان بحور کی تقطیع میں حیرت سے ایسا حواس باختہ ہو جاتا ہے کہ بحر رمل کے فاعلات اور بحر ہزج کے مفاعیل کے درمیان فرق نہیں کر سکتا۔ وہ ہمیشہ روی (قافیہ کا آخری حرف) کی طرح زمانہ کے مصائب کی قید میں جکڑا جاتا ہے اور اس کے وجود کا "رکن" ہر ناکارہ و نابکار کے ظلم و ستم کی قربت سے آفت رسیدہ ہو جاتا ہے۔ اور ہر علم کلام کا جاننے والا علم کلام کے اصولوں کے ہاروں کے پرونے میں حاصل شدہ کے حاصل کرنے کو فعل عبث کی طرح مہمل جانتا ہے اور مذہب و دین کے راستے میں ابتدا کے وقت امام اعظم نعمان بن ثابت (امام ابو حنیفہ) اس کے خوان سے نوالہ لیتا ہے اور امام محمد بن ادریس شافعی سبق دینے کے حلقہ میں درس کی سطر پر قلم پھیر کر اسے باطل کر دیتا ہے۔ اور امام مالک اس کا غلام اور امام احمد بن حنبل اس کے عادات حمیدہ کی پیروی کرنے والا ہو جاتا ہے اس کے مشکل مسائل میں غور و خوض کرنے کے مقابلہ میں امام غزالی کی گفتار کی فقہ مہمل گانا اور قفال پانی کے دو مشکوں سے بھی کمتر ناپاک نظر آتا ہے اور مکحول کی آنکھوں میں آگاہی اور بیداری کا سرمہ لگاتا ہے اور حقایق کے سیدھے راستے کے ہادی یعنی اس کا جامع لفظ سے وجیز (نام کتاب) کے الفاظ معدوم و لاشے معلوم ہوتے ہیں۔ اور روئے زمین پر تمام عمدہ اسباب و مسائل متروک ہیں۔ قسم بخدا کہ اس کی ناامیدی کے اسباب فقہی مباحات۔ محققین کے اقوال علم نحو کی تاویلات اور اشعار کے زحافات کی مانند وسیع ہو جاتے ہیں اور مثال اس کی فرسودہ حالی۔ قلت مال مرتبہ کی کمی اور اس کی حرمت (حرام ہونا یا عزت) جائز اور ثواب سمجھی جاتی ہے۔ اور اس کا جان و مال برباد اور مباح ہو جاتا ہے۔

اور ہر وہ حکیم محقق جو اگر حکمت کے ڈبہ کا ڈھکنا اٹھائے۔ اور روشن رائے کے برمے سے حکمتوں کے موتیوں میں چھید ڈالنے لگے تو کمال غیرت سے بوعلی سینا کو رنجیدہ دل کر دے۔ اور قانون (کتاب بوعلی) کے کھوٹا کرنے کا حکم دے۔ اور رسالۃ الطیر (بوعلی) کو بریدہ باز و (بیکار) کر دے۔ بقراط کی دانائی کو ایک قیراط کے عوض بھی مول نہ لے اور ثابت قرہ (نام طبیب) کی زیرکی کی آنکھ کو لائق کوری بصر قرار دے۔ (آنکھیں پھوڑ دینے کے قابل) ابن کندی کی صفائی ذہن کو سستی کی طرف مائل کرے۔ قیاسات منطقی کی

ترکیب میں مت بول' کا کمربند منطقیوں کی قوّت گویائی کی کمر پر باندھ دے۔ حقیقت میں اس کی راحت اور تن آسانی موجودات عالم میں ماورائے ممدوحیات کی طرح بالکل محال اور اس کی آرزوؤں کا حصول۔ مانند اس جزو کے جس کے اجزا ناقابل تقسیم ہوں ناممکن ہوتا ہے اور اس کا غم مانند جوہر وجودی (جسم) کے بذات خود قائم اور اس کی خوشی عرض محمولی کی طرح غیر قائم ہوتی ہے۔ لوگ اس کے قصّے کو مہمل بات سمجھتے ہیں اور صغریٰ وکبریٰ میں اسے گنتی میں نہیں لاتے واقف وناواقف اس کے مقاصد کے خلاف سعی بلیغ کرتے ہیں اس کے دوست ودشمن اس کے نقیض مصالح کو جس طرح مستثنیٰ منہ میں سے استثنا نتیجہ آور ہوتا ہے اس کے لئے منتج مرادات (نتیجہ دینے والا) جانتے ہیں آج کل فضیلت فضول ہے۔ بدائع (نادرات) بدعت اور ہنر بالکل بے ہُنری ہے ؎

اس ہُنر دشمن زمانے اور نادانی کے ایّام میں مَیں ہُنر کو عیب کہتا ہوں کیونکہ مَیں ہنر کے عیب جانتا ہوں۔

بے شرمی کو جو عین رُسوائی ہے فصاحت کہتے ہیں ص۱۶ اور اس زمانے کے لوگ چُغلی میں توفیر کرنے والی طبیعت کی بیخروی کو منجملہ کفایت کامل سمجھتے ہیں (یعنی انکے نزدیک جو کچھ ہے وہ چُغلی ہی ہے) اور غمازی کو اعلےٰ کوشش تصوّر کرتے ہیں۔ جس نے صبح کی طرح چُغلخوری کو اپنا پیشہ بنایا۔ آفتاب کی طرح زرنگار تاج اس کے سر پر دیا اور جو رات کی طرح خطاؤں پر پردہ ڈالنے والا تھا۔ ٹُوٹنے والے ستارے کی طرح دل کے پار ہونے والا تیر اس کے جگر پر چلا دیا۔ اطمینان قلب (حلم) نے عاجزی اور خواری کی صورت اختیار کرلی۔ علم کا جھنڈا نگونسار ہوگیا۔ فضیلت کا چقماق آگ نہیں دیتا۔ ادب کا نور تاریکی میں پنہاں ہوگیا ہے۔ ارباب نطق دیوانے شمار ہوتے ہیں۔ اور دُنیا مسخروں اور شریروں کی فرمانبردار اور زمانہ ہر فرومایہ اور ذلیل انسان کا پرورش کرنیوالا ہے۔

ایسا کون ثابت رائے فاضل ہے جو سوائے شفق جیسے خونی آنسوؤں کے اس نے آسمان کی گردش سے صبح وشام کوئی دُوسرا وظیفہ رکھتا ہے۔ اور کون قابل ملامت نادان ہے جو صبح ومسا کی مینوشی میں مرادمندی کا جام راحتوں کی شراب سے بھرا ہُوا نہیں رکھتا۔ قلم نے اس اندوہناک قصّہ کو نرمی کے لہجہ میں بیان کیا اور نگاہ درد ناک زمین سے آسمان تک پہنچا دیا اور کہا "اگر آج کے دن کے بعد میں پھر تیرے

Marfat.com

جانسوز فکر میں منہمک ہوں اور تالیف اور انشا پردازی کے راستہ میں کتاب کے سفید صفحے پر قدم رکھوں اور لکھنے میں تیری فرمانبرداری کروں ع" پس اسوقت میرے وصل سے میرا قطع اولیٰ اور انسب ہے"

دل شوریدہ حال نے پرانے دوستوں میں جو تکلیف اور راحت، خوف اور امید کے وقت میں اس کے غمخوار ہمنشیں - دلی دوست اور ہمراز و دمساز تھے - جب صفائی کی صورت اور وفا کی بو نہ دیکھی اور نہ سونگھی تو ان کی صحبت سے الگ ہو کر سینہ کے بیت الحزن میں خون کے آنسو آنکھوں سے بہاتا تھا اور زار زار رو کر گاتا تھا ؎

میں جس کے ساتھ گھلا ملا وہ مجھ سے الگ ہوگیا (قطع تعلق کرلیا) سوائے ایک غم کے کہ اس پر ہزار آفرین ہو۔

؎ ہر چند (دل نے) چاہا کہ دو زبانوں والے قلم کے ذکر پر نسیان کا قلم پھیر دے (بھول جائے) اور دل سے وسوسوں کو نکال ڈالے (مگر) برانگیختہ کرنے والے اسباب ع "یہ نفس ہی ہے کہ جب اس کو کسی بات کا عادی کرنا چاہو تو وہ اس کا عادی ہوجاتا ہے" ہیجان میں آتے تھے اور صبر و تحمل کے خرمن کو برباد کرتے تھے اور پڑھتا تھا ؎

اے معشوق نفس کی خوشیاں تیرے مکان کے سائے میں ہیں - اگر کوئی امر مانع ہو تو مشتاق ان خوشیوں کو حاصل کرسکتا ہے۔

آخر کار اس نے "اصرار و لجاج وسیلہ فیروزی و حاجت برآری ہے" کے دامن پر ہاتھ مارا (بہت اصرار کیا) اور جنتوں کی مرجع والی عقل کے حضور میں پناہ لی اور پہلے اس کلام سے اس کی تعریف کی ؎ اے وہ کہ حروف آفرینش میں تیرا کمال بمنزلہ الف کے ہے (چونکہ عقل اوّل مخلوق ہے) اور پھر سرمدی لاجوردہے تیرے چہرے پر لام ہے (دفع چشم زخم کے لئے چہرۂ اطفال پر لاجوردی رنگ سے صورت لام بنا دیتے ہیں) تجھ پر اور تیری عالم آرائے رائے کے پرتو پر مخفی نہ رہے کہ خالص نیکی کو جب کہ اس کا عمل بے غرض ہے ان کو کمینہ اغراض کی آمیزش سے ملوث نہیں کیا جا سکتا اور کسی دوسرے موضوع پر محمول نہیں کیا جاسکتا

؎ "اگر بے ہنر لوگ ہنر کی قدر بالکل نہیں جانتے تو اے عقل مجھے ندامت نہیں کیونکہ آخر تجھے تو علم ہے + احباب کی باتیں جو ملال اور سرزنش کے تیروں کی موسلا دھار بارش کی طرح تھیں سمع اشرف تک پہنچی ہونگی دل نے فطری سادگی کو اپنا پیشہ بنا لیا ہے اور

Marfat.com

"کا ہلی شہد سے بھی زیادہ شیریں ہے" کی چاشنی چکھ لی اور بیہودہ گو بے وقار قلم ع مثل مُرغ بو قلموں ہر رنگ اسی کا رنگ معلوم ہوتا ہے" صا۱ باریک بینی سے درشتی کی زبان کھولی ہے اور تلوّن زبانوں سے زمین اور آسمان کی شکایت بیان کرتا ہے۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ صاحبان فضل قلم کے فخر کو جرأت پر اور انہماک کو ملامت پر اور انتہا تک پہنچ جانے کو بے خردی پر اور بمصداق "ابلہ کو جب کسی کام سے منع کیا جائے تو وہ اپنے آپ کو اس کام پر مامور سمجھتا ہے" کے محمول کریں ان (خاطر و قلم) سب کی تادیب و اصلاح آپ کی ہدایت اور رہنمائی کے سپرد کی جاتی ہے۔ ممکن ہے کہ یہ تقلید کے بیابان کے گمراہ اور کعبۂ مجاز کے گرد چکر لگانے والے (خاطر و قلم) اصرار باطل اور بیفائدہ انکار کو ترک کر دیں۔ ورنہ مختصر یہ کہ میں سینہ کی اس تنگ منزل سے قیام کا اسباب باہر لے جاؤنگا۔ اور صحبت خامہ و خاطر کو قطعی ترک کر دونگا۔ ع میں جاتا تو ہوں مگر بغیر تیرے (اے عقل) میرا ایک نفس خوش نہ ہے (نفس لوامہ موجود تھا اس نے دل کی بڑی دلجوئی کی مگر) دل اسی طرح پُرانی عادت کے مطابق ہیبت زدہ کی طرح قلق اور اضطراب میں تھا اور نیند اور خوراک سے عاری تھا۔ عقل نے جب نفس لوامہ کا میلان دلجوئی اور دلنوازی کی طرف دیکھا۔ اور دردمند دل کی عجز اور بیچارگی اور اس کے رفیقوں کا متاثر اور المناک ہونا پورے طور پر قطع تعلّق کر لینے کے ارادے کو اچھی طرح جان لیا اور اس کی معقول بات سُنی تو بموجب "کسی مظلوم کی بات سُننا بھلائی میں سے ہے" ایسی دلداری جو امراء کی طرف سے غمزدہ لوگوں کے لئے کی جاتی ہو مبذول فرمائی اور نصیحت کے طور پر کہا کہ :-

ہمارے ساتھ یہ جھگڑا کیوں۔ فوراً "نفس" کو جسے اس کا مہربان بھائی سمجھتا تھا ایلچی گری کے لئے بھیجا۔ اور دل اور قلم کو بلوایا اور ان کو متفقہ طور پر عاقلانہ دلائل سے ایک دوسرے کے حلیف ہونے اور باہم اُلفت کرنے کی ترغیب دی۔ اور ایک دوسرے سے وحشت اور بیگانگی رکھنے کے عیب اور قدیم دوستی پر واپس آنے کی طرف بہت مطالبہ کیا۔ دل کو کسی قدر تسکین ہوئی اور دل نے صفائی کی راہ اختیار کی اور پیمانِ وفا کا ارادہ کیا اور دل سے سرگرمی کی پُرسش کی اور جان کی طرح اسے بغل میں لیا اور کہا صا۱۹ ع میرا کام یہی ہے کہ میں اپنے یار کا غم رکھوں + آ اور لے آ جو کچھ تیرے پاس ہے۔ قلم نے بھی اتفاق سے ارادت کا سر ہلایا اور "میں تو میخ سے بھی زیادہ ذلیل ہوں" کے معنوں میں

Marfat.com

اس رباعی سے جو ان سے کبھی سُنی تھی مثال دی (۱) مینخ کی طرح اس سے جس قدر چوٹیں کھائیں میری پیشانی کام میں زیادہ سخت ہوگئی ہے (۲) آخر کار جب سرکشی کی وجہ سے باوجود اتنی سرزنش کے زبردستی مجھے دربار سے ہٹا دیا گیا (قلم نے) اطاعت کی پگ ڈنڈی قدم رکھا اور دل کے املا کرانے سے اہل فضل کی چشم پوشی اور عفو کی امداد کے ساتھ (جبکہ بلند میدان حادثات کے راہ پانے سے محفوظ اور فضیلتوں کا نصاب زوال کے حملوں سے بچا رہے) شروع ہوگیا۔ اور اس کو "تجربۃ الامصار وتزجیۃ الاعصار" (شہروں کی آزمائش تجربہ اور زمانے کی روانگی اور نفاذ) کے نام سے موسوم کیا ؎

اسی حال میں اسی مجلس میں۔ اسی قلم سے اور اسی کاغذ پر حکایات کے نقش کا خاکہ اور روایات کے طلسم کا عجیب افسوں اس طرح نقش پذیر ہُوا۔

سلسلہ از تاریخ جوینی

جب منگو قاآن نے ۶۵۵ھ ملک منزی کی فتح کے لئے جو مشرقی علاقوں کے دور تر حدود میں سے ہے۔ لشکر کشی کی اور بھائی توبلدی کو ایک بہت بڑے لشکر، ساز و سامان اور مال کثیر کے ساتھ قرائن کی طرف جو ختائے کی حدود کے شمالات اور اطراف میں سے ہے مقرر فرمایا۔ انہیں حالات کے دوران میں منگو قاآن کی حکومت کی نوبت خاتمہ تک پہنچ گئی اور جفا کار زمانے کی عادت کے اقتضا کے مطابق کہ "دیتا ہے اور پھر اپنا دیا ہُوا واپس لیتا ہے" اس کی حکومت کا فرمان شاہی، موت کے ایلچی کے پیغام اور جب ان کی موت آجاتی ہے تو ایک منٹ نہ دیر کرسکتے ہیں اور نہ تقدیم" کے پہنچ جانے سے مسترد ہوگیا (اور اس پیغام کو) اتنی بڑی سلطنت کا رُعب۔ لشکر کا دبدبہ اور عذاب و سختی کی شان روکنے والا اور دُور کرنے والا نہ ہُوا۔ اور قانون (تعزیری) چنگیزی کے عوض ناامیدی رہ گئی۔ اور یہ اتفاقات زمانہ میں جو ہم لوگوں کے درمیان باری باری اُلٹ پھیر کیا کرتے ہیں" اور یہ واقعہ ۶۵۶ھ کے آخری مہینوں کا ہے اُس (منگو قاآن) کا بھائی اریغ بوکا قراقرم میں رہتا تھا جو حکومت کے دائرہ کا مرکز اور دولت کے ہراول کی چھاؤنی ہے۔ ایسی حالت کی اشاعت اس کے لئے غرور کا سرمایہ دینے والی اور بادشاہت کی خواہش کا باعث ہوگئی۔ اسی داستان کے ساتھ بالتو کی ماں قتقتائی نے جو منگو قاآن کی سب سے

بڑی بیوی تھی موافقت کی اور اُستائے کے بیٹوں میں سے ویرلتاشس اور زیرگی جغائی پسر چنگیز خاں کے بعض پوتوں اور کاکان کے بیٹے آرقدائی اغول نے اس رائے کی تائید کی اور اس (آریغ) کو بادشاہ تسلیم کرلیا۔ ایک کو لے جاتا ہے دوسرے کو اس کی جگہ لے آتا ہے دنیا کو بغیر کدخدائے (شوہر) کے نہیں رہنے دیتے۔

دوسری طرف بادشاہ جہانگشائے چنگیز خاں کے بھائی اوتگین کے بیٹے اور دوسرے شاہزادوں اور اُمرا نے آپس میں مشورہ اور اتفاق کرکے ایک دوسرے کے مددگار اور معاون ہوگئے اور کہا "کہ حق حکومت" قوبلدئے" کا ہے چھوٹا لڑکا بڑے لڑکے کی موجودگی میں کس طرح فوقیت کا خیال کرسکتا ہے۔ اِس بات سے ہر طرف سے مختلف باتیں ہونے لگیں۔ ایک چھوٹی سی بات جنگ عظیم کا باعث ہوجاتی ہے،' چونکہ آریغ اصل دارالسلطنت میں تھا اور گردونواح کے لشکر اسی کے زیادہ نزدیک تھے۔ سلطنت کے کام کا عامل ہوگیا اور جوانی کی جلدی اور عیاشی کا رستہ اختیار کیا اور اپنے بزرگوں کے طریق اور نیک آباواجداد کی خصلت سے رُوگردانی کی اور یہ وہم اس کے دل پر چھا گیا کہ ایک نیا شہر تعمیر کرائے اور ایسا محل جو سلطنت کے تخت کی قرارگاہ ہو خالص سونے کا بنوائے اور زمانہ کاتب (مصنف) کی انشاء (تصنیف) سے یہ شعر پڑھتا تھا۔

(۱) تو سنہری محل کیا بناتا ہے تیری رائے (سنہری) صائب ہونی چاہیئے۔ مُلک کے لئے انصاف چاہیئے اگر تو یہ (مُلک) چاہتا ہے تو ایسا (عدل) کر (۲) تو تخت اور تاج کا مالک ہے، خطاؤں کو اپنے چہرے سے اس طرح دُور کردے جس طرح قبا میں سے شکن دُور کرتے ہیں اگر تجھے چین کی بادشاہت کی ضرورت ہے (۳) زمانے کی سختیوں کے ساتھ مہربانی سے موافقت کر اگر ملک کے تخت پر تجھے نرم تکیہ چاہیئے (۴) اگر تُو بادشاہت کی دُلہن کے ساتھ نکاح کرتا ہے تو اپنی ذات کی محبت کو چھوڑ دینا اس کے حق مہر کیلئے لازمی ہے (۵) مُنہ ڈھال کے سامنے کر اور آنکھ کو جھنڈے پر گاڑ اگر تو خوبصورت چہرہ اور پُرپیچ زُلف کو دیکھنا چاہتا ہے۔

تو اس نے اطراف ممالک میں فرمان بھیجے کہ موجودہ خزانے۔ ان رقوم کے ساتھ جو واجب سالانہ کے علاوہ مالگذاری کے طور پر ہوتی ہیں۔ اور گھوڑوں گایوں، اور اُونٹوں کے گلے بھیڑ بکریاں اور مختلف مویشی جس قدر ممکن ہو سکیں اعلےٰ پایۂ تخت کی طرف

جس کے مقابلے میں آسمان کے لئے بلندی کا دعوےٰ ممنوع دکھائی دیتا تھا روانہ کردیں۔
اور تمام ترکوں کے قبائل کے بزرگ، ممتاز لوگ، علم ہندسہ کے جاننے والے معمار مثلاً۲۲
اور مختلف پیشہ وروں کو اس شہر کی بُنیاد و تکمیل۔ شہریت رہائش اور اسکی آبادی
کی کثرت کے لیۓ جس کا بانی خیال کے میدان میں وہم کا انجینئر تھا۔ متوجہ کریں۔

آلغو (وزیر آریغ) چغتائی کے پوتے نے اس کی خدمت میں پورا وقار اور قرب عظیم حاصل
کیا تھا اور محل اعتقاد اور محرم اسرار ہو گیا تھا۔ اس کی صورت اس طرح تھی کہ منگو قاان کے
ابتداء جلوس میں جب خواجہ اغول اور باتو نے جو اوکتا کے قاآن کے پوتے اور کیوک خاں کے
بیٹے تھے۔ آپس میں اتفاق کر کے چند شہزادوں اور بزرگ اُمرا کے ساتھ ہم زبان ہو گئے
کہ اچانک غدر مچا دیں۔ چنانچہ تاریخ جہانکشائے ان احوال کی تفصیل سے شرح بیان کرتی
ہے۔ منگو قاآن نے مخالفین کے خیالات کے ارادوں سے خبر پائی۔ ان سب کو مقید اور مقہور
کرنے کا حکم دیا۔ ان میں سے اکثر بیٹوں اور پوتوں کے ساتھ قبضۂ اقتدار میں قید اور سزا کی
تلوار پر پیش کئے گئے (قتل کر دئے گئے) اور اس صورت میں چغتائے کے پوتوں آلغو۔
احمد بوری۔ نیک پے۔ اغول اور بغرجی کو بوجہ کمسنی اور تقدیری عمر کے چھپا دیا۔ اور قہر کی
تلوار کے پنجے سے خلاصی پائی اور آریغ بوکا کی تربیت کے سایہ نے آلغو کے قد کے پودے
کو سرو کی طرح پرورش کیا تھا۔ زمانے نے دونو کو توجہ اور مہربانی کے طریقے اور
اخلاص اور فرمانبرداری کی صورت میں اُنگشت نما دیکھا۔ جب آریغ کو سلطنت ملی تو اس نے
اس (آلغو) کو مقرر کیا کہ شہر "المالیغ" کے نواح میں خیمے قیام کے گاڑ دے۔ اور اُس
علاقے کی حکومت کے لئے حفاظت کرے اور ٹنگوں کے وہ خزانے جن کے لئے ایلچی
جدوجہد کر رہے ہیں وہاں لائیں اور آلغو ان کو قراقرم کی طرف بھیج دے کیونکہ المالیغ
ایک ایسی سرحد ہے بلکہ مرکز کا درجہ رکھتا ہے اور دوسرے بڑے بڑے شہر اور شہزادوں
کی حد۲۳ مقررہ مکان تعطر کی جگہ ہیں جو کہ محیط سے مرکز کو جاملتے ہیں۔

جیسا کہ معتبر سفر کرنے والے روایت کرتے ہیں کہ:۔ المالیغ سے بیش بالیغ تک دوسفر
سفر کی راہ ہے اور بیش بالیغ سے خان بالیغ تک، جنوبی طرف سے بیابان کے راستہ
جس کو مغول "بغری اُولی" کہتے ہیں۔ چالیس دن کا راستہ ہے اور وہاں سے قیچو تک
جو تنکت کی ولایت ہے اور جس کے مشرق میں "ختائے" کی حد ہے اور جانب شمال سے

13583

قراقرم تک بھی، چالیس روز کی مسافت ہے۔ اور پھر قراقرم سے خان بالیغ تک اور پھر وہاں سے قیچو تک بھی اسی قدر فاصلہ کا پتہ دیتے ہیں۔ ان وجوہات سے "آلغو" کو روانہ کیا۔ اور وہ مکمل دلیری، پوری لیاقت، مذکورہ رُعب اور کثیر شوکت رکھتا تھا۔ اسکی صورت پھُول کی طرح مجسّم خوبصورتی اور اس کی سیرت شراب کی مانند سراسر نُور تھی۔ المالیغ سے کنجک اور تلاش وکاشغر اور دریائے جیحوں کے کنارے تک اپنے قبضہ میں لے آیا۔ اور چغاتائی کے لشکر کو جمع کیا اور تھوڑی مدت میں شوکت، غلبہ، اور قدرت اور دولت حاصل کرلی۔ وہ خزانے۔ جو آریغ بوکا کے لئے اس کے سامنے پیش کئے اس نے خود لے لئے اور زمانہ کا یار ہوگیا اور دُشمنی ظاہر کی۔ پس چاہتا تھا کہ اطراف سے فارغ اور محفوظ نہ ہوجائے اور امور سلطنت کے چلانے اور طاقتور دشمن کے مقابلہ پر قدرت حاصل کرے چنگیز خاں کی طرح ابتدائے جنگ میں ہر طرف ایک بڑے امیر کو طاقتور اور بڑے لشکر کے ساتھ بھیجتا تھا۔ تاکہ جس جگہ لوگ اطاعت اور تابعداری کی رسّی میں آجائیں اُنکی رعایت کریں اور جہاں کہ بغاوت اور سرکشی کا اظہار کریں وہاں بے انتہا تکلیف اور عذاب دیں حکم دیا کہ چاروں لڑکے ہر ایک لڑکے سرداروں کو ہزارہ کے ساتھ سرحد ہندوستان تیبو خان طانفان، علی آباد، کاونگ اور بامیان کے علاقے میں غزنی تک بھیجیں۔ اولی بیان کا ہزارہ نوئین۔ توشی کا ہزارہ ایچکدا ے۔ چغاتای کا ہزارہ نیردن نوئین اور اوکتا قاآن کا ہزارہ ملک بوغا تھا۔ جس سن میں کہ منگو قاآن تخت سلطنت پر متمکن ہوا اور اسکی جہانگیر سلطنت کا سُورج اطراف واکناف کے کندھوں پر چمکا۔ اس نے "سالی بہادر" کو ایک ہزارہ کے ساتھ وہاں (المالیغ) بھیجا تھا اور اس تمام لشکر پر اس کو حاکم مطلق بنادیا۔ اور وہ لشکری اس (سالی) کے جبر و تحکم۔ زشت خُوئی اور اس کے نفس کی سرکشی سے بہت شاکی تھے آلغو نے اس صورت میں نیک بے اغول اور سادای ایلچی کو دریائے جیحون کے ساحل پر بھیجا اور حکم دیا کہ نیک بے اغول بخارا اور سمرقند کی حکومت اور اُن حدود کی حفاظت میں مشغول ہو۔ اور سادای ایلچی ہندوستان کی سرحد کو جائے اور امرائے ہزارہ کو اس لشکر سمیت جو اُن کی حمایت کے جھنڈے کے نیچے کہ اطاعت کے رہنما کو باگ دئے ہوئے ہیں اپنی طرف مائل کرکے تابعداری اور اطاعت کی طرف بلائے اور "سالی بہادر" کو گرفتار کرکے آلغو کی خدمت میں بھیجدے۔ انہوں نے حکم کے بموجب مہم کے چلانے کے لئے جس پر وہ مامور تھے

سامنے رکھا۔ نیک بے اغول علاقہ ماوراء النہر میں سلطنت کی گیند مراد کے چوگان کی زد میں لایا اور وہاں لشکر کی حفاظت اور علاقہ اور ملک کی حمایت کے لئے قیام کیا۔ اور اوکتا قاآن کے زمانہ سے سمرقند اور بخارا کی حفاظت کا بار چونکہ سان طائفو اور بوقا بوشا کے سپرد تھا۔ اور اسی قاعدہ پر اب بھی اُن کو قائم اور برقرار رکھا۔ اور ساداے ایلچی نے مرغادل۔ قتلغ تیمور۔ تیمور بوقا اور دیگر تمام امراء اور لشکر کو اپنی طرف مائل کر کے مطیع اور فرمانبردار کر لیا وہ سوار جو ہمسروں کے باہمی دشمنی ہونے کی وجہ سے فخر کی ڈینگیں ص۲۵ مارتے تھے۔ پُرخطر گھاتوں کی تنگیوں اور جان لینے والے معرکوں کی چڑھائیوں سے لگاتار اپنی تلواروں کی مانند سُرخ رُو ہو کر نکلے۔ پس "شالی" کو جو مرض غرور اور دشمنی سے بوڑھا تھا قید کر لیا اور اس تمام لشکر کو اپنا دوست بنا لیا اور سمرقند اور بخارا کی لُوٹ مار کی طرف اُن کو چلا دیا جب سمرقند پہنچے تو اس لشکر کو (ساداے ایلچی) نے لُوٹ مار سے روک دیا لیکن ادھر سے آریغ بوکا جب آلغو کی بغاوت اور جنگ سے مطلع ہوا اور حالات کے آغاز و انجام کو سامنے رکھا تو جان لیا کہ اپنے کئے کا کوئی علاج نہیں) ؎ (از مؤلف)

اگر میں نے اپنے ساتھ بُرا کیا ہے تو بُرا کیا ہے۔ میں کس کی فریاد کروں

جب گناہ میں نے خود کیا ہے۔

داناؤں نے کہا ہے کہ:- دو کام ہیں جن کے کرنے والے رائے کی درستی اور سعادت کی برکت سے محروم رہتے ہیں (۱) بیفائدہ غم کرنا (۲) اور دشمن پر بھروسہ کرنا۔ کیونکہ اوّل سے عقل کی آبرو جاتی رہتی ہے اور دوسرے کی مثال جیب میں سانپ پالنا ہے۔ اور جہان میں (زہریلی گھاس) اور اندرائن (حنظل) سے کس نے شکر اور شہد کی امید رکھی ہے جس دانا نے کہ اپنے وقت میں عمدہ زمین کے اندر پھل لانے والا بیج نہیں بویا۔ یقیناً پکنے کے وقت غلہ کی ہوس اور نفع کی آرزو کی اس کی مثال۔ پیچیدہ تحریر کی مانند۔ جو پانی کی سطح پر لکھی گئی ہے۔ ہوگی۔

تو علاج یہ دیکھا کہ وہ غبار جو ان (آریغ اور آلغو) کے درمیان اُٹھا ہے اُسے تلوار کے خالص چشمہ کے پانی سے بٹھائے اور بغاوت کی سزا جو اس نے شکر نعمت اور ادائے خدمت کی توقع کے بجائے کی ہے۔ اُسے دے۔ القصہ جب وحشت اور جھگڑے کے اسباب اور جنگ اور دشمنی کے ذرائع۔ جیسا کہ مذکور ہوا کا اتفاق ہوا تھا۔ ص۲۶۔ دونوں طرف

آمادہ اور تیار ہو کر ایک دوسرے کو مارنے کے لئے ہ (از مؤلف)

دو خسرو، دو رستم، دو جنگ آزمودہ پہلوان۔ دو لشکر اور فولاد اور پتھر کے دو دریا۔

حرکت میں آئے۔ ایسے سامان اور تیاری کے ساتھ کہ فضائے عالم اس کے فتنہ سے تنگ ہو گئی تھی۔ اور پہاڑوں کے۔ اس سنگدلی کے ساتھ بادپا گھوڑوں کے سموں کے نیچے سے چشموں کی آنکھ سے آنسو بہتے تھے۔ مقابلہ اور لڑائی کے میدان میں سخت جان افراد اور بہادر تلوار مارنے والوں نے تلوار زنی، جنگ کرنے اور نیزہ زنی کے بعد آسمان اور زمین کی طرح یہ حالتیں ہ

آدمیوں کے پتھر ہیں خون کی زمین پر۔ اور تلوار کے ستارے غبار کے آسمان پر۔

اختیار کیں۔ تو آلغو کے لشکر پر حسینان ختن کے زلفوں کے شکن کی طرح شکست پڑی اور کثیر فوج ایک دم میں کمان کے ابرو کی غمزہ زنی سے کالے جادوگر (تیر) کی جادوگریوں اور طلسموں سے مقتول ہو گئی۔

جس وقت آریغ کی تلوار کے خوف سے (آلغو نے) (معشوق کی) کمر کی طرح درمیان میں رہنے کی تاب نہ پائی تو فوراً اپنے بالوں کی مانند۔ جو اگرچہ ماتھے کے اوپر ہوتے ہیں (مگر کنگھا کرنے سے ہٹائے جاتے ہیں) منہ پھیر لیا۔ اور جب اس کی ہمت کا پرخاش جو ہاتھ شاخ آرزو تک نہ پہنچا تو شگوفہ کی طرح حسرت کی انگلی کی شاخ کو دانتوں سے کاٹتا تھا اور باوجود اس کے کہ بدبختی کے کانٹے بخت کے پاؤں میں ٹوٹتے ہوئے دیکھے اور نجات کے راستے میں مصیبتوں کے گوکھرو (کانٹے) گرے ہوئے (پاتے) (مگر) بہت جلد فرار کے پاؤں اٹھائے۔ اوصاف فروشی کب تک (آخر) اس کا باقی لشکر متفرق ہو گیا اور ذلت کی امداد اُن کی رہنما ہو گئی۔ آلغو نے اپنے خیمہ گاہ کی طرف باگ موڑی اور متفرق لشکر جمع کرنے

۲۷ اور لڑائی کے اسباب کی تیاری میں از سرنو مشغول ہو گیا۔ حالتوں کی ان گردشوں میں ساداے ایلچی امراء ہزارہ اور ایک لشکر کے ساتھ جو سمندروں کی موجوں کی طرح اس کی خدمت میں پہنچ گئے۔ اس کے الحاق (مل جانے) کو (آلغو نے) فال نیک سمجھا۔ اور انکو نوازا اور شاہانہ لباس دئے۔ زمانہ کا زخم بھر گیا اور خلل یافتہ کام منتظم ہو گیا۔ جب اسے لشکر کی مدد مل گئی تو لڑائی کی صف آراستہ کی اور پھر زخمی شیر اور غضبناک چیتے کی مانند حملہ کیا لڑائی کے جنگل کے شیروں کی جولانی۔ جوش و خروش میں میدان کے بہادروں کی مار دھاڑ جنگ کی منزل کے مہمانوں کے اُترنے اور انتقام کے مقام میں پیش قدمی کرنے والوں کے

Marfat.com

آنے۔ (کے بعد) آلغو نے خطی دراز نیزے کے نصب کرنے کی حرکت سے دوستی کے عمل کرنے والے کو کام سے بیکار کر دیا اور بذات خود حملہ کیا۔ آریغ زمانہ کے ٹیڑھے پن اور کامیاب دشمن کے غلبہ سے پریشان ہوگیا۔ اس نے قسمت کا ستارہ ٹوٹنے والا اور آرزو کا بُرج ٹیڑھا طلوع ہونے والا اور بخت کا مزاج غیر مستقیم پایا۔ اُس کے لشکر نے جب قیام کی صورت نہ دیکھی تو شکست کی پُشت دکھائی اور اُس کی سلطنت نے جب موافقت کی مدد نہ پائی تو منہ پھیر لیا۔ اور اس حال کے منادی نے یہ آواز اس کی جان کے کانوں تک پہنچائی۔ (مؤلف)

(۱) تیرے بخت نے دونوں آنکھوں سے خُون کے آنسو بہائے اور چلا گیا۔ تیرے مُلک اور جوانی پر رویا اور چلا گیا (۲) جب دیکھا کہ آسمان کا ارادہ وفا کا نہیں تو تیرے اقبال نے بھی پیٹھ کھجائی (شرمندہ ہُوا) اور چلا گیا۔

ثابت قدمی اور قرار مغلوب اور خوف اور ڈر غالب ہوگئے۔ ابن ابی طالب (حضرت علی اللہ تعالیٰ ان کے منہ کو عزت والا بنائے۔ نے فرمایا کہ ہر قضا کا کوئی باعث اور ہر دودھ کا کوئی دوہنے والا ہوتا ہے۔ آخرکار آریغ عاجزی اور ۲۸ فروتنی کی طرف مائل ہوگیا اختیار کی باگ ہاتھ سے اور قدرت کا تیر شِست سے نکل گیا تھا ناچار بھاگنے کی رکاب بھاری کی (بھاگ گیا)۔ انہی دنوں "قوبلائے" نے بھی ایک لشکر جو حوادث زمانہ کی طرح بیحد تھا روانہ فرمایا تھا تاکہ اُسے پانی کی طرح کی تلوار کے زور سے سرکشی اور تکبر کا جواب، اور یکتا ہونے اور لالچی بننے کی سزا دے۔ ریا اُسے الگ ہو جانے اور جمعیت حاصل کرنے کی سزا دے وہ سوائے قوبلای کی سلطنت کی جائے پناہ کے اور کوئی قبلہ گناہ کو مان لینے کا نہ جانتا تھا۔ اُس کی خدمت میں جانے کا ارادہ کیا۔ تاکہ بھائی کی مخالفت اور دشمن کی موافقت کے اسباب بارے میں کہ اس نے ان دونوں قضیوں میں مخالفت کی طرف اختیار کی تھی کوئی عذر کرے۔ پہلے سے ایلچی بھیجا۔ گذشتہ سے ندامت کے حاصل ہونے اور پہنچنے اور تقدیر کے جاری ہونے کی کیفیت سے خبر دینے والا جب لشکر گاہ میں پہنچا تو حکم ہُوا یہانتک کہ اُس (آریغ) کو بائیں طرف لے آئے۔ (از مؤلف)

اگر تو سچ پوچھے تو بغیر مصیبتوں کے کسی نے آسمان سے کبھی (اللہ کی قسم) راحت نہیں دیکھی حضوری (زنگشمشی) کا شرف حاصل کرکے یعنے گردوں مثال کے دربار میں کھڑا ہو کر جرائم کے ارتکاب کا، جس کا موجب ارباب اغراض کا برانگیختہ کرنا تھا۔ اعتراف کیا (قوبلائے

طبعی عدل کی کثرت اور انصاف اصلی کی موجودگی مانع ہوئی کہ بھائی (آریغ) کو سلطنت کے بقاء کی خاطر دُکھ پہنچائے۔ اس پر رحم کیا اور جان بخشی کی۔ کیونکہ ۵

آدم علیہ السلام کے زمانہ کے شروع سے بادشاہ (قوبلای) کے زمانے تک

بزرگوں کی طرف سے معافی ہوتی رہی ہے اور ماتحتوں سے گناہ

اس کے رہنے کے لئے گرم سیر اور سرد سیر مقامات۔ جو اُن کی لغت میں پیلاق اور قشلاق کہلاتے ہیں۔ مقرر کئے اور اس کو ایک خاتون اور چند آدمیوں ۲۹ کے ساتھ۔ جو اس کی ضروری خدمات کی کفالت کرتے۔ اس مقام پر بھیجدیا۔ تخت سلطنت کی تکیہ گاہ سے سفر اور تکلیف کے مقام میں پڑا ہُوا تسلی کے چہرہ کو نقصان کے ناخن سے نوچتا تھا اور اپنے کئے پر پشیمان ہوتا تھا۔ چونکہ غرور کی شراب سے بدمست ہوگیا تھا اس لئے ناگاہ ملال کے خمار میں رہ گیا۔ آخر نشہ توڑنے والی کو یعنے "شراب کے نشہ کی دوا شراب کے پینے سے ہے" شراب کو پیمانہ کی طرح اپنے اندر بھر لیا یہانتک کہ شراب کی صراحی کی طرح پُر ہوگیا اور اس کے جسم کا پیالہ زمانہ کی جفا کے پتھر پر آپڑا۔ اور اس کی رُوح کی شراب۔ جو جہان کے فتنہ اور شر کا جوہر تھی۔ وہ کوچ کی زمین پر گر گئی (یعنے وہ مر گیا) اور یہ واقعہ ۶۵۸ھ کے مہینوں میں ہُوا۔ اسکی سلطنت کی مدت ڈھائی سال تھی۔ اس سے ایک فرزند "آرو" نام باقی رہا ۵ اگر تجھ کو بارہ سو سال بھی ہو جائیں سوائے تاریک قبر کے تیرے لئے کوئی جگہ نہیں اسی معنی کے قریب ایک بیت ہے جس کا کبھی اتفاق ہُوا تھا۔ (عربی) ۵

تیری عمر لامحالہ زائل ہوگی + اگر ایک دن ہے خواہ ہزار +

سنہ ۳۰ "الما لیغ" میں "آلغو" کے تخت سلطنت پر بیٹھنے کا تتمہ ۶۵۸ھ کے مہینوں میں

جب "آریغ" بھاگ گیا "مسعود بیگ"۔ جو اس کی خدمت میں منگو قاآن کے طریقہ پر وزارت کے نام سے مشہور تھا اور بلند مراتب کے میدان میں بزرگیوں اور پسندیدہ کاموں کے حصے اس کے خیالات کے مقامات پر تقسیم کئے گئے تھے "آلغو" کی خدمت میں دوڑا گیا اور شرف باریابی حاصل کیا اور ملازم خدمت مقرر ہُوا۔ آلغو فتح مند اور کامیاب ۵

زمانہ تابع، آسمان غلام، جہان مطلب کے موافق۔ دولت مطیع، بخت موافق اور زمانہ یار۔

۶۵۸ھ کے آخری مہینوں میں الما لیغ میں تخت سلطنت پر بیٹھا اور حکومت کا جھنڈا سورج کے

سُنہری چھتر سے آگے گذار دیا۔ اور مبارک شاہ کی ماں "ہرغنہ" کو جو چغتائی کے پوتے قرا غول کی بیگم تھی۔ زبردستی نکاح کی قید میں لے آیا اور وہ اُسے بہت عزیز رکھتا تھا۔

"ہرغنہ" کی دو بہنیں تھیں ایک "اولجائی خاتون" جس کو ہلاکو خاں نے بیگم بنانے کیلئے قبول کیا اور دوسری "بیگی" جو "صائن خان باتو" کی خاتون تھی۔ اس بات پر اتفاق ہے کہ ایجاد کے مصوروں نے اختراع کے قلم کی نوک سے "مغلوں کے اندر ایسی تین صورتیں حُسن اور لیاقت کے کمال" لطافت، اور شائستگی کی زینت سے نہیں بنائیں ہیں "ہرغنہ" اگرچہ خود پرست معشوق تھی لیکن مذہب اسلام کے ساتھ صلا۳۱ پوری پوری رغبت رکھتی تھی اور ہمیشہ مسلمانوں کی حمایت کرتی لیکن زمانہ کہتا تھا ؎

تو مسلمانوں کے مُلک میں اپنی زُلفوں کی وجہ صلیب کی مانند ہے۔ وہ کونسی کافری ہے جو تُو نے نہیں کی یہ کیسی عجیب مسلمانی ہے۔

اور شیخ الشیوخ سیف الدین الباخرزی رحمۃ اللہ علیہ۔ جو زمانے کا پیشوا وقت کا قطب علم طریقت کا شہباز اور عالم حقیقت کا پاک باز تھا۔ یاد خدا کی روش میں وعظ اپنی ہمت کی مانند بلند رکھتا تھا اور ذات کی توحید اور صفات کی عظمت میں گفتگو کا طریق وحدت کی طرح بے نظیر معنی نادر اور بزرگ قدر ہوتے تھے جو وضاحت میں سُورج کو شرمندہ کرتے تھے اور لفظ ایسے عمدہ میٹھے کہ کاتب (مصنّف) کا قطعہ وانی کی صفت میں اس کی شرم سے اس ردیف آب کی پانی ہو گیا۔ ؎ **ابیات**

اے وہ کہ تیرے میٹھے الفاظ کی لطافت کے سامنے۔ خجالت سی شرمندگی اُٹھاتی ہے پانی کی رُوح (۲) موتی قطرہ کی مانند تھا جب اس نے تیرے لفظوں کو یاد کیا اور شرم کے مارے غوطہ لگایا اور پانی میں چھپ گیا۔

آلغو کے عہد میں (رجوع کر اور واپس ہو جا) کی نداء پر اس ناپائدار سرائے سے نیکوں کی دار القرار میں چلا گیا (یعنی مر گیا) ؎

اے جان مسافر خانہ میں کوئی دیر تک نہیں رہتا۔ تُو واپس آ کیونکہ مسافری میں تیری قدر کوئی نہیں کر سکتا۔

اور یہ واقعہ (وفات شیخ سیف الدین) ۶۶۱ھ ہجری میں ہُوا۔

اسی طرح آلغو تقویت پوری رونق اور حصول مُراد کے ساتھ سلطنت میں امن سے

گنارتا تھا اور جدھر ۳۲ باگ اُٹھائی (موڑی) وہاں مدد پائی اور بامُراد ہُوا، شادمانی، مسرت، کامیابی اور راحت کے ساتھ واپس ہُوا۔ یہانتک کہ ناگاہ زمانے کی چشم بدکام ہیں آئی اور نحوست کے علامات اور شکستگی کی نشانیاں ظاہر ہوئیں۔ ہرغنہ نے وضع حمل کے وقت جسم کے بلورین ساغر کو رُوح کی خالص شراب سے خالی چھوڑ دیا، اور تقدیر کے قلم نے آنے والوں کے حال کے روزنامچہ کے لئے اس مرثیہ کا نسخہ لکھا۔ ؎ (از مؤلف)

(۱) چودھویں کا چاند بادل میں چھپ گیا، افسوس ہے۔ اس سرو کا قد مٹی میں دفن ہوگیا، افسوس ہے (۲) اس کی وہ پیچ در پیچ اور خم درخم زُلفیں۔ بادِ اجل کے صدموں سے پریشان ہوگئیں، افسوس ہے (۳) وہ سرو جس کا جسم پھُول کی پتّیوں سے تکلیف پاتا تھا۔ فریاد کہ وہ قبر کی مٹّی میں سوگیا، افسوس ہے۔

آلغو اس کے تل کی مانند غمگین اور سیہ پوش ہُوا اور اس کے رُخسارہ کے لالۂ نعمان کے غم میں موسم خزاں کے لالہ کی طرح بے جان ہوگیا۔ اور اس کی یاد میں یہ بیت نالہ و فریاد کے ساتھ پڑھتا تھا۔ ؎

(۱) تیری خُوشبو ابھی تک باغوں میں ہے۔ تیرا رنگ ابھی چنبیلیوں میں ہے

(۲) تیرا دیدار قیامت پر جا پڑا ہے۔ یہ اچھا ہے لیکن اس میں بہت سی باتیں ہیں یعنے وہاں امید ملاقات کم معلوم ہے۔

غضبی قوّت اور وہمی غلبہ کا ردّی ہونا اس درجے کو پہنچ گیا کہ اس نے حکم دیا کہ سمرقند اور بخارا کو لُوٹ لیں۔ اور مسلمانوں کو۔ جن کی طرف ہرغنہ مائل اور بہت رغبت رکھتی تھی ۳۳ تلوار کے گھاٹ اُتار دیں" یعنے ہرغنہ کا اس طائفہ کو عزیز رکھنا اس کے لئے مبارک تھا مسعود بیگ مانع ہُوا اور بُری تقدیر کا نیکوں کی دُعا کی مانند واقع ہوا۔ کسی وقت میں (مصنف) نے کہا ہے ؎

اے سلیمی تیرا زمانہ گذر گیا۔ برابر ہے کہ تو غضبناک ہو یا رضامند ؎

(۱) تُو بیکار اپنے دل پر جہان کا بوجھ کیوں رکھتا ہے؟ یہ اس طرح تھا اور رہیگا جب تک دُنیا کا کاروبار ہوتا رہیگا بغیر مستی اور سر چکرانے کے دُنیا کی شراب کس نے چکھی ہے؟ پہلے کانٹے کا زخم ہے پھر اس کے بعد جہان کے باغ کے پھول تھوڑی مدت میں آلغو نے بھی اس (بیت) کے مطابق ؎

ہر وہ زندگی جو تیرے بغیر ہو۔ زندگانی کے نام سے موت ہے۔

ہر غنہ کی پیروی کی اور اسی راہ سے ۶۶۴ھ کے ابتدائی مہینوں میں چل دیا۔ ع دوست دوست کے پاس چلا گیا اور یار یار کے پاس + سُبحان اللہ۔ اس کے آفتاب جیسے چتر کا نشان جس کو وُہ ہلال کی مانند مصیبت کے گہن سے محفوظ جانتا تھا۔ آخر کار بدبختی کی تاریک راتوں کے عُقدے اور ہلاکت کی ظُلمت کے پردے میں دُوسری صبح کی طرح کم عُمر اور سایہ کی طرح۔ زوال کے وقت۔ بے حقیقت ہو گیا۔ اس کے رُعب اور دبدبے کا عنقا۔ جو کبریائی کے کوہ قاف کی چوٹی پر نسرین (آسمانی دو شکلیں۔ طائر واقع) کی مصاحبت سے نفرت کرتا تھا۔ وہ بھی حادثہ کی نحوست کے کوّے سے عدم کے ویرانے کا اُلّو بن گیا۔ اس کی بے عیب شجاعت کا شیر۔ جو جان لینے والے مگرمچھ اور ہاتھی کو گرانے والے چیتے کو گیدڑ مت ۲۴ کے کاموں میں مشغول ہونے کا حکم دیتا تھا آخر کار وہ بجّو (کفتار) کے فریب والے آسمان کی روبہ بازی (مکّاری) سے ہمیشہ کے لئے خوابِ خرگوش میں رہ گیا۔ اس کا گردوں مرتبہ تخت۔ جس کے پاؤں کے لئے جوزا کے کندھے اور شعریٰ جیسے بلند اور روشن ستارے کی چوٹی جگہ تھی اور اس کی بساط کا رُخسارہ (مسند) جو حسینوں کے شکر خند پستے (دہن) اور پُر پیچ طُرّہ اور نقاب سے شکر ریز اور عنبر بیز تھا۔ تاریک مٹّی کے گڑھے میں اس طرح تابوت کے تختہ سے بدل گیا کہ یہ بیت اس کے مناسب حال ہُوا ؎ (از مؤلف)

ہمیں نہیں عطا کیا جاتا وصال جو اب فرقت ہو گیا ہے۔ اور نہیں دی جاتی شادی
جو ماتم ہو گئی ہے۔

اور اس کی سلطنت کا زمانہ چار سال تھا۔ پس اُمراء نے اتفاق کیا مبارک شاہ تخت سلطنت پر بیٹھ گیا اور زمانہ سے شور اُٹھا ؎ رباعی

(۱) اے آسمان کی گردش تو کتنے لاتی ہے اور کتنے تولے جاتی ہے۔ تو وفائے عہد سے
بالکل آزاد ہے (۲) کسی بادشاہ کے قد پر جب تو قبا سیتی ہے۔ پھر اس کے ماتم
کے لئے سینکڑوں کپڑے پھاڑتی ہے۔

ایک سال نہ گذرا تھا کہ براق نے اس پر چڑھائی کی اور اس کے بخت کا ستارہ عروج کی بلندی کی چوٹی پر ہو گیا۔ اس کے تتمہ کی شرح اپنی جگہ بیان کی جائیگی۔ اس کے احسان کی بخشش اور فضل کی درازی سے +

ذکر جلوس قوبلائی قاآن

جب سلطنت کا دشمن ؎۳۵ (آریغ بوکا) ہلاکت کی قید میں گرفتار ہوگیا اور سلطنت کا باغ کینے اور دشمنوں کے کانٹوں سے صاف ہوگیا تو سب شاہزادوں ۔ سرداروں (خوانین) اور امراء دولت نے سچے دل اور قول صحیح سے عہد دیا کہ قلم کی طرح سلطانی اوامر ونواہی سے سر نہیں اٹھائینگے اور ظاہر و باطن میں صبح و شام اس کے غضب اور رحمت کے احکام کے دل سے فرمانبردار رہینگے ۔ اوائل سال ۶۵۸ھ میں علاقہ "ختای" کے شہر کنجافو میں انھوں نے ایک بڑا جشن منعقد کیا ۔ جب کہ برجِ طلوع آفتاب نقصانات سے پاک اور جنم پتری کے چاروں اوتاد (خانے) نحس نظروں سے دُور تھے ۔ سُورج بلندی کے نکتہ (شرف عروج) انیسواں درجہ سے وصال پایا ۔ زمین کے تین سانسوں (حرارتوں) کے ساقط ہونے سے نشو ونما کی دیگ جوش میں آگئی اور پرندے اپنے پیارے دوستوں کے ساتھ زمزمے اور جوش میں تھے ۔ باردار ہواؤں نے حاملہ درختوں کی شاخوں کو بوس و کنار کے ارادے سے صبح وشام جھکا دیا ۔ نباتاتی قوی شخصی اور نوعی کاموں کے خواص عمل میں لائے اور غذا دینے والی دایہ نے نباتات کے بچوں کی تربیت کے لئے عناصر اربعہ کی آمیزش اور ہم دستی نئے سرے سے شروع کی ۔ نامیہ کے ہم پیشہ نے جسم کے طول ۔ عرض ۔ عمق (ابعاد) کی تکمیل کے لئے تناسب طبعی کی شکل میں کاریگری کا ہاتھ کھول دیا ۔ پیدا کرنے والی قوت کے کدخدا نے ہم جنس کے پیدا کرنے کے اسباب طبیعت کے موافق مہیا کر دئے ۔ صورت گرِ نقاش نے آزری صفت والے قلم کو بیرنگ تصویر (خاکہ) کے لئے اُٹھایا اور رُوئے زمین کو عجیب و غریب نقشوں (تصویروں) اور حیرت ناک رنگوں سے منقش کر دیا ۔

؎۳۶ قاآن خورشید صورت اور زحل مرتبہ ۔ آسمان پر سایہ کرنے والے اور عناصر کے پاؤں والے تخت پر سُورج کی مانند جلوہ گر ہوا ۔ اور سلطنت کی دُلھن کے ساتھ ۔ جو بادشاہوں سے دست بدست پہنچی تھی ۔ انھوں نے فائدہ اُٹھانے کے حقوق ۔ استحقاق کی صداقت کا حق مہر ، قضاو قدر کی شہادت ، اور "وہ بہتر مددگار اور ذمہ دار ہے" کی وکالت ، کے حکم سے اس کے ہاتھ میں ہاتھ دے کر نکاح کی گرہ باندھی ۔ قدرت نے چاند کے نقرئی تھال میں ستارونکے بڑے اور مبارک موتی بھر کر نچھاور کئے ۔ مشتری نے ہفت پایہ منبر (آسمان ہفتم) پر چڑھ کر

Marfat.com

طیلسان ڈال کر اپنی فصیح زبان کی بھوک کو روشن القاب سے مشرف کیا۔ زحل نے حلقہ بگوش غلام کی طرح اس کے قصرِ دولت کی پاسبانی کے لیئے ہُوئے چاند کے نعل کو کانوں میں ڈالا۔ بہرام نے خاص ہتھیار بند سپاہیوں کی طرح خاص قسم کا پٹکا کمر پر باندھا اور روشن زہرہ نے خوشی کی بساط پر بربط کی گردن اور کانوں کو مروڑا اور گانا گایا سے (از مؤلف) رباعی

(۱) کہ اے بادشاہ آسمان تیرا ادنیٰ غلام ہو۔ تیری پادشاہت تیرے نصیبے کی طرح سعید ہے (۲) اگر کوئی شخص تیرے ساتھ صبح صادق کی طرح (صاف) نہ ہو۔ تو وہ شفق کی مانند خون میں غرق رہے۔

عطار د کے منشی نے "اللہ بہتر نگہبان ہے" کا تعویذ قاآن کے نام کے ساتھ لوح محفوظ پر لکھ دیا۔ تمام شاہزادوں نے پٹکے کو۔ جو کمر کے حلقہ کی زینت تھا۔ گردن کا ہار بنالیا (کمر بند کھول کر گلے میں ڈال لیا) اور لشکر گاہ کے باہر سیاروں کے بادشاہ کے سامنے اور بارگاہ کے اندر تعظیماً فلک مرتبہ تخت کے سامنے سات دفعہ۔ لوگ دوزانو مؤدب بیٹھے۔ قطعہ

(۱) نعمتوں کی دولت نے نئی دُلہن کی طرح صبح کرتے ہوئے مثلا ساتوں سنگار کر کے اس کے دل پر آٹھ بہشتیں کھول دیں (۲) اس مُرغ نے جو صبح سعادت کا خط لانے والا ہے جس خط کو دیکھا چونچ سے اس کو کھول دیا۔

اور زبان حال (صورتِ حال) ان دو بیتوں کے معنی کو کہتی تھی سے

(۱) آسمان اس کے بلند تخت کے سایہ کا غبار ہے سورج اس کے گوشۂ کلاہ کے پر کے گوہر کا عکس ہے (۲) فلک کے ستاروں کی سیر بُرجوں میں نہیں۔ (ستارے بُرجوں میں سیر نہیں کرتے) بلکہ۔ اس کی بارگاہ کے کنگروں کے گوشوں پر ہے۔

یاقوت جیسے سُرخ لبوں والے ساقی۔ سنہری اور روپہلی قدحوں اور پیالوں سے (از مؤلف) (عربی) شراب جو ہمیشہ آدمیوں کو پچھاڑ دیا کرتی ہے۔ اور آرزوؤں کو ہمیشگی اور پہلوؤں کو راحت بخشتی ہے۔

ناچتے تھے۔ زہرہ کے سے چہرے والی خواتین پسندیدہ خصائل، مرصّع کلاہ ہونے کے ساتھ گویا شامی ستارۂ شعری، کہکشاں کی طرف سے روشن ہُوا یا ثریا کا گُچھا روشن چاند کی قربت سے سعادتمند ہوگیا وہ پھولوں سے لدے ہُوئے گلاب سے زیادہ تر و تازہ۔ اور یاقوت آبدار سے

زیادہ لطیف تھا۔ ؎

(۱) سب طوق اور گوشوارے پہنے ہوئے تھے اور ہاتھ میں گوہر نگار جام تھے (۲) تمام چہرے چینی ریشم کی طرح رنگین تھے۔ عود بجاتی اور چنگ کو شور میں لاتی تھیں۔

(۳) زربفت دیبا اور چینی پیشواز میں سب کی سب شہنشاہ کے دربار میں پاؤں کھڑی تھیں اور لالہ کے سے گالوں والے غلاموں نے سرو آزاد کی مانند۔ جو خالص مُشک اور تازہ پھولوں کا بار لایا تھا۔ ؎ (از مؤلف)

(۱) جن کے سُرخ لبوں کے سامنے پیچ در پیچ سنبل فریاد لے گیا ہے کہ زُلف نسرین پرست کا کل چاند سے بے گنہ لڑ پڑا (۲) اس غلام نے غم کو دل سے دُور کر دیا۔ جب شراب پلانے کے لئے اُٹھا۔ جہان سے ایک فتنہ اُٹھا جب وہ مجلس کے کنارے بیٹھ گیا۔

وہ اس بہشت آئین مجلس میں صراحی کی مانند گھٹنے ٹیک دیتی تھیں اور ساغر کی طرح دست بوسی کی شرائط بجا لاتی تھیں۔ ایک ہفتہ تک اسی طرح جشن اور محفل رہی اور خیمہ اور بارگاہ کے اندر جب گُل رُخ اور سُنبل زُلف معشوقوں میں سے۔ جو رنگ اور خوشبو سے پُر تھے۔ عیش و طرب اور لُطف و خوشی کے کام سے فارغ ہوئے تو بادشاہ عادل نے حکم دیا کہ سونے چاندی کے بوجھ (بالش) کے چھکڑے اور سنہری اور منقش لباس اور جامہ ہائے نازک کے اقسام کے ڈھیر جو مختلف شہروں اور علاقوں سے لائے تھے۔ رشتہ داروں، بیگمات اور اُمراء کو ان کے مقدور کے مطابق اور انکے حق کے موافق کامل حصہ اور پورا بہرہ عطا کیا اور احکام کی تجدید اور چنگیز خانی یاسا نامہ (تعزیرات) کی بُنیاد کو پُختہ کرنے کی تاکید کے ساتھ جو جہانگیری اور جہانبانی کے مراسم پر مشتمل تھا، آسمان کو فرمانبردار کرنے والا حکم چاند کی طرح چلنے والے ایلچیوں کے ساتھ مشرق و مغرب کے اطراف اور جنوب و شمال کے علاقوں میں بھجوا دیا۔ اور عدل عام اور انصاف کامل کا جھنڈا۔ فلک الافلاک کے بلند قبہ پر بلند کر دیا اور بخشش اور رحم کی آیت روشن ستارہ کے قلم سے سُورج کے چہرہ کے ورق پر لکھ دی ؎

(۱) تیرا عدل مُلک کے لئے بہت ہی نیک بخت بیٹے کی طرح ہے تیرا مُلک عدل کے لئے بہت ہی مہربان باپ کی طرح ہے (۲) تیرے ہاتھ سے سوائے تیری تلوار کے کسی نے مصیبت نہیں دیکھی۔ تیرے کام میں کسی چیز کو نقصان نہیں پہنچا

مگر تیرے خزانہ کو۔

اس کے کامل عدل کی تاثیر سے بھیڑیا رات دن گڈرئے کی طرح بھیڑوں کے گلّے کی نگہبانی کرتا تھا۔ اور باز اُلفت رکھنے والے دوست کی طرح تیہو کے سینہ کو پیار سے کھجاتا تھا۔ اس کے انصاف کی شُہرت سے ظلم اور زیادتی عدم کے شہرستان سے تتو منزل پرے آوارہ ہوگئی۔ اُس کا عفو۔ جو بندگان کی لغزشوں کو معاف کرنے والا تھا دُور اور نزدیک، ترک اور تاجیک کے جرائم کے آگے آجاتا تھا ایک ہی توجہ سے اُس کی شکل کا خوف صورت کو ہیولیٰ سے جُدا کر دیتا تھا۔ اور اس کی رائے کا ایک ہی دیدار غلط رائے کے خلل کو عوام کے کاموں کے بیچ میں سے زائل کر دیتا تھا۔ اور مُلک کی نئی دُلہن کو زیور اور لباسِ فاخرہ پہناتا تھا اس کی سیاست کا خوف لوگوں کے خصائل کے حوادث کو دفع کرنے والا اور زمانے کے ظلم کے اسباب کو روکنے والا ہوگیا۔ اور متحرّک ہوا نے جہان کی آزاری (بہار کا موسم) پتّیوں پر آزار کا غبار نہ جھاڑا اور اس کے عہد سلطنت میں ؎

کوئی زمانے کے زخم سے زخمی نہ ہوا   خواہ شریف تھا اور خواہ کمینہ

لامحالہ کرۂ زمین کے اطراف سے کہ جنہوں نے اس کے مبارک نام کو نقدی کے سکّے کے چہرے کے سوا نہ دیکھا تھا۔ اس کے عدل کے شکریہ کی شکّر کو شیرینی کے بیان کے طور پر دل اور جان کا ساتھی بنایا ہے اور اوقات کی انگیٹھی کو روز افزوں سلطنت کی دُعا اور ثنا کی دھونی (بخور) سے خوشبودار کر دیا ہے۔ بہادر اور بُودل کا دل اس کے پادشاہی عنایات کی ہَوا سے ایسا ہوگیا کہ بہشت اس کی طراوت کی یاد میں آب کوثر کو مُنہ میں لائی اور اقبال کا پودا "جس کی جڑیں مضبوط اور محکم ہیں اور اس کی شاخیں منتہٰی آسمان میں ہیں" نشوونما کی جوئبار سے اس حد تک سایہ گستر ہُوا کہ طوبیٰ (بہشتی درخت) کے حال کے چہرہ پر چمن بہشت میں۔ "خوشی ہے اس کے لئے جس کو اُس کے سایہ میں آرام ملا" کی حسرت کا سایہ پڑگیا، چین و ماچین کے اطراف سے ہر وقت و ہر آن مصر اور شام کے حدود تک اور انتہائے مغرب تک تمام لوگ آباد مُلک کی طرف متوجہ ہوتے تھے اور اس کے عدل اور بخشش کے فیض سے مالامال ہوتے تھے ؎

(۱) سفید باز اس کے عدل سے کلنگ کا جوڑا ہوگیا۔ اس کے امن سے کالا شیر گیدڑ کا دوست ہوگیا (۲) نہ یہ (باز) اُس (کلنگ) کے ساتھ ہوا میں جھپٹتا ہے۔ اور نہ وہ (شیر) زمین پر اُس (گیدڑ) پر پنجے دراز کرتا ہے۔

Marfat.com

اگرچہ اس علاقہ کے اطراف سے بادشاہ عادل اور سخی قاآن کے پائدار اقبال کی سرسبز منزل اور فلک مدار سلطنت کے مرکز تک ایک سال کی مسافت کا راستہ ہے (تاہم) اس کے فضائل، انتظام سلطنت، عدل، انصاف۔ زیرکی، دانائی۔ درست اندیشی اور مُلک آرائی کا ذکر۔ اس علاقہ کے معتبر لوگوں، مشہور تاجروں اور معروف سیاحوں کے ہلال نما دہن (چاند کی مانند) سے اس حد تک سُننے میں آیا ہے کہ اُن قابل فخر خُوبیوں میں سے ایک سطر اور ان فضائل کا ایک جزو، جو قیصران روم، شاہان عجم۔ چین کے خاقانوں۔ عرب کے سرداروں، یمن کے بادشاہوں، ہندوستان کے مہاراجوں۔ ساسان کے بادشاہوں وآل بویہ اور سلجوق کے سلاطین کے آثار کو مٹا سکتا ہے۔ اور اُن فضائل کا بیان جو طوالت کا باعث ہے۔ ان اوراق کے بھر دینے کا موجب ہُوا لیکن قلیل دلالت کرتا ہے کثیر پر" کے بموجب اس کی عادت کے بعض نشانات اور اس کی ذات کے بعض خصائل کو اجمال کے طور پر بیان کیا جاتا ہے۔ اس لئے کہ اُس کی دلیری کے کمال اور اقبال کی کثرت پر دلیل لیں۔ اس کی زیرکی اور تجربے کے آثار میں سے ایک صلہ یہ بات تھی کہ وہ اہل فضل اور حکما اور عقلمندوں سے بہت اُنس رکھتا اور اُن کی تعظیم وتکریم کرنے اور قرب عطا کرنے میں مبالغہ کرتا۔ اور آغورخانی خط کے خلاف نئی اصطلاحات (علامات خط مُراد ہے) مقرّر کر کے نئے خط (رسم الخط) کا استنباط کیا۔ جس کی صُورت دلپسند معشوقوں کے خط۔ آنکھوں کے لُطف اور ضمیر کے نُور کی طرح تھی۔ اُسی خط سے اطراف ممالک میں شاہی فرمان بھیجے اور اس کو اپنے عدل کی شُہرت کی طرح مشہور کر دیا۔

اور چونکہ قانون عدالت کے استعمال اور طریق سیاست کے کمال پر طبعاً حاوی تھا اسی لئے اگرچہ اس کا انعام، فیاضی اور عطا کی امداد " نہ وہ منقطع ہیں اور نہ رُکتی ہیں" کا نقش رکھتی تھی۔ وہ اسراف اور فضول خرچی پر معقول اعتراض کرتا اور سلطنت کے اعیان اور دربار کے مددگاروں کے سامنے تقریر کرتا:۔ کہ وہ کس طرح عقل کے مطابق یا سخاوت کے قبیل سے شمار ہوگا کہ ایک شخص کو ہزار بالش (سونا یا چاندی کی مقدار) عطا کرنا اور دوسرے کو دستِ نا امیدی سے اس کا سینہ پیٹنے کے لئے دینا۔ کیونکہ وہ شخص جو ضرورت سے زیادہ بیجا خرچ کرتا ہے لامحالہ خرچ کرنے کے موقعہ پر ضروری اور جائز خرچ سے رُک جاتا ہے"۔ اور گویا اس حکم سے مقصود تنبیہ تھی او کتائے قاآن کی حالت اور اس کے بے سوچے سمجھے جود واحسان میں خرچ کرنے پر۔ پھر اس بیان سے اس قاعدہ کی مضبوطی کی یُوں تاکید کرتے کہ بادشاہوں کا عام عدل اور کامل سیاست ہی نظام عالم کی

حاصل کرنیوالی نظامِ بنی آدم کا باعث ہے۔ عقل اور نقل کی رُو سے پسندیدہ۔ ضروری اور موزون ہے مانند نُور کے آنکھ کی سیاہی میں۔ اور اگر روشن رائے عقلمند اس مطلب کی پیروی کرے تو فوراً عقل کو معلوم ہو جائے کہ محض مالی اسباب سے (صرف) چند اشخاص کی رضاجوئی ممکن ہو سکتی ہے اور اگر کسی کو خزانہ قارون، بادشاہت سلیمانؑ اور عُمرِ نوحؑ حاصل ہو تو اتنی مدّت دار اس اختیار کے مقابلے میں لوگوں کے گروہوں میں سے حاجتمند اور امیدوار لوگ مثلاً اس قدر ایک دوسرے کے پیچھے اور لگاتار ظاہر ہونگے کہ اُن میں سے اکثر نہ تسلّی حاصل کرنے والے بلکہ شاکی ہونگے۔ اور فرضِ محال کے طور پر اگر انعام کا فیضان اور احسان کی کثرت پوری ہو جائے تو پھر بھی انسانی خواہشات کی تکمیل ہر حال میں محال ہوگی اور دلونکی رضامندی کا حصول مشکل ہوگا اور خلق کے رزقونکی تقسیم میں نظر کرنی چاہئے کہ اگرچہ بہت پہلے حصّے مقرر ہوگئے اور مصلحت کے مطابق اہلیت اور لیاقت کے موافق مقرر ہوئے۔ (مگر) خوشحال دولتمند ابھی تک وہ انسان اپنے پروردگار کی نعمتوں کا ناشکرا ہے" کا حلقہ ہلاتا ہے تاریک دل نادار" اور قریب ہے کہ فقر کفر ہو جائے" کا پابند ہو جاتا ہے البتہ عدل کے عام کرنے سے جو مُلک اور دین کے منافع کا جامع اور حال اور انجام کے مصالح پر مشتمل ہے ایک لحظہ میں ایک کلمہ سے جہان کے لئے "اور عدل سے قائم ہیں آسمان اور زمین" کی نشانی۔ عرض کے میدان میں جلوہ گر ہو سکتی ہے اور پھر اچھا ذکر زمانہ والوں کے زمانہ اور آنے والوں کے عہد تک ابدالآباد تک لوگوں میں باقی اور ہمیشہ کے لئے چھوڑ دیا۔

پھر اس کے ذکرِ جمیل کی کہانی اور اس کے بے شمار مہربانیوں کے عام کرنے کی عجیب بات اس طرح بیان کرتے ہیں کہ کسی وقت اس کا ایک عزیز فرزند شکار کرتے اور گھوڑا دوڑاتے ہُوئے لشکر کے چند افراد کے ساتھ جدا رہ گیا ۔

جب گھوڑا اور جسم دوڑتے دوڑتے تھک گئے۔ تو اُترپڑنے اور منزل کرنے کی رائے طلب کی۔

ان کا گذر پیش بالیغ کے مضافات میں سے ایک گاؤں پر ہُوا۔ شُتر سواریوں کے آرام اور کوتل گھوڑوں کی آسودگی کی خاطر ایک لحظہ ٹھہرنے کا حکم دیا اور وحشیوں کے پیچھے تگ و دو گھوڑا دوڑانے اور تعاقب کرنے کی وجہ سے بموجب وہ اور نہیں بنا ہم نے اُن کو ایسے جسم کہ نہ کھائیں طعام" کھانے کی بھوک کی۔ آگ مثلاً معدہ کے تنور میں بھڑک اُٹھی تھی۔ حکم دیا کہ

بطور مہمانی کے کھانے کے لئے ایک بکرا اور پینے کے لئے ایک مٹکا بگنی (شراب کا) وہاں کے باشندوں سے انہوں نے سے طلب کیا اور دیگر کسی چیز سے اس سے کم یا زیادہ کے ساتھ مطلب نہ رکھا۔ اتفاق سے دوسرے سال دو تین آدمی اسی گروہ کے جو شاہزادہ کی خدمت میں ہمراہ تھے۔ پھر اسی جگہ سے۔ جو حقیقت میں مسافروں کی گذر گاہ تھی۔ گذرے اور گوسفند اور (شراب) تازہ بگنی کی التماس کی تو وہاں کے باشندے قاآن عادل کے دربار میں چلے جاتے ہیں اور پہلی مرتبہ نازل ہونے اور مہمانی طلب کرنے اور دوسری دفعہ اسی طائفہ کی واپسی اور غیر مقررہ رسم کو تازہ کرنے کی مفصّل شرح بادشاہ کی خدمت میں پیش کرتے ہیں۔ یعنے اندیشہ یہ ہے کہ زمانہ گذرنے پر ہمارے اوپر یہی رسم ہمیشہ رہیگی اور دوسرے اسی طریق پر حکم چلا جائیگا۔

روشن دل قاآن نے بیٹے کو طلب کیا اور سختی کا بل (تیوری) روشنی کے سورج کے ماتھے پر ڈالا اور درشتی کی زبان سے جواب طلبی کی۔ فرمایا کہ اس ناپسندیدہ قاعدہ کا بانی پہلے سے تو ہتوا ہے" اور ابتدا کرنے والا زیادہ ظالم اور اس کی پیروی کرنے والا زیادہ سلامتی والا ہوتا ہے" اگر بادشاہی کی نوبت تجھ تک پہنچے اور سلطنت کے کام تقدیر الٰہی سے تجھ سے متعلق ہوں تو ملک داری اور رعیّت پروری کو اس طریق پر نگاہ رکھے گا؟ اب جب تو نے حکومت کے قانون کو بدل ڈالا ہے اور زیردستوں پر جو خدا تعالےٰ کی امانت ہیں مقررہ طریقہ کے خلاف تو نے بوجھ ڈالا ہے۔ جب تک تو اپنے چہرے کو تین دفعہ صداقت کی راہ سے کسی نافرمان (باغی) کے میدان جنگ کے مقابل نہ لے آئے اور صیقل کردہ تلوار کی چمک سے دل کے آئینہ کو اخلاق کے زنگ سے صیقل نہ کرے۔ تب تک ہمارے چہرے کی طرف۔ کہ آئینہ سکندر اس کے سوا کوئی نہیں ہے۔ نظر نہ ڈالنا ہماری طرف نہ دیکھنا شہزادہ نے طلب معافی کے مقام میں اپنے پر لازم کر لیا کہ باغی کی لڑائی کے ارادہ سے اقامت کے خیمے کو جلد اکھیڑ ڈالے۔ قاآن عالی ہمت، عادل طبیعت نے فرمایا کہ مظلوموں کو انعام دیں اور اُن کو خوش حال کرنے اور انکی تکلیف (باج) کو تخفیف کرنے اور دل کی تسلّی کے لئے ایک خط دیا۔ تو اُن لوگوں نے بادشاہ کے دربار کے کنارے کی زمین کو۔ جو کہ ہر خوش قسمت کی بوسہ گاہ بلکہ بخت اور اقبال کی آرام گاہ تھی۔ آنکھوں کا سُرمہ بنایا۔ اور بادشاہ عدل پرور کی سلطنت کے ہمیشہ رہنے کے ساتھ زبان کھولکر (دُعا کی) واپس چلے گئے۔ اس خاطرداری اور مہربانی کے اظہار سے اگر جہان کے اندر حاتم طائی کے ذکر کا صحیفہ لپیٹ کر رکھدیا جائے تو کیا نقصان ہے۔ اور اس انصاف اور دادرسی کے ساتھ

اگر نوشیرواں کی شیر میں روح شرمندگی کے غرقاب میں غرق ہو جائے تو کیا فائدہ ہے ۵ ازمؤلف

(۱) اس کی نیلو فر جیسی تلوار کے خوف سے۔ سوسن۔ منافقت یا زبان درازی نہیں کر سکتی (۲) اس کے عہد سلطنت میں سوائے پیمانۂ شراب کے ہر گز دل گرانی نہیں پائی جاتی (۳) اس کے انصاف کی مدد سے باز اور شاہین کے ساتھ کبک دری بھی رہتی سہتی ہے (۴) عجب نہیں کہ اس کے دیوانِ عدل سے۔ بھیڑیا گڈریوں کی رسم اختیار کرلے۔

اس طریق اور روش سے اطرافِ ممالک کو حفاظت اور انتظام سے رکھا۔ اور نیک نامی کا درخت زمانے کے باغ میں بالندہ چھوڑا اور چنگیز خاں پادشاہ کی طرح مُلکِ چین کے بعض علاقے اس نے فتح کئے تھے اور جو کچھ دار الخلافے کے اصول تھے ابھی تک زائل نہ ہوئے تھے۔ پادشاہانہ ہمت اس تمام علاقہ کو فتح حاصل کرنے پر مرتکز ہوئی۔ ۱۷ھ میں ڈیڑھ لاکھ جان کو شکار کرنے والا لشکر روانہ فرمایا اور اُن کے ساتھ اجون بکلمش۔ ہوکتا نوئین کا بیٹا پایان اور علی بن بلواج کو بھیجا اور نہایت عجیب بات یہ تھی کہ جب (بادشاہ نے) پایان کو مقرر فرمایا تو اشارہ کیا کہ اس حالت میں بھی آخر کار چین پایان کے ہاتھ پر فتح ہو جائیگا۔ جب وُہ سپاہی ملک چین کی سرحد میں پہنچے تو خیمہ کے ساتھ خیمہ نصب کر دیا اور ٹیلے اور نشیب۔ میدان اور پشتے لشکر کی کثرت سے فزونی میں چیونٹیوں اور ٹڈی دَل کی طرح موجزن ہو گئے۔ اتفاق سے سمندر کی طرف سے چند کشتیاں (جہاز) جو آسمان کے کینوں سے فارغ اور دہر بوقلموں کی گھاتوں سے بے پرواہ تھیں۔ غلہ کو دار الخلافہ میں پہنچانے کے لئے پہنچ گئیں "اور نہیں ہے سلطنت مگر اتفاقات سے" پایان نے فرمایا اور جتنا ممکن تھا لشکری کشتیوں میں چلے گئے اور انہوں نے شہر کی راہ لی اور پایان خود لشکر کے ساتھ خشک راستہ سے اس جگہ چلا گیا۔ سواریاں اور کشتیاں جن کی لگام بادبان ہے شمال اور جنوب کے شہپروں پر اور پایان کا نہ رُکنے والا لشکر آتش حرکت گھوڑوں کے پاؤں سے درمیانی فاصلہ یعنی پانی کا محدب رگول، سمندر اور زمین کی چوڑائی کو طے کرکے مقصد تک پہنچ گئے۔ جس وقت آسمان کا سبزہ زار کھلنے لگا اور بادِ صبا چلنے لگی تو حبش (رات) کے سیاہ لشکر نے رُوم کی فوج کی جنگ سے ہاتھ اُٹھا لیا اور دن کے یلغاریوں نے سیاہ چہرہ رات کی رسدگاہ کو لُوٹ لیا۔ اُسوقت لشکر کے ساتھ شہر خنزائی (چین کا بہت بڑا شہر تھا) میں داخل ہو گیا۔ چین کے فغفور کا نام۔ جو قون قا

تھا۔ درباری سرداروں اور ارکان سلطنت کے ساتھ ششدر اور حیران رہ گئے اور اُس لشکر کے ہجوم سے۔ جو قضائے بد کی طرح بغیر ہراول اور محافظ دستہ کے دونوں طرف سے پہنچ گئے پریشان اور آزردہ ہو گئے۔ سوائے تسلیم اور مطیع کے کوئی جائے گریز نہیں رکھتے تھے۔ اور اطاعت کی جائے امن کی برکتوں سے امان حاصل کرنا اور دوستی کی جائے پناہ سے پناہ ڈھونڈنا (اُن کو) اپنی نجات اور گریز گاہ سے قریب تر معلوم ہُوا اور رضا و رغبت سے مطیع اور تابعدار ہو گئے اور اس کی فرمانبرداری کے شمار میں منسلک ہو گئے۔ پایان ایک عقلمند زیرک اور دلیر آدمی تھا اس نے اُن کو امن و امان کی خوشخبری دی۔ اور لوگوں کے مال و جان کو لوٹنے اور برباد کرنے سے حفاظت اور ملک امان میں رکھا اور اس علاقہ کے لوگوں کے سینے میں تابعداری اور فرمانبرداری کا بیج بو دیا۔ یہانتک کہ تمام دل پوری اطاعت، تابعداری، اخلاص اور حُسن اعتقاد پر قائم ہو گئے۔ پھر اس علاقہ کا قلعہ جس کو سینا فور کہتے ہیں۔ جو راستوں کی تکلیف اور پناہ گاہ ہونکی مضبوطی کی وجہ سے مشہور۔ یکتا مردوں اور سخت جان بہادروں سے بھرپور اور بے شمار خزائن اور ذخیروں سے معمور تھا اور پہاڑوں کی مضبوط چوٹیاں جن کی بلندی کی شرم سے دل پر پتھر رکھے ہوئے تھے اور اُس کے کنگرے ستارہ قرن الثور سے ٹکر کھاتے تھے اور رہنے والوں کے ہاتھ سبز باغ (آسمان) سے پروین کے خوشے چُنتے تھے اس طرح کہ ؎

اس کی بلندی میں احاطۂ آسمان کے خوف سے پاسبان کنگروں پر خمیدہ ہو کر چلتا ہے۔

وہ کبھی فتح نہ ہُوا تھا۔ لشکر کو اس کے فتح کرنے کا اشارہ کیا۔ اس بلند قلعہ کے محافظوں نے جب چین کے دارالسلطنت کے فتح ہونے اور پایان کی لشکر کشی سے اطلاع پائی ان کے سردار نے جو جہاں دیدہ بُوڑھا تھا۔ حادثات کی قیرینی اور تلخی چکھے ہوئے تھا اور راتوں اور دنوں کے گرم و سرد سہے ہوئے تھا۔ پیغام بھیجا "کہ بچپن کے زمانے میں جب میرے قد کا نیا ام گا ہُوا بود اعمر کی جوئبار کے کنارے پر نزاکت اور لوچ رکھتا تھا اور خوشی کا گلبن اُنس کی رُوح پرور ہوا سے تازہ خصائل (رکھتا تھا) "امر و نہی" کی محکومیت سے اُسے فراغت حاصل تھی اور بے غمی کے سبزہ زار میں اُسے فراخی عام تھی وہ عہد عورتوں سے میٹھی باتیں کرنے اور دل لبھانے والی باتوں کا تھا نہ کہ گوشہ نشینی اور رنج کشی کا زمانہ"۔ مینے اپنے باپ سے سُنا ہے کہ اس قلعہ کی

فتح پایاں نامی شخص کے ہاتھوں حاصل ہو گی۔ اور روک تھام مقابلہ، کشتی گیری (لڑائی) اور تیغ زنی مفید اور نافع نہ ہو گی۔ اب لشکر کشی کی زحمت کی ضرورت نہیں ہے۔ ہم رعیت ہیں اور بہت مطیع۔ اور قلعہ اور جو کچھ اس میں ہے بغیر مقابلہ کے[۴۷] اور شمشیر زنی کی تکلیف کے آپ کا ملک الیمین (مقبوضۂ دست راست) ہے۔ پیچھے سے انہوں نے دروازہ کھول دیا۔ اور قلعہ سے نشیب میں آگئے تمام خزانے اور دفینے اُن کے سپرد کر دئیے۔

اس جگہ اُن ممالک کے وسیع میدانوں، آبادی کی کثرت اور طرح طرح کی نعمتوں کی تھوڑی سی شرح۔ جس کو روایت کرنے والے سوداگر ہیں اور معتبر مسافروں نے بیان کیا ہے ذکر کیا گیا:۔

خنزائی ممالک چین کا بڑا شہر ہے "مثل جنت کے جس کا عرض مثل آسمان ہیں" اس کی طولانی وضع اس طرح ہے کہ اس کے احاطے کی پیمائش بیس فرسنگ کے قریب ہو گی اس کی سطح زمین پر پکی اینٹوں اور پتھر کے فرش ہیں اور مکانات اور مسکن لکڑی کے بنے ہوئے ہیں اور آرائش خوبصورت تصاویر سے ہو گئی ہے۔ ابتداء شہر سے لے کر آخر تک (سہ منزلہ) مکانات بنے ہیں۔ اس کے بڑے بازاروں کا طول تین فرسنگ بیان کرتے ہیں جو ہمشکل عمارت والے مناسب ارکان والے چونسٹھ[۴۸] چوکوں پر مشتمل ہے۔ اور نمک کی آمدنی محصول روزانہ سات سو بالش چاؤ ہے۔ اور ارباب حرفت کی اس قدر کثرت ہے کہ رنگریزی کی صنعت کے کاریگر تیس[۴۹] ہزار شمار میں آئے ہیں۔ باقی کی اسی پر قیاس رہنمائی کرتا ہے۔ اور ستر تومان (سات لاکھ) لشکر اور ستر تومان رعیت کی تعداد کاغذات مردم شماری اور دفتروں کے اوراق میں درج ہوئی۔ اس کے علاوہ سات سو گرجا قلعوں کی مانند ہیں۔ اُن میں سے ہر ایک، لا مذہب پادریوں اور بے دین راہبوں (گوشہ نشینوں) سے موجیں مارتا ہے۔ اور دیگر کارکن سردار خادم اور تونکے پجاری ان گروہوں اور قوموں کے ساتھ جو شمار اور حساب میں داخل نہیں ہیں۔ بیگار اور ٹیکس سے بری ہیں۔ اور لشکر میں سے چالیس ہزار نگہبان اور کوتوال (پولیس) ہیں۔ کہ جب سورج مغرب کی تاریکی (قیروان میں ایک شہر ہے) کے پیچھے منہ چھپاتا ہے۔ اور رات سیاہ چادر سر پر تان لیتی ہے تو (چور) معشوق کے خیال کی طرح شب روی شروع کرتے ہیں اور ڈاکو معشوقوں کے طرّہ کے مانند کمند کو بل دے کر تیار رہتے[۴۸] کرتے ہیں گروہ کے گروہ ناکوں، محلوں کے راستوں گذرگاہوں اور کونوں میں اپنے اپنے مقررہ مقاموں پر پوری احتیاط سے بیٹھ جاتے ہیں "اور

Marfat.com

ہم نے تمہاری نیند کو تمہارے لئے راحت بنایا ہے" کا دامن آنکھ کی پُتلی پر جو ہندو بچے ہیں اور اس کو آنکھ کی چادر میں نہیں پیٹتے ہیں (یعنے بیدار رہتے ہیں) اور شہر کے اندر تین سو ساٹھ جگہ دریاؤں پر پُل بنائے ہیں۔ دجلہ کی نہروں میں پانی بکثرت ہے جو دریائے چین سے نکلتی اور گرتی ہیں اور قسم قسم کی کشتیوں اور دریا پر سے گذرنے والی چیزیں لوگوں کی حاجت کے مطابق اس قدر پانی پر چلتی ہیں جن کی تعداد فکر کے حساب کی گنتی میں نہیں سماتی تو پھر عقد انامل (انگلیوں کی گرہوں کی گنتی) روزنامچوں اور محاسبوں کے حساب میں کیونکر آئیں اور مختلف گروہوں کے سیاحوں (مسافروں) کی بھیڑ چہار جہات عالم کے اطراف سے۔ جو سوداگری اور پیش آنے والی ضروریات کے لئے ایسے مُلک میں آگرا ور جمع ہو کر عقل کی بداہت اور اپنے نفس کے ملکہ سے معلوم ہوتی ہیں یہ دارالملک کے اصل حالات کے مقدمات ہیں۔

لیکن چار سو مشہور شہر وسیع میدانوں اور فراخ مکانات والے اس کے متعلقات اور مضافات میں سے ہیں۔ اس کا ایک مختصر ترین شہر بغداد اور شیراز کی آبادی سے زیادہ بڑا ہوگا ان تمام میں سے لنکین فیروز تیون اور چین کلاں کو خنزائی شنک کی طرح کہتے ہیں۔ یعنے بڑا شہر بمنزلۂ دیوان اعلے (محل) اور تعجب کی بات یہ ہے جو دیکھنے والے بیان کرتے ہیں کہ باوجود اس قدر طول وعرض کے" اور عدل زمین کا معمار ہے" مطابق اُن تمام ممالک میں چوتھائی فرسنگ زمین بھی نہیں ملتی جو عمارت اور کاشت کے قابل ہو اور زراعت کے زیور سے بیکار پڑی ہو۔ بلکہ تمام کی تمام کاشت شُدہ اور آباد ہو اور خوشحالی، اطمینان اور راحتوں کی امداد اُن علاقوں میں تائید آسمانی اور سلطنت قاآنی سے وارد رہتی۔ ایسا عریض اور بسیط مُلک کہ دُنیا کے پادشاہوں نے آدم علیہ السلام کے زمانے کی ابتدا سے لے کر وقت کے انتہا تک جس علاقہ کی یاد اور جس مُلک کے تحفوں سے خُوش ہوتے تھے۔ لڑائی کا بوجھ برداشت کرنے کے بغیر ممالک قاآنی سے ملحق ہوگیا۔ اور بے خطا ارادہ سے چین کی پادشاہت کو فتح کر لیا اور جہان کے فتنہ وفساد پر ایک مضبوط گرہ حسینوں کے زُلفوں کی شکن کی مانند ڈال دی۔ ~~

کمان کے ابرو کے ایک ہی شکن سے فتح کر لیا۔ ایک حملہ میں خطا سے ختن تک۔

جب اس سلطنت کی قبا میں شکن (چین یعنے شکن ہے جو قبا میں خوبصورت معلوم ہوتا ہے) بڑھ گیا (یعنے ملک چین کا اضافہ ہُوا) اور فغفور (شاہ چین) نے سلطنت کی کُلاہ کو

۵لہ ملتحمہ۔ آنکھ کا ایک پردہ۔ قماط۔ وہ چادر جس میں بچے کو پیدا ہونے کے بعد پیٹتے ہیں۔

ترک کردیا اور دُنیا جہان کے خزانے اس کے قبضۂ تصرف میں آ گئے تو حکم ہُوا کہ چاؤ (یعنی نوٹ جس کے ذریعہ سے مُلک چین کے معاملات کے دروازے کُھلتے تھے (یعنے جو مُلک چین میں رائج تھا) لے آئیں اور اُن کے بدلے خزانے سے سونا، جواہرات اور ملبوسات دیتا تھا اور شہر میں منادی نے ڈھنڈورا پیٹا کہ سلطنت قاآن کی ملکیت ہے اور چاؤ فغفور کا۔ کچھ مدت کے بعد فرمایا کہ چاؤ (نوٹ) جو ممالک میں اس کے عدل اور سخاوت کی مانند جاری اور رائج تھا۔ باہر نکال دیں (خارج کر دیں) اور پھر منادی کر دی کہ پادشاہت قاآن کی ہے اور چاؤ (بھی) قاآن کا ہے۔ بالضرورت چاؤ قاآنی کو قبول اور فرمان شاہی کی تعمیل فرمانبرداری کے مقام پر کرنی چاہیئے۔ اور ان کی اصطلاح میں بالشی چاؤ پچاس سیر ہے جس کی قیمت دس۱۰ دینار ہوتی ہے۔ مگر بالشِ زر و نقرہ پانچسو۵۰۰ مثقال کے ہیں۔ بالشئ زر دوسو۲۰۰ بالش چاؤ کے برابر ہیں جو دو ہزار دینار سے تعبیر کئے گئے ہیں اور بالشئ نقرہ بیس۲۰ بالش چاؤ کے برابر ہیں جو دوسو۲۰۰ دینار سے تعبیر کئے گئے ہیں اسی تدریج اور ترتیب سے وہ علاقے تابع اور احکام سلطنت مقرر اور مخالفین کو ہلاک کر دیا۔

فتح جزیرۂ مول چاوہ ۱۲۹۲ء

جو فتوحات اس کے عہد سلطنت میں حاصل ہوئیں اُن میں سے جزیرہ مول چاوہ کی فتح تھی۔ جو ہندوستان کے بلاد میں سے ہے۔ ۶۹۱ھ میں ۱۲۹۲ع ایک بہادر اور جنگجو لشکر مقرر کر کے نیزوں اور بلند مراتبوں کے سامان اور شان و شوکت کے ساتھ روانہ فرمایا مسلسل اور متواتر چلنے سے جب ساحل مقصود کو کشتیوں کی سواریوں متعلق بنایا تو تلوار کی وہشت سے نہ اُن کے مکر و حیلہ سے۔ ایسا جزیرہ جس کا طول دوسو فرسنگ تھا۔ قبضۂ ملکیت کی قید میں لے آئے۔ اور وہاں کے حاکم "سری رام" نے نادر اشیاء اور پیشکشوں اور ڈالیوں کے ساتھ دربار کی غلامی (یعنی حاضری دربار قاآن) کا ارادہ کیا۔ راستہ میں موت نے اس علاقہ سے گذرنے کے اختیار کی طاقت نہ دی۔ اس کے بعد اس کا بیٹا اُس بلند پایۂ تخت سے جا ملا اور بے دریغ مہربانی اور خاص عنایت کے سرمایہ سے بہت ساحصہ پایا۔ اور وہ باج خراج جو اس نے زر اور جواہرات کی قسم سے مقرر فرمایا اس علاقہ کو اُسی کے تصرف میں بحال رکھا۔ حقیقتاً وہ جگہ (جزیرہ مول چاوہ) ایک ساحل ہے سمندر کے کناروں میں سے۔ قدیم اور جدید نادر اشیاء سے پُر اور

Marfat.com

اجناس کے خزانوں، قابل فخر جواہر، عمدہ سامان اور بلند قدر متاع میں سے برگزیدہ اموال کی کثرت سے بے مثال کاریگر کی قدرت کو دکھاتے ہیں۔ اس علاقہ کے اطراف و جوانب عود و قرنفل کی خوشبو سے مہکتے ہیں اور گرد و نواح کے علاقے طوطیوں کی زبان سے چہکتے ہیں۔ پھر دوسرے بادشاہوں کے زمانہ میں سلطنت کا دارالخلافہ "خان بالیغ" تھا۔ جب قوبلائی قاآن نے سلطنت میں زیادہ اقتدار حاصل کیا تو اس کو صدا باطل کر دیا۔ اُسوقت جب کہ سُورج نقطۂ شرف (انیسواں درجہ بُرج حمل کا) سے ملا ہُوا تھا ایک شہر مربع تعمیر کرایا (جس کا رقبہ) سولہ مربع فرسنگ تھا) گویا یہ اعداد اس کی بلند ہمت کے موافق نظر آتے تھے اور اس کا نام "طائدو" رکھا۔ اور ہر قسم کے اہل حرفت اور کاریگر وہاں منتقل کرائے۔ اور تھوڑی سی مدت میں ہی لوگوں کی بھیڑ اور کثرت سے وہ ایک جامع شہر ہو گیا اور زیب و زینت کی کثرت سے ایک چمکدار نور بن گیا۔ اور اس شہر کے ایک کنارے پر "قرشی" ان کی زبان میں اس کے معنی شاہی محل اور دربار سلطنت کے ہیں۔ وہ بھی چار سَو قدم لمبا اور چار سَو قدم چوڑا لکڑیوں اور تختوں سے بنوایا۔ اور اس بہشت میں گنبد اور جھروکے جو کہ بیت المعمور (کعبہ و ملائک بر چرخ چہارم) کے جھروکوں اور بلند چھت (آسمان) کے لئے باعث رشک تھا بلند کئے۔ مضبوط ستونوں اور محکم چار دیواریوں نے اطراف اور کناروں سے۔ آرائش کی اقسام اور نمائش اور نزاکت کی انواع سے زینت پائی زمین کے صحن ہلکے سبز پتھروں سے بنے اور صنعت کی باریکی اور عمل کی مہارت سے مصتور تماثیل (اشکال) اور پچیکاری کے نقوش اُن پر ثابت اور نقش ہوئے۔ اور ارشمندس (نام حکیم) کی روح اقلیدس کی عجیب اور نازک شکلوں سے حیران اور مدہوش ہو گئی۔ جالیوں کے سونے چاندی سے جالی دار ہونے۔ اور اس کے محل کے کنگروں کے کنارے قمر کی طرفہ، جبہہ اور زبرہ (منزل نہم۔ دہم اور یازدہم) منازل کی طرح خلد بریں کو رشک دلانے والی سرزمین کا مشاہدہ کرتے تھے۔ اور "ارم۔ ایسے ستون والی عمارت ہے جس کا مثل شہروں میں نہیں پیدا ہُوا" کا نمونہ نظر آتا تھا۔ جس شخص نے اس مکان کے میدان کی وسعت اور اس عمارت کی پاکیزگی کی خوبی کو دیکھا۔

اس طریق پر امور سلطنت اور اسباب برخورداری منتظم ہوئے اور خاص و عام کی رائیں اور خواہشیں تابعداری اور فرمانبرداری کے مطابق رہیں۔ اور جب اس کی عمر کی مدت صلا کھٹکھٹانے والے عشرہ (وہ دس سال جو پچاس اور ساٹھ کے درمیان ہوتے ہیں) سے گذر گئی۔ بلکہ ستر کا

گلا گھونٹ دیا (یعنے شتر برس کا ہوگیا) تو اس نے چاہا کہ بڑے بیٹے جمکین نام کو اپنی زندگی میں نیابت کے منصب کا متصدّی (عامل) اور سلطنت کا ولیعہد بنادے۔ اس بارے میں اُمراسے مشورہ کیا تاکہ اس کو ممالک کی حکومت میں حصّہ دے۔ اور وہ سلطنت کے تخت پر قدم رکھے۔ ارکانِ دربار اور پیشکارانِ سلطنت نے عرض کیا کہ پادشاہ کشورکشا چنگیز خاں کے قانون اور عادت میں سے یہ قاعدہ ہرگز ہرگز مقرر نہیں تھا کہ باپ کے ہوتے بیٹا امورِ سلطنت کا ذمّہ وار ہو۔ ہم غلام ضمانت دیتے ہیں کہ ہم جمکین کے پادشاہ بننے پر قاآن کے بعد ع۔
جب تک کہ قضا و قدر عمر پر باطل ہونے کا خط نہ کھینچ دیں یعنی جب تک مر نہ جائیں متفق رہینگے اور اس کے احکام کے اطاعت اور فرمانبرداری کے ساتھ موافق۔

لیکن قادرِ مطلق کی اندازہ کی ہوئی تقدیر اس طرح تھی کہ ولیعہد۔ ولیعہد بنانے والے سے پہلے گذر گیا۔ اور تاج وتخت کی ہوس اور ناز و بخت کے سبزہ زاروں میں ٹہلنے کے عوض قبر کی گہرائی پائی۔ مددگاروں نے تیمور پسر جمکین پر تازہ اتفاق کیا۔ جب قاآن کا رحلت کا وقت آیا اور اس دارِ فنا سے اُس عالم میں کہ وہ دارِ بقا ہے ملنا چاہا تو اہل دربار کو طلب کیا اور کہا کہ وہ نفسانی قوّتیں گر گئیں اور سن کی درازی کا ضعف بیماریوں اور دیگر عارضوں سے متفق ہو کر طاقتور ہوگئے ہیں۔ اور عالم آخرت کے کوچ کا وقت قوانین الٰہی کی رو سے بہت قریب آگیا ہے۔ ضمیر کے سچ مانے ہوئے خیال اور دل کی پوشیدہ باتوں کو کھولنا چاہئے اور رازوں کا خلاصہ جو دل کی تہوں میں پٹا ہوا ہے باہر نکال پھینکنا چاہئے۔ اگر تیمور کے بادشاہ بننے پر افراد کا اجماع درست ہے اور اس کی پیروی کی لڑی میں اکٹھا ہونا تحقیق ہے تو یہی مراد ہے۔ اور اگر فرمانبرداری کے عہدوں کی گرہیں ۵۳ عدم اہلیت کے باعث کُھل جائینگی تو اطراف ممالک کے مصالح کی بنا پر اس طرح زیادہ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ آج ہی اس کی کیفیت ایک دوسرے کے سامنے بیان کردیں تاکہ ہمارا شاہانہ دبدبہ اُسکو خالص شاہی املاک اور خاص جائداد سے باہمی رضامندی کی تلاش کرے اور وہ اس عہدہ (سلطنت) کا ہار گلے میں ڈالنے سے۔ جو بہت بڑا اور پُرخطر کام ہے انکاری ہوجائے ایسا نہ ہو کہ آج کے بعد تیمور سلطنت کے طمع کی دیوانگی میں سرکشی اور بغاوت شروع کردے اور لشکر تابعداری کی رسّی اور موافقت کی نزدیکی سے کنارہ کش ہوجائیں اور اس حالت میں امورِ سلطنت پریشان ہوجائیں اور ان حالات کا تدارک ان پر مشکل ہوجائے۔ تمام

Marfat.com

شاہزادوں اور اُمراء نے غلامی کے مقام پر کھڑے ہو کر متفق ہو کر کہا کہ تیموراً مورِ سلطنت سے گلے ملنے کا اہل ہے اور قاآن کے بعد گردنوں کا مالک اور قائمقام ہے اور اس نیّت کی سچائی پر واقف ہے۔" وہ ذات جس کو علم الکتاب ہے۔" ؎

اس بات کی تقریر کو جو یہ غلام کہتا ہے۔ خداوند تعالیٰ جانتا ہے بلکہ پادشاہ رقوبلا پہچانتا ہے۔

ان حالات کے شروع میں موت نے ایکدم کمینگاہ کھولدی اور قدر کا تیر۔ قضا کی شست سے پھینکا۔ اور تمام لشکر میں وہ ڈھال جو اس کو روکتی خدا کی قسم۔ نہ ملی۔ ع۔ جب قضا کا تیر پہنچ جائے تو سپریں ہیچ ہیں۔ اور ۶۶۹ھ میں عادل قاآن مرگیا اور اس کا نیک نام اور افسانہ آنے والوں کے لئے ایک ہمیشہ رہنے والا دستور باقی چھوڑ گیا ؎

(۱) آ اور بتا کہ پرویز نے زمانہ سے کیا پایا (نفع اُٹھایا) ۵۴ جا اور پُوچھ کہ کسریٰ دُنیا سے کیا لے گیا (۲) اگر اس نے خزانہ رکھا تو دوسروں کے لئے چھوڑ گیا۔ اور اگر اس نے ممالک فتح کئے تو دوسروں کے سپرد کر گیا (۳) یہ نہیں۔ کہ جس کے پاس مال نہ تھا وہ عافیت سے نہیں جیا۔ اور نہ یہ کہ جو دُنیا جہان کا مال رکھتا تھا آخر کار نہ مرا۔

ذکر جلوس تیمور قاآن

ہر چند اس ذکر کا لانا نسبت حال اور مرتبۂ مقام کی حیثیت سے بائدو خاں کے عہد کی تاریخ میں مناسب معلوم ہوتا تھا۔ لیکن چونکہ قوبلائی کے ایام کا خاتمہ اس کی سلطنت کے صبح کے آغاز سے قربت رکھتا تھا۔ چاہا کہ اس بات کا تعلق منقطع ہو جائے اور اس گرہ کی لڑی بغیر بڑے موتی کے بُری معلوم ہوگی۔ کیونکہ جڑ اور شاخوں کا ایک دوسرے سے ملا ہُوا رہنا زیادہ موزون ہے اور جوہر کا اپنے مقام پر حل ہونا بہت اچھا ہے۔ ع۔ تارے کسی بُرج میں اور موتی ڈبیا میں (اچھے ہوتے ہیں)

اس کے بعد کہ قاآن نے حق کی آواز کو قبول کیا اور جمکین سے تین بیٹے باقی رہے کبکہ۔ ترمہ۔ اور تاموور۔ (کبلہ ہکلا یعنی زبان میں لکنت رکھتا تھا۔ ترمہ۔ بیمار۔ شہزادگان خورد وکلاں نے اوامر قاآنی کے التزام کے بموجب تامور (تیمور) کو سلطنت کے لئے اُٹھایا اور

۶۹۴ھ کے آخری مہینوں میں جو گروہ رائے زنی کے چقماق سے آگ نکال رہا تھا اس کو عیش کے پیالوں کے پانی کے کنارے تک پہنچا دیا۔ اسوقت جو جوانی کے عہد کی طرح فرحت افزا۔ اور اس زمانہ کی طرح جو آرایش سے مستغنی معشوق کی شب وصل کی طرح غم کو دُور کرنے والا تھا[۵۵] سلطنت کے تخت کو اپنے روشن اور چمکدار چہرہ سے حامل آفتاب کا ہم سر کر دیا۔ بارگاہ کا احاطہ سمندر کی طرح عیش اور نشاط کے وفدوں کا مرکز بنا دیا۔ شاہزادوں نے باری باری زانوئے خدمت کو زمین پر ٹیکا اور بزرگوں اور حکیموں نے مختلف زبانوں اور متفق دلوں سے روز افزوں سلطنت کے لئے دعا کی۔ جب زمانہ فصل بہار کی تاثیر سے شاداب اور خوش تھا اور شراب دلوں کی طرح آمیزش سے پاک تھی۔ پیالہ جب اس بہشت آئین بزم کے انتظار میں دل میں خون رکھتا تھا دلجوئی کی صراحی کو سرگوشی کے طریق پر اس کے ہونٹ پر ہونٹ رکھتا تھا۔ اور (ساغر وصراحی) نَے کی مانند مجلسوں کے انتظار میں آنکھیں کھولے ہوئے تھے اور بربط پرچوری سے سُننے کے لئے کان رکھے ہوئے تھے۔ تو حاضرین کو معلوم ہوتا تھا کہ اُن کے راز یہ خوش آیند رباعی تھی۔ رباعی

(۱) جب صبا نے گُل کی بات بُلبل سے بیان کی۔ تو بلبل نے خوشی سے نعرہ لگایا اور شور مچایا (۲) مغنی نے جب ترانہ لگایا صراحی نے فوراً۔ اُس کے اعادے (دوبارہ کہنے) کے لئے ندائے قُل قُل دی (یعنی پھر کہہ پھر کہہ)

جب عیش کی رغبت ختم ہوگئی اور بیہودگی (مسخراپن) کے جھنڈے کا گوشہ (نغمہ) چھپ گیا۔ تو تیمور قاآن نے مہمات مملکت کی تیاری کی طرف رُخ کیا اور قاآن عادل کی رسومات کو تازہ کرنے لگا۔ جو سراسر کامل عدل۔ رفاہ عام، اور شہروں کی بہبودی اور قدیم وجدید کی حاجت براری پر مشتمل تھیں کا حکم شاہی جاری گیا۔ اور شاہزادوں، سرداروں اور امیروں کو۔ جس طرح کہ ہر ایک ملکوں کی کسی طرف اور علیحدہ مقام پر مقرر تھا۔ قاعدے کے مطابق معین اور بحال رکھا اور ہر ایک کو[۵۶] مرتبہ اور رُتبہ کے مطابق احکام، فرمان اور خلعت عطا فرمائی اور وہ سب شاہی لشکر کے مرکز سے۔ جو بلندیوں پر محیط تھا۔ اپنے اپنے مقام اور منزلوں کی طرف متوجہ ہو گئے۔ اس کی درگاہ کے درباری امرا اولجائی جنگ سانگ، ترخان جنگ سانگ۔ پایان بنجان علوی۔ عبداللہ بنجان سمرقندی یاشمی بنجان ایغور، اور میر خواجہ سمجین تھے۔ اور اب جبکہ ۶۹۸ھ ہے باپ دادا کے طریقوں پر چلنا اور برگزیدہ اسلاف کے رسوم کو زندہ رکھنے کی خوشی کے قاعدے کو جو بادشاہوں اور صاحب اقبال اولاد کے لئے بلند ذریعہ اور اچھا طریقہ ہو سکتا تھا۔ اختیار

Marfat.com

کرکے اور ممالک کو عدل اور انصاف سے پُر اور رعایا اور لشکر کو سخاوت اور رعایتوں سے مطیع اور خوش رکھا۔ اور یہ نصیحت کتاب لکھنے کے وقت زبان حال نے لکھوائی ہ (از مؤلف)

رباعی (۱) تیرے باپوں نے ظلم سے انکار کیا۔ تیرے داداؤں نے جہان کی زمینوں کو روندا یا تابع کیا (۲) آج جب کہ انہوں نے اپنی جگہ تجھے دیدی۔ تجھے چاہیئے کہ تو ایسا ہو جائے جیسے وہ تھے۔

واقعۂ بغداد

احوال روزگار کے جریدوں کا مطالعہ کرنے والے اور اخبار کی کتابوں کے مضامین جاننے والے عجیب اچھوتے حادثات کا نیا چہرہ کھولنے والے اور برسوں اور مہینوں کی گردشوں کو دکھانے والے۔ اللہ تعالےٰ اپنی وسیع رحمت کے ساتھ ان کا دوست ہو۔ اس طرح بیان کیا ہے کہ مدینۃ السلام (بغداد) خلفاء بنی عبّاس کے عہد سلطنت میں ہمیشہ آسمان کی سختی اور شدّت سے امن و امان کی چاردیواری میں رہا۔ اور جہان کے تمام بادشاہوں کے لئے قابل رشک اور اس کے قصر اور محلات بلند آسمان کے ساتھ ہمراز تھے۔ اور اس کے اطراف و نواح، روضۂ رضوان کے ساتھ پاکیزگی اور تازگی میں شریک تھے۔ اس کی صفحہ ۵۷ فضا میں امن اور سلامتی کا پرندہ پرواز میں تھا۔ اور گوناگوں نعمتوں، راحتوں۔ نزاکت کی چیزوں کے اقسام اور بے تعداد آسایشوں سے عقل حیرانی کے ساتھ دمساز تھی ہ

دجلہ کا کنارہ سیم تن معشوقوں سے خلّخ تھا اور چوک کا وسط ماہ رُخ معشوقوں سے کشمیر تھا (خلخ ترکستان کا حُسن خیز شہر ہے۔ کشمیر ترشیز میں ایک مقام ہے)

مدرسے اور مکانات خاص زبردست علماء سے بھرے ہوئے تھے اور اُن ایام میں فتنے کے ہاتھ بندھے ہوئے اور پاؤں ٹوٹے ہوئے تھے۔ اور نہیں ہے وقت بھاگنے کا۔ متفرق حرفتوں اور صنعتوں کے کاریگر کمال چستی کے ساتھ آگ کی چنگاریوں کا بہتے ہوئے پانی پر نقش باندھتے تھے اور صورت آرائی کی شرم سے آذری قلم (آذر نام بت تراش) کو کاغذ کے اوپر شرمندگی کی وجہ سے توڑتے تھے۔

درحقیقت اس کے میٹھے پانی نے صاف پانی کے دل کو بہت زیادہ خون کر دیا تھا۔ اور دولت کا نشان چشمۂ حیوان کے رُخسارہ پر لگا دیا تھا۔ اُس کے باغ نے فصل بہار میں

Marfat.com

طرح طرح کے پھولوں اور کلیوں سے "بہشت ہائے عدن ہیں جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں" باغوں میں انگور کی بیلیں عاشق کی طرح کھجوروں کی بلند قد دلہنوں کی گردن میں ہاتھ ڈال دیئے تھے۔ ترنج کی غبغب پر انگور نے خم زلف لٹکا دی تھی انار نارنجی کے ساتھ میٹھی باتوں میں ع جس نے ہمارے نارنج کو توڑا آگ کو چنا" مشغول تھا اور بادام نے میٹھی زبان سے عاشقوں کو دلدار کی آنکھوں اور لبوں سے خبر دی تھی۔ اس کا میدان فردوس کے میدان کا ہمسر تھا۔ اور دیہات کے اموال کا حاصل ایک سال میں تین ہزار تومان سے زیادہ تھا۔

۶۹۶ھ میں کہ اس حکایت کا راوی (مصنف کتاب) اس عنبر جیسی خوشبو والی زمین میں پہنچا ص۸ عمارات کی کثرت مکانات اور محلات کے آثار اور دیہات اور شہر کی زینت اور ترتیب اگرچہ موجودہ وقت میں گذشتہ زمانے کا عشر عشیر (۱/۱۰۰) بھی نہیں تھی تاہم بہ نسبت دیگر مشہور شہروں اور مغل سلطنت کے بہترین ملکوں کے عیش اور راحت کی وجہ سے فردوسِ عدن معلوم ہوتے تھے اور لذات اور اُنس کا مکمل مجموعہ تھے۔ خلیفہ المستعصم باللہ ابو احمد عبداللہ بن المستنصر خلفاء بنی عباس کے زمرہ میں سے عیش کی مزید فراوانی اور خوشحالی اور نعمتوں کی امداد۔ اور اموال، نفیس ذخیروں اور عمدہ موتیوں کی کثرت کے ساتھ ممتاز تھا اور شوکت، عظمت، ناز اور تکبر میں مشہور اور مذکور تھا۔ اور دار الخلافے کے کنگرے، بالاخانے، اور محلات۔ زحل کے ساتھ مقابلہ اور سماکین (سماک اعزل اور سماک رامح دو ستارے ہیں) سے نبرد آزمائی کرتے تھے۔ اور نہایت آراستگی سنہری پوشاک اور جڑاؤ زیورات کے ساتھ اونچے تخت اور صف کشیدہ تکیے معلوم ہوتے ہیں" جو خورنق (قصر نعمان بن منذر در حیرہ) اور سدیر (مسند نعمان) کے لئے خجالت کو پیش کرتے تھے۔ چار سو خادم دربار کی ملازمت میں مشغول تھے۔ باوجودیکہ دار الخلافہ کی حرمت کی وجہ سے بارگاہ میں داخل ہونے کے مجاز نہ تھے اور شاہانِ جہان اور زمانے کے رؤسا، دیہات کے اشراف اور زمانے کے سرداروں میں سے کسی فرد کو امیر المومنین کے دربار میں باریابی حاصل نہیں ہو سکتی تھی۔ بلکہ عزت اور بلندیوں کے قبوں کے سامنے شاہ راہ پر ایک پتھر حجر اسود کی طرح رکھ دیا تھا اور ایک تھان سیاہ اطلس کا کھڑکی سے آستین کی مانند لٹکا دیا تھا۔ اطراف کے سلاطین اور بادشاہوں میں سے جو کوئی سدرہ کے برابر بلند بارگاہ اور خلافت کے بلند آستانہ سے شرف حاصل کرتا اُس آستین (اطلس سیاہ کے تھان) کو۔ حرم معظم (بیت اللہ شریف) کے

Marfat.com

غلاف کے دامن کی طرح زیارت کرتا۔ اور اس پتھر کو معشوقوں کے گوشۂ چشم کی طرح بوسہ دیتا اور واپس چلا جاتا۔

اتابک سعید مظفر الدین۔ اللہ تعالےٰ اس کی دلیل کو روشن کرے۔ کے عہد میں مولانا قاضی القضاۃ المعظم مجد الدین بن اسماعیل قالی کو پیغام رسانی کی خدمت کے لئے جناب امام کی بارگاہ میں بھیجا ملف۵۹ جب بلند قبوں اور بلند درباریں پہنچا تو خدام نے پتھر کے چومنے اور عاجزی کرنے کو لازم کیا۔ وہ زہد و تقویٰ کے کمال کی وجہ سے ایک پتھر کے سامنے جھکنا اور بوسہ دینے کی شرائط کی رعایت رکھنا برا خیال کرتا تھا۔ قرآن شریف اس کے ہاتھ میں تھا اسکو پتھر پر رکھا۔ اور اس پر بوسہ دیا۔

عادت اس طرح تھی کہ عیدوں پر خلیفہ سواری کا ارادہ کرتا ایسے گھوڑے پر، جو براق صورت اور برق رفتار اور (اس کی) گردن سنہری طوق اور گردن بند سے مزین اور مطوّق کی جاتی اور ساز و زیورات میں مرصّع اور ڈوب کر سوار ہوتا۔ اور ایک طیلسان (جو خطیب اور قاضی کندھوں پر ڈالتے ہیں) جو سیاہ رات کی طرح ہوتا دربار کے روز لٹکاتا۔ بے نظیر سرداروں اور بڑے بڑے مشائخ زمان اور آسمان خلافت کے ستاروں کی جماعت کے ساتھ فلک ستاروں کی دُور بین نگاہ سے ان کی شان و شوکت پر غور کرتا تھا اور رضوان (داروغۂ جنّت) حوروں کے پیراہن کے لئے اس گروہ کے سواروں کے غبار سے غالیہ (خوشبو کی قسم) قرض لیتا تھا۔ ۵ ازمولف

قضانے اس کے گھوڑے کی سُم کی خاک سے بنایا۔ بہشتی حسینوں کی آنکھ کے لئے سُرمہ۔

معتبر لوگوں سے روایت ہے کہ عام اور خاص لوگ کھڑکیاں، پنجرے۔ برآمدے اور مکانات جو اس جلوس کی گذرگاہ پر ہوتے اور مقامات کی نسبت سے اُن کو کرایہ پر لیتے سیر اور نظارہ کے لئے اور ایک دفعہ حساب کیا کرایہ کی آمدنی سے بغیر کسی جبر کے اونچے درجے کے تین ہزار دینار تحریر میں آئے۔ ۵ (از مؤلف)

تو کیا سیر کرتا ہے تیرا کام تو خود دیکھنا ہے۔ جہان میں نہیں ہے سیر مگر دھوکہ اور فریب دینے والی ناخوشی۔

مقربان خلیفہ | المختصر خلیفہ مستعصم باللہ شوکت اور بزرگی اور ہیبت اور عزت کا کمال اس سے زیادہ تھا۔ کہ اس موقعہ پر اس کی پوری شرح بیان کی جاسکے۔ اس عہد میں ساٹھ ہزار۶۰ سوار

Marfat.com

خوراک اور تنخواہ عزت والے دیوان سے بطور وظیفہ اور روزینہ پاتے تھے اور لشکر کا کمانڈر اور صف شکن پہلوان سلیمان شاہ تھا جو اثیر الدین (شاعر) اُدمانی رُادمان کا) کا ممدوح تھا اور پبلک کے تمام امور کا دارومدار چھوٹے بڑے میر منشی اور شاہی شراب خانہ کے داروغہ کے سپرد تھا۔ اور وزارت کے منصب کی باگ وزیر مؤیدالدین محمد بن عبدالملک العلقمی کے حوالے تھی اور وہ (وزیر) بڑا فاضل تھا۔ نظم اور نثر کو نظم کرنے والا اور منقول اور معقول کے دونوں جھنڈوں کے گاڑنے والا فطری سخاوت اور طبیعی خوشحالی رکھتا تھا۔

مستعصم تن آسانی اور راحت اور لہو ولعب سے لُطف اُٹھانے کا جو بادشاہوں کے مذہب میں عین بدعت اور گمراہی ہے چہ جائیکہ خلیفہ اور امام ابن الامام جس کی اطاعت فرض ہے تمام لوگوں پر، عادی تھا۔ اور ابن العلقمی قبول، اور رد کرنے اور کرنے اور نہ کرنے کے حالات پر خود مختار اور تنہا تھا لیکن خلافت کے دربار کے مقرب وزیر کے احترام کو کسی وقت ملحوظ نہیں رکھتے تھے اور ادب کے قانون کے مطابق اس سے گفتگو نہیں کرتے تھے۔ اس لئے وہ (وزیر) پریشان اور آزردہ رہتا تھا۔ آخرالامر اس کے اعتقاد کا معیار خلیفہ وقت کے ساتھ بدل گیا۔ اور زبردست وجہ اس کی نیت کی تبدیلی اور تکدر کی یہ تھی کہ خلیفہ کے بیٹے امیر ابوبکر نے اہل سُنّت والجماعت کے تعصب اور حمایت کی وجہ سے جس کو اس نے حد سے زیادہ بڑھا دیا تھا لشکر کا ایک دستہ بھیجا اور کرخ کو تباہ کرادیا اور بعض سادات بنی ہاشم کو قید کر دیا اور لڑکوں اور لڑکیوں کو رُسوائی اور ذلت سے گھروں سے نکال لیا۔ وزیر مذہب شیعہ کی اشاعت میں کوشاں تھا۔ اس حرکت سے متاثر اور رنجیدہ ہُوا اور ایک خط بطور اظہار رازہائے دل کے سید تاج الدین محمد بن نصر الحسینی کو جو اسوقت کے سادات میں بڑا آدمی تھا۔ بھیجا۔ ان نشانے پر لگنے والے حوادثات کے تیروں سے جو آسمانوں کی کمانوں سے نازل ہوئے اور ان وجوہات سے جو مذکور ہوئیں وزیر (ابن العلقمی) فراز ونشیب اور حیلہ وفریب کے گرد آیا تاکہ کسی طرح خلیفہ اور اسکے پیرؤوں کو ہلاکت کا شربت گھونٹ گھونٹ پلائے اور بغداد کی سلطنت چھین کر اُن کو انتقام اور بدلہ لینے کی تلوار سے سرزنش کرے۔ ۱۶؎

اس اثنائے میں پادشاہ ممالک گیر ہلاکو خاں ۶۵۴ھ میں ملحدوں (فرقہ اسمٰعیلیہ) اللہ تعالٰے اُن پر خالص لعنت کرے۔ کے علاقہ کی فتح سے فارغ ہُوا اور اُن کے منازل کی ویرانی اور قلعوں کی بیخ کنی خصوصاً قلعہ الموت ۲؎ اور موت اس کے کنگروں پر چھائی ہوئی

ہے" توپوں اور فلاخنوں سے " اور کر دیا اس نے اس کو ٹکڑے ٹکڑے" حاصل ہوگئی اور حسن صباح کی ایک سو ستر سالہ سلطنت کا دن ۔ اُس صبح کے وقت ۔ جب کہ دشمن کو پامال کرنے والے شاہی لشکر نے سُورج کی مانند تلوار نکالی ۔ زوال کو پہنچا ۔ ایلچیوں کو اس مشہور فتح کی شُہرت کی بشارت دینے والے فرمان کے ساتھ ۔ مشرق اور مغرب کے اطراف میں ، یگانوں اور بیگانوں کے پاس روانہ فرمایا اور تمام لوگوں کے کانوں کو اس بشارت کے سُننے اور اس حکم سے لطف حاصل کرنے سے مشرف اور گوشوارہ دار بنایا ۔ اور اس گمراہ اور گمراہ کرنے والی قوم اور بیباک ناپاک طائفہ کی بیخ کنی سے ۔ جو ائمۂ اسلام کے ساتھ فخر کا دم مارتے تھے ۔ بڑا احسان اور بڑی عنایت زمین کے باشندوں پر ثابت کی ۔ مسلمانوں نے جو ممالک و اطراف میں اس فرقہ (اسماعیلی) کے خنجر زنوں کے خوف سے اپنی عورتوں کی مانند پردوں میں چھپے رہتے تھے آرام کے ہاتھوں بلند کے بستر ، بچھائے اور فراغت اور فراخی عیش کے تکیوں پر مقیم ہونے کی پیٹھ لگائی ۔

مولانائے اعظم علوم اوّلین اور آخرین کے شارح نصیر الملت والدین محمد طوسی ۔ جو اللہ کے عارف ، اللہ کے عالم ، اللہ کی طرف دعوت دینے والے " اللہ تعالےٰ اس کی رُوح کو فردوس کے مکانات میں جگہ دے اور اس کو کمال خوشی کے ساتھ قدس کی روشنیوں سے مقام اُنس میں خاص کرے " مدت دراز تک قُہستان کے خطّے میں مقیّد تھے ۔ جیسا کہ صد ۶۲ ناصری خلوق جیسی خوشبو والے اخلاق (اخلاق ناصری کتاب) کے دیباچہ کے شروع میں کہ وہ (کتاب) حقیقت میں اخلاق نصیری ہے ۔ اور ترجمہ کتاب الطہارۃ ہیں ۔ جو اُستاد فاضل اور حکیم کامل ابو علی مسکویہ الخازن الرازی " اللہ تعالیٰ اس کو اپنی مغفرت سے ڈھانک دے " کی تصانیف سے ہے اس کی طرف اشارہ کیا اور کہا ہے " قید کا باعث یہی تھا کہ (طوسی نے) ایک قصیدہ اپنی تصنیفات میں سے مستعصم باللہ کی خدمت میں بھیجا ۔ ابن علقمی نے اس کی پُشت پر ناصر الدین محتشم کی مجلس میں اظہار کیا کہ " مولانا نصیر الدین نے خط و کتابت اور تحریرات دیوان عزیز بارگاہ مستعصم کے ساتھ ، اللہ تعالےٰ اس کو بزرگ کرے شروع کر دی ہے ۔ اس کے انجام بد اور انتہا کا فکر کرنا چاہئے " ناصر الدین ناراض ہوگیا اور اس کے بعد جب ایسے علامہ روزگار اور حکیم بزرگوار کو بزرگی ، تعظیم عزت اور ادب کی نظر سے دیکھتا تھا ۔ اُن کو قید کر دیا ۔ اسوقت کہ جہان بدل گیا اور دشمنان دین ہلاک ہوگئے رہائی پائی ۔ اور کامیاب ایلخان (ہلاکو) کے حضور میں پہنچا طرح طرح کی مہربانی اور عنایت سے بہرہ یاب ہُوا اور مختلف انعامات اور صِلات سے مخصوص ہُوا ۔ اور حکم شاہی ہُوا

کہ شاہی لشکر کا ملازم ہو جائے (یا لشکر کے ساتھ ہمیشہ رہے) ایلخان مصالح ملکی کے سوانح اور مہمات سلطنت کے پیش آنے کے متعلق جس قسم کے سوالات کرتا تھا وہ (نصیرالدین) اس کا جواب قانون حکومت اور مصلحت کے مطابق عمدہ تمثیل کے لباس میں اور عمدہ طور پر سمجھانے کی شکل میں بموجب "لوگوں سے اُن کی عقلوں کے مطابق باتیں کرو" دیتے تھے۔ حتیٰ کہ دربار ہلاکو کی خدمت میں پوری وقعت اور ایک بلند مقام پایا۔ ایلخان نے فرمایا یہانتک کہ مقام قہستان سے خیمے اور سائبان کوچ کے ارادہ سے اُکھیڑ ڈالے اور پختہ ارادے اور استقلال خوش دل اور شادرُوح ہو کر کشادہ روئی اور فراخ دلی سے روانہ ہوئے۔ اقبال عیش کی سرسبزی اس کے دربار میں پاتا تھا اور نصرت رُخسارے کی تازگی اس کی تلوار کے سبزہ زار میں مشاہدہ کرتی تھی۔ حملہ۔ ہیبت۔ نفاذ حکم اور طاقت کی تکمیل ایک سے ہزار گنا بڑھ گئی۔ اور دُنیا کے پادشاہ اور سلطان اس کی سیاست کے رعب سے ۶۳ اپنی عمر کی شاخ پر بید کے پتوں کی طرح تیز بادِ خزاں سے لرزاں تھے۔ ۵

(۱) اگر قیصرِ روم کے اندر تیرے غصّے کی ہیبت ملاحظہ کرے۔ اور اگر خاقان چین میں تیرے نام کی شہرت سُن پائے (۲) تو ایک (قیصر) خنجر اور نیزے کی بجائے تیرے غصّے کو اختیار کرے۔ اور دُوسرا (خاقان) بجائے مُہر اور دستخط کے تیرے نام کو قبول کرلے۔

ابن علقمی نے پوشیدگی کے پردے میں بیوفائی کے ارادے سے فلک شکوہ بارگاہ (ہلاکو خاں) میں ایلچی بھیجا اور ایل خاں کے دل میں اخلاص عبودیت اور بغداد کی سلطنت کی شان بیان کرنے کے بعد خلیفہ زمان کی صورت کی بُرائی کا اظہار کیا کہ اگر پادشاہ اس علاقہ (بغداد) کی طرف ارادہ کی باگ پھیر دے تو بغیر اس کے کہ لشکر کشی کی جائے قیام کی ترتیب اور صف آرائی کی ضرورت ہو تو پھر نیزہ زنی اور شمشیر زنی کی تکلیف کا کیا ذکر ہے وہ مملکت بغداد کو حوالے کر دیگا" اور اس بیان کو معقول دلائل کے ساتھ پختہ کیا۔

ہولاکو خاں نے صرف اس پیغام پر زیادہ اعتبار نہ کیا اور نیز بغداد کی مضبوطی، اس کے لشکروں کی کثرت اور اسلحہ اور سامان جنگ کی بہتات، ساتوں اقالیم کی وسعت میں پوری شہرت پائی تھی اور مکانات اور گلی کوچوں کا اتصال اور قربت، اور محلات اور بازاروں کی تنگیاں۔ ایسے ان گنت لشکر ایلخاں کے گذرسے۔ جس کے خدام اور گھوڑوں کے اقدام

Marfat.com

اور لشکر اور اُونٹوں کی بھیڑ سے دُنیا کے میدانوں کی وُسعت تنگ نظر آتی تھی۔ استحکام ظاہر کرتی تھیں۔ اور پادشاہ جہان حاتم آخر الزمان اوکتائی قاآن نے ابتدائے جلوس میں دو دفعہ جورماغوں کو شیطان اور دیووں جیسے مغلوں کے نڈر اور خونریز لشکر کے ساتھ خلیفہ الناصر الدین اللہ کے عہد میں ۶۲۴ھ بھیجا تھا۔ اس تاریخ کو ایک لاکھ ۴۲ ہزار سوار شہر اور علاقوں میں متقرر اور مرتب تھے۔ خلیفہ مستنصر مدافعت اور لڑائی کے لئے مقابل ہوا اور جورماغوں کو شکست دے کر بھگا دیا۔

یہ خبریں ہلاکو خاں کے کانوں کی گہرائی میں جائے گیر اور ذہنوں کی تختیوں پر نقش ہو گئی تھیں۔

پادشاہ نے ابن العلقمی کے قاصد کو نوازا اور اعتماد کی رسیوں کی مضبوطی اور موافقت کی بنیادوں کی پختگی کے بارے میں مزید یقین طلب کیا وہ متواتر، ایلچیوں اور معتبر لوگوں کے ذریعہ حضرت ایلخاں کی امداد اور خاطر اشراف کے اطمینان کو ثابت کرنے والے خطوط اور دلائل بھیجتا اور پیغام دیتا کہ "میں لشکریوں کی جاگیروں کو اپنے وفا اور حُسن عہد کی رسّی کی طرح کاٹ ڈالونگا اور خلیفہ کے ساتھ طریق تصنّع اختیار کرونگا۔ چاہیئے کہ بغیر دیر کے ہُما پیکر اور نُصرت اثر جھنڈے دشمنوں کے دل کی طرح۔ اس طرف (بغداد) کے ارادہ سے جنبش اور حرکت کریں۔

ہلاکو خاں نے اس ارادہ کی پختگی اور اس سلطنت کے ملانے کے بارے میں مولانا نصیر الدین کی رائے سے انکشاف کیا اور احکام علم نجوم کی رو سے مشورہ حاصل کرنا چاہا۔ اس نے ستاروں کی جنتری، طالع کی سیر، نظر کی تحقیق اور سعود کے اتصالات کے مطالعہ کے بعد عرض کیا کہ "اس علاقہ کی فتح کسی مزید تکلیف کے برداشت کرنے کے بغیر فتحمند لشکر کے ہاتھ پر میسّر ہوگی اور خلافت اور امامت کی مدت ختم ہوگی۔ اگر قضا و قدر کی صورت ان احکام کے موافق ہو تو پادشاہ کی حکومت کی برکتوں کے اثر سے ہو سکتا ہے۔

(ہلاکو) تو پاک ہے، منزہ ہے، دانا ہے "جانتا ہے آنکھوں کی چوری اور سینے کے مخفی رازوں کو" کیونکہ اس کے قدیم ملک کی سرائے میں اکثر بصیرت والے علما ہیں تو باوجود فضیلت "اس نے پیدا کیا انسان کو اور سکھائی اس کو قوت بیانی" کے۔ استفسار اور استفتاء کے وقت جواب کے صفحے کے رخسارے پر واللہ اعلم بالصواب درست

چیزوں کو اللہ تعالیٰ زیادہ جانتا ہے) کی خوشبو لگا دیتے ہیں۔ اور اگر عیسیٰ علیہ السلام کے معجزے والے طبیب ہیں جو کہ اجسام اور ارواح کی سلطنت کے بادشاہ ہیں حصّٰ مریض کا حال بیان کرنے کے بعد اور معالجات کے اثناء میں الشافی ھو (شفا دینے والا وہی ہے) کے گلاب کو نعمت صحت کا لانے والا سمجھتے ہیں۔ اور اگر علوم نجوم کے ماہر ہیں جو میدان افلاک کے سیاح اور کرۂ خاک کے ممالک کے ہندسہ دان ہیں تو فکر کی سلائی سے اپنے احکام کے تختہ پر سوائے نقش وَالعِلمُ عِندَ اللّٰہِ (اللہ کو علم ہے اور اسی کے پاس ہیں غیب کی کنجیاں جن کو سوائے اس کے کوئی اور نہیں جانتا) کے گنتی میں نہیں لاتے ہیں۔

ہلاکو خاں نے مضبوط دل اور فراخ ضمیر سے لشکر کے حرکت کرنے اور کوچ کی تیاری کا حکم دیا۔ ہمدان سے (خلیفہ کی خدمت میں) ایلچی بھیجا۔ اور ان چہاروں میں سے ایک کی حاضری کے لئے استدعا کی۔ مہردار کو چک یا داروغۂ شراب خانہ یا وزیر یا سلیمان شاہ۔ آستانہ خلافت کے ارکان نے محی الدین بن جوزی کو بھیج دیا ایلخان سخت ناراض ہوا۔ سوغونجاق کو اربیل کے راستہ سے ایک لشکر کے ساتھ روانہ کیا۔ کہ دجلہ کو عبور کرے تا بجو کے ساتھ مل کر بغداد کے مغرب کی طرف سے حملہ کرے۔ اور ان کے پیچھے سے شاہی علم حرکت میں آیا۔

ادھر ادھر سے ابن العلقمی (وزیر) کو جب معلوم ہوا کہ مکر کے تیر مقصود کے نشانہ پر بیٹھ گئے تو دغا اور گمراہی کے شیطان کی فتنہ انگیزی کی رسّیاں دراز کر دیں اور کینوں کے صندوق کا منہ کھول دیا پادشاہ کی خدمت میں عرض کیا کہ: "آج اللہ تعالیٰ کے فضل اور احسان سے اطراف کے پادشاہ اور سلاطین کا گروہ کثیر امیر المومنین کے اخلاص اور اطاعت کا داغ صدق اور یقین کے ماتھے پر روشن رکھتے ہیں۔ دیوان عزیز اللہ تعالیٰ اس کو عزت سے رکھے۔ کے جیش کی کثرت، مال کی فراخی، اور قدرت اور حکم کے نفاذ و اجرا کا آوازہ دائیں اور بائیں جانب سے شمال اور پورب کی ہوا کے قاصد باڈاک پر صبح و شام سبقت حاصل کر گیا ہے۔ اس قدر مال کا ہر سال لشکر کی تنخواہوں اور جاگیروں کو لشکر کے رئیسوں اور سرداروں پر خرچ کرنا محکم رائے اور دُور بین فکر کے تقاضا سے دُور معلوم ہوتا ہے۔ اگر امیر المومنین اجازت دیں تو لشکر کے سرداروں میں سے ہر ایک کو ایک طرف مقرر کر دے اور کسی ایسے کام کے ساتھ منسوب کر دے تاکہ مال خزانہ کی بچت کا باعث ہو۔

خلیفہ نے اس مشورہ کی مصلحت کو، جو کہ بالکل جان حصّٰ کے لئے شورش اور رسائی کے

خلاف تھی۔ مکّار وزیر کی رائے کے ساتھ متعلّق کر دیا۔ ع ”افسوس ہے اس پر جس کی غمخواری غم کرے“۔ اور خود خوش آوازوں کے سُننے، موتیوں جیسی کنیزوں کے ساتھ شریک ہونے اور خُوبصورت بے ریش لڑکوں کے دیدار کرنے اور طرح طرح کے عیشوں میں لذّت حاصل کرنے کے لئے مشغول ہوگیا۔ گورے رنگ کی دوشیزہ عورتوں کے دانت چُوسنے کی وجہ سے حدُود مُلک اور تیز تلواروں کے انتظام پر توجّہ نہ کی اور ”قول راست“ (راگ) قبول کرنے میں مخالف کی پردہ ساری (راگ) سے گریز کیا۔ بوجہ رائے کی کمزوری کے عاقبت اندیشی کی برکت نے اسکے روزگار سے کنارہ کرلیا اور بُوڑھے آسمان نے یہ شعبدے اور برانگیختگی اپنے کام کے انجام کیلئے کس کے ساتھ نہیں کی ؎

تم ہستی کے مصر کے عزیز ہو۔ اپنی ہمّت کے یوسف کو زلیخا کی تہمت سے محفوظ رکھو۔

ابن علقمی کلمہ (اتحاد) کی تفریق میں، اُمرا کی جماعت کے پراگندہ کرنے اور لشکر سے نفرت دلانے کی کوشش میں مشغول ہوگیا تھوڑے سے عرصہ میں اکثر لشکر اور افراد میں قوم ”سبا“ کی نعمتوں کی علیحدگی حاصل ہوگئی۔

اور معلوم رہے کہ بکھری ہوئی چیزوں کا پرونا اور متفرقات کو جمع کرنا دُشواری کی گرہ رکھتا ہے لیکن منظم چیزوں کا بکھیرنا اور جمع کی ہوئی چیزوں میں تفریق کرنے کے لئے زیادہ کوشش کی ضرورت نہیں پڑتی۔ مثلاً ایک شکاری کہ شکار کی راہ میں۔ ہر حیلے سے جو طبیعت میں رکھتا ہے۔ دانہ بکھیرتا ہے اور جال پھیلاتا ہے اور خود گھات کے مقام پر بیٹھتا ہے یہانتک کہ پرندے جال کے اِرد گرد جمع ہو جاتے ہیں اور آرام پاتے ہیں۔ پھر صرف اس بات سے کہ ایک بچّہ تالی بجائے یا بے وقت آواز دے۔ دفعتہً دامگاہ سے اُڑتے ہیں اور تمام کوششیں رائگاں اور ندامت عام ہو جاتی ہے۔

ہلاکوں خاں نے مقررہ میعاد اور عین انتظار کے وقت پر مسعود ستارے اور موعودہ اقبال کی خوشخبری کے ساتھ ۶۷ھ اپنے لشکر سے جنبش کی اور ایک لشکر اطراف ممالک سے فلک سے ٹکرانے والی رکاب کی غلامی میں جو دریا کی طرح جوش مارتا ہُوا اور پلنگ کی طرح شور مچاتا ہُوا بغداد روانہ ہُوا۔ لشکر ایلخانی کے ارادہ کی شُہرت جو آسمانی عذاب اور مصیبت کی علامت تھی۔ بغداد پہنچی۔

وارثِ خلافت (خلیفہ) کے دربار کے مقربوں نے جو کہ ہاتھ کے لگائے ہوئے پودے اور

مہربانی کے کسان کی کھیتی تھے وواتی اور شرابی جیسے لوگوں نے جناب امام کو اس غفلت، سستی کسل پن اور بے احتیاطی پر ملامت کی اور مبالغہ کے ساتھ بیان کیا۔ کہ جہان میں تاتاریوں کے لشکر کی سطوت اور غلبہ کی قوت مشہور اور معروف ہے۔ اور بوڑھے اور جوانوں کے کانوں کے سوراخ اُن کے جہانگیری دبدبہ سے گونج رہے ہیں۔ اب انہوں نے اس علاقہ کے فتح کرنے کا ارادہ کیا ہے۔ اگر یہ خبر تحقیق ہو جائے اور یہ گمان، یقین تک پہنچ جائے تو سوائے کثیر لشکر اور پوری تیاری کے مقابلہ کرنا طاقت کے مقام میں نہیں آتا اور جب پانی سر سے گذر گیا پھر حیرت کے گرداب میں ہاتھ پاؤں مارنا سلامتی کے لئے مفید نہ ہوگا۔ اور دانا پرندہ جو ہوا کی فضا سے پنجرے کے قید خانہ میں پڑ گیا جس قدر کشائش کے شگاف کی آرزو میں پنجرہ پر زیادہ سر مارتا ہے اور ہر لحظہ روتا ہے اس کی مصیبت اور تکلیف بڑھ جاتی ہے لہذا مصلحت سے زیادہ نزدیک یہ ہے کہ مہمات کی رعایت میں بے پروائی روا نہیں رکھنی چاہئے اور اپنے کام کے اطراف کو ناگزیر واقعات پیش آنے سے پہلے اکٹھا کر لیا جائے۔ کیونکہ سلطنت کا قیام، دولت کا نظام، اور امن کا شمول، حال کی خوشگواری اور رعیت کی فارغ البالی بغیر تیز تلوار، درست فکر، پوری احتیاط، اور کامل کوشش کے ممکن نہیں۔ اور عاقل جس کی توفیق مددگار ہو، اور ہوشمند دانا جب قداحہ اور مقدحہ (چقماق کی اوپر اور نیچے کی دو لکڑیاں یا پتھر) کی رگڑ اس کے کانوں کے سوراخ میں جائے گیر ہو گئی ہے تو وہ بلند آگ کے پیدا ہونے کی فکر کرتا ہے اور جب دور سے سراب کی صورت کو مشاہدہ کرتا ہے تو گہرے دریا کی چوڑائی اور پہاڑ جیسی موجوں کی صورت خیال کے سامنے لے آتا ہے۔ اور غافل نادان اور بیکار سست آدمی جب تک آگ کے شعلوں کی لپٹ اس تک نہ پہنچے رہائی کے لئے کوئی چارہ نہیں تلاش کرتا۔ جب تک کہ گہرے سمندر میں پانی کے جانور کی طرح غوطے نہیں کھاتا گھاٹ اور ساحل کی آرزو ان کے دل میں نہیں آتی۔ ان کے حملے سے پہلے مدافعت کے اسباب مہیا کرنے، پراگندہ لوگوں کے جمع کرنے اور عساکر کو اکٹھا کرنے کا۔ نواح اور مضافات سے حکم دینا چاہئے۔ اور وزیر کے قول پر زیادہ اعتماد نہ کیا۔ اور یقین جانا کہ اس (وزیر) کا مقصد اجتماع کی پراگندگی سے ہے اللہ تعالےٰ اس کے تفرق کو کبھی نہ جمع کرے (بد دعا) اس کی سازش تھی۔ اور رائے کا اختلاف عدم نظام کو پیدا کرتا ہے۔ اور پورا کرنے کا ارادہ اپنے دل میں رکھے ہوئے ہے۔ اور (وزیر) اس سخت مصیبت اور واقعہ کا اللہ تعالیٰ

Marfat.com

(وزیر) کی طرف اُن (مصائب) کے مکر کو پھیرے" کا منتظر ہے۔

جس قدر ناصحانِ مشفق نے ۔۔۔۔ آل عمران کے درس میں سے ان طولانی نصیحتوں کی سُورۃ جو آگ کی تیزی سے ڈرانے والی تھیں اسکے سامنے پڑھیں۔ اور گیا ہوں میں "گائے مل جل گئی" کے شک کا ازالہ کرتا تھا اور "اپنے ہاتھوں سے (اپنے آپ کو) ہلاکت میں نہ ڈالو" کی آیت پھر پڑھتا تھا۔ مگر ازلی حکم کی ابتدا تقدیر کے ہتھوڑوں سے پُشت فکر کی پُشت کو توڑتی تھی اور خلیفہ کی آنکھوں کو اپنے لشکر کی بحث کے مضمون میں فکر کرنے سے اندھا کرتی تھی۔ خلیفہ نے غرور اور غفلت کے خواب میں آرام طلبی اور سرور کے بستر پر پہلو ڈالکر اور کانوں کو نصیحت سُننے سے بہرہ بنا کر وزیر (ابن العلقمی) کے ساتھ مشورہ طلبی کا قرعہ ڈالنا اور اس کے بدانجام فریب کی بات کو جان سے خریدنا اختیار کیا۔

مثل ہے کہ پاسبان کی نیند۔ چور کا بیدار بخت ہوتا ہے۔ خاص کر جب چاند کی روشنی امداد کرے۔ اور طبیب کی لغزش اور سہو بیمار کے لئے دُوسرا مرض بن جائے۔ پس کیونکر ہو گی یہ حالت بُحران کی رات میں۔ افسوس کہ جب پردہ تقدیر کے پرے سے کوئی مُصیبت مظہر وجود میں آنا چاہتی ہے تو اس کے اسباب بالضرور ۶۹ع آسمان سے برستے اور زمین پر اُگتے ہیں۔ اور حُسن تدبیر، دانا آدمیوں کے فکر کی لمبائی مددگاروں کی کثرت اور طاقتور لشکر کے بازو کا زور اسی طرح کوئی تاثیر نہیں کر سکتا۔

ابن العلقمی نے اس سخن کو بے وقعت بنا دیا اور طرح طرح کے مکر سے ان کو غافل کر دیا اور کہا کہ مغل لشکر کو بغداد کا مقابلہ کس طرح میسر ہو سکتا ہے۔ اگر عورتیں اور نابالغ بچے مکانات کی چھتوں سے پُختہ اینٹوں کے ساتھ، مدافعت کے لئے اُٹھ کھڑے ہوں تو تمام (لشکر) کو محلات کی تنگ گلیوں اور کُوچوں میں"۔ جب تک کہ وہ خبر پائیں ملیامیٹ کر دینگے"۔

نازو نخوت اور غرور و تکبر "مستعصم کے مزاج پر غلبہ پا گیا تھا اور عقل اور درایت (سمجھ) کے حریف کا ہاتھ پھر گیا تھا۔ خلوت کی بساط میں اپنا رُخ حسینوں کے رُخ کے مقابل کر دیا وزیر بھی فریب کے پیادوں کے ہنکانے اور حیلہ کے منصوبوں کے گھڑنے میں مشغول ہو گیا کہ کس طرح مُلک اور دین کے مضبوط حصار اور قلعہ کا "فرزین بند" (مات) کھولے۔ اور کس وقت دانائی کے گھوڑے اور مکر کے ہاتھی سے اس (خلیفہ) کو "شاہ مات" دے۔

پوشیدہ طور پر خلیفہ کے حالات کا علم اور بادشاہ کے مقامات اور حرکت کی کیفیّت کی خبر حاصل کرتا تھا کہ ناگاہ خبر پہنچی کہ سوغونجاق۔ تابچو اور ایلخانی بہادروں کے لشکر کا ایک گروہ مغربی طرف سے بغداد کی طرف متوجّہ ہیں خلیفہ نے فتح الدین ابن الکرو اور مجاہدالدین ایبک المستنصری الدویدار الصغیر کو دس ہزار سوار کے ساتھ اُن کی مدافعت کے لئے روانہ کیا۔ اور جب دونوں لشکروں میں۔ باہم یکجا ہونے کی وجہ سے۔ کام لڑنے کی حدتک پہنچ گیا۔ اور روبرو ہونا، پل پڑنے اور مقابلہ لڑائی سے بدل گیا تو پہلی دفعہ یک دم مغل لشکر شکست کھا گیا اور فتح الدین کہ جہاندیدہ مرد تھا اور زمانہ کے واقعات کی گرد اس کے سر پر بیٹھی ہوئی تھی اور کافور جیسے دن اور عنبر کی سی رات والے زمانے نے اس کے عنبریں بالوں کو تجربوں کے کافور کی خوشبو سے بدل ڈالا تھا نے کہا کہ: "اس مقام پر ثابت قدمی دکھانی چاہیئے اور ان کے پیچھے سے اُن کا تعاقب نہیں کرنا چاہیئے" اور حالات کی اطلاع کے لئے ایک قاصد خلافت کی درگاہ میں روانہ کیا دوانی۔ جو کہ جوانی کا ناز جنون کے حد سے بڑھ جانے کے ساتھ جمع رکھتا تھا۔ نے اس رائے کو ایک قسم کے ٹالنے پر محمول کیا۔ اور جواب دیا کہ: "امیرالمؤمنین کے احسان اور نعمتوں کے حقوق کا تو اس طرح بدلہ دیتا ہے کہ حضرت خلافت کے دشمنوں کی ایک دن کی مدافعت میں سستی اور تھکان ظاہر کر دی مصلحت یہ ہے کہ فی الفور قبل اس کے کہ اُن کو کمک پہنچے۔ ہم اُن کا تعاقب کریں اور دل کو اُن کے فکر سے فارغ کریں"۔

فتح الدین دوانی کی رائے کی سستی، نفس کی جہالت، خود رائی اور بیہودگی سے غصّے ہو گیا اور لشکر کو ایک دم عذاب ناگہانی کے پیچھے دوڑنے (تعاقب کرنے) کی ترغیب دی اور دجیل کے مضافات میں ایک دوسرے سے مقابلہ کا اتفاق ہوا۔ فوراً لڑائی کی صف کو برابر کیا۔ فتح الدین ایک گھوڑے پر سوار ہوا اور لوہے کے قفلوں سے اس گھوڑے کی ٹانگوں میں فلخال ڈالدیئے تاکہ بھاگنے کا وسوسہ دل میں نہ کھٹکے اور خاطر کی باگ نہ موڑنے پائے۔ اس روز خوب ایک دوسرے پر حملہ کیا اور جنگ کی بساط کو برابر سرا برا اُٹھایا۔ اور فریقین ایک دوسرے کے مقابل اُتر پڑے، لشکر مغول نے رات کو دجلہ کے پانی کو بغداد کے لشکر پر کھول دیا۔ جب قضا و قدر کے پانی بھرنے والوں نے رات کے تاریک کنوئیں میں سے سُنہری رسّی والے ڈول کے ساتھ سفیدی صبح کے پانی کو کھینچا اور سبزہ زار آسمان کو سیراب کیا تو لشکر بغداد نرگس کی طرح خواب سے اُٹھا اور اپنے آپ کو نیلوفر کی طرح پانی میں ڈوبا ہوا پایا۔ ایک طرف سے

وحشت کی خاک اُڑانے والا پانی دولت کی آگ پر خاک پھینکتا تھا اور دُوسری طرف سے صرصر اثر لشکر کے حملہ کی ہوا روشن اقبال کے پانی کو گدلا کرتی تھی یہاں تک کہ اکثر اس لشکر (بغداد) میں سے، کیا تو پانی کی کثرت اور غرقابی ہیں، اور کیا پانی کی مانند تلواروں کے زخم سے ہلاک ہو گئے۔ اور پانی اپنی پُوری سنگدلی سے تیز زبان کے ساتھ اُن جوانوں کے خصائل اور قد پر پڑھتا تھا۔ ع۔ شمشاد اور سمن کو اس طرح سیراب نہیں کرتے۔ فتح الدین اسی مقتل میں شہید ہو گیا۔ اور بہت تھوڑے آدمیوں نے جنہوں نے اس گرداب سے امان کا ساحل حاصل کیا، خون آشام تلوار کے خوف سے شام کی راہ اختیار کی۔

آخر کار دواتی تین آدمیوں کے ساتھ رہائی پا کر معمولی آدمیوں کی طرح بغداد آیا۔ اور خلیفہ کی خدمت میں اطلاع دی کہ سمندر کے خطرے والے میدان جنگ اور جنگ کے اژدہا والے سمندر سے دواتی کل تین اور آدمیوں کے ساتھ بچ کر اب بغداد پہنچ گئے ہیں۔

روایت کرتے ہیں کہ خلیفہ نے مقام شکر میں تین دفعہ کہا "الحمد للہ علی اسلامۃ مجاھد الدین" (شکر ہے اللہ تعالےٰ کا مجاہدین کے بچ آنے پر۔ اور اسی طرح اس (خلیفہ) کی حماقت اور غفلت کی حکایت کی ہے:۔ کہ "جب خبر پہنچی کہ ایلخانی لشکر کے نگہبان کوہ حمرین کے نزدیک پہنچ گئے ہیں تو جواب دیا کہ:۔ وہاں سے کس طرح گذر سکتے ہیں؟ عرض کیا گیا کہ ایسا لشکر جو اس علاقہ کی طرف متوجہ ہے دریا کی سطح پر سے موج کی طرح گذرتے ہیں، پہاڑوں کی چوٹیوں پر عقاب کی مانند چلتے ہیں۔ سد سکندری کو مکڑی کا جالا کہتے ہیں اور لوہے کی زنجیروں کو سُورج کی کرن ہی جانتے ہیں۔ اس کے گھوڑوں کے سُموں کے آگے حمرین کیا بنا سکتا ہے مگر ایک غبار اور اس لشکر کے تیز رو گھوڑوں کی ٹاپوں سے سوائے چنگاریوں کے کیا اُڑیگا ؎

وہ شخص مقصود کی گردن میں اپنے ہاتھ ڈالتا ہے۔ جو مصیبتوں کے تیروں کے سامنے ڈھال ہو سکتا ہے۔"

ماہ ذی الحجہ ۶۵۵ھ میں جو عاشورے کی طرح لڑائی کا دن تھا ذی الحجہ لوگوں کی اصطلاح میں عید کا اور محرم ماتم کا مہینہ کہلاتا ہے) اور بغداد کے میدان، کربلا (وہ میدان جس میں امام حسینؓ شہید ہوئے تھے) کی طرح رنج اور مصیبت کا محل ہے۔ اور زبان حال "وائے ولئے" کر رہی تھی جب صبح کا جہان افروز نور مشرق کے افق کے کنارے پر ظاہر ہوا اور زندگی کا اثر اور قوت حسیہ حیوانات کے جسم میں جاری اور ظاہر ہو گی تو بھُوتوں کی علامتوں اور فرشتوں کی شکل والا

(رنگ کے فرشتے اعمال کے شیطان) اچانک بعقوبہ کی راہ سے عذاب اور سختی کے ساتھ، اور ضرب المثل کے مطابق "جیسا بھروگے ویسے بھرے جاؤگے" اور دولت و اقبال کے ہادی (خدا) کے سہارے کے ساتھ پہنچ گئے اور دجلہ کے مشرقی جانب سے اُترے اور فوراً باشندگان کا سکون و قرار اور امن و امان کوچ کر گیا اور صبر و خواب کا مادہ۔ خلیفہ اور اہالی شہر کی آنکھوں اور دلوں کے آس پاس سے دُور ہو گیا اور نیند کا رُخ اور صحیح رائے محال ہونے کے پردہ میں چھپ گئی۔ اضطراب کی حالت میں فرمایا تاکہ دروازوں کو محکم کر دیا اور فصیل پر حاضر فوج کو تیار اور کمر بستہ رکھا اور دواتیان، شرابی، سلیمان شاہ و دیگر سرداران لشکر اور خاص غلاموں نے جماعت کی کثرت کے لئے بغداد کی عام پبلک میں سے ایک بڑا گروہ مختلف امدادی اسلحہ کے ساتھ بھیجا۔

دوسرے دن جبکہ سنہری پروں والا عنقا (سورج) اس گول سبز آشیانہ (آسمان) سے اُڑا۔ اور روئے زمین، اس کے بعد کہ مسکین کے گھر کی مانند تاریک تھا کامیاب لوگوں کے دل کی طرح روشن ہو گیا (تو لشکر نے) مبارک فال ایلخان کا عقاب پیکر جھنڈا قہر کے ارادے سے فخر کی گردن کی طرح بلند کیا کہ لڑائی کی آگ، کا ایندھن بغداد کی ہلاکت تھا بھڑک اُٹھی۔ اور شہر کے اندر سے بھی، جیسا کہ سمندر کو پاٹ دینے کا ڈر دیتے ہیں، یا بازو کی قوت سے کوہ شیلان کی کمر میں ہاتھ ڈالتے ہیں۔ یا سورج کو مٹی سے لتھیڑتے ہیں۔ اور زلزلہ کو ہٹا، پاؤں کو دبانے سے ٹھہراتے ہیں اور شعلہ برق کو آستین کے سرے سے بجھاتے ہیں (یعنی محال کام کرتے ہیں) کار جنگ میں چست و چالاک اور تیر اندازی، نیزہ زنی اور شمشیر زنی کے آلات سے تیار ہو گئے تیر و پیکان کے پرندہ نے ٹیڑھے طلوع ہونے والے بُرج (کمان) سے اُڑنا اور عذاب کے عقاب نے قہر کا پنجہ کھولنا شروع کیا۔ محاصرے کی مدت کو کم کرنے کے لئے ابتدا ہی سے فلاخن اور توپیں چلانے کے لئے قائم کیں اور اعراب تقدیری (حرکت فرضی) کی طرح حالت نصب (توپ کا قیام) میں (لشکر کشی) کے تابع ہو گئیں اور سوال مقدر کے جواب میں تیر کے ساتھ بحث جدال میں تیر کے نکتہائے سر تبر سے دیتے تھے (یعنی تیر چلاتے تھے) اس روز جب تک خورشید کا زرّیں لگام گھوڑا تقدیر کے شہسوار کی ران کے نیچے سبز میدان (آسمان) کی سطح پر جولانی دکھاتا تھا۔ لڑائی قائم اور جنگ جاری تھی اور آسمانی ہوائی تیر، چھوٹے چھوٹے نیزے اور منجنیق اور فلاخن کے پتھر دونوں طرف سے نیک لوگوں کی دعا کے قاصد کی طرح، اوپر چڑھتے تھے اور قضا کے حادثوں کی طرح اُترتے تھے تمام مخلوق اندر اور باہر سے مقتول اور زخمی ہو گئی۔

Marfat.com

جب آسمان کی مشاطہ نے ؏ شام کے بالوں کو ظلمت کا خضاب لگایا یعنی رات ہو گئی تو ایلخان نے کہا یہاں تک کہ لڑائی سے ہاتھ روک لئے۔ پچاس دن اس طریقہ سے شہر بغداد محصور تھا اور سختی اور عذاب کی امداد بیشمار تھی۔ چونکہ ابھی تک بہادری کے راہ کو طے کر رہے تھے حکم ہُوا تاکہ پختہ اینٹوں سے جو شہر کے باہر تھیں۔ بلند پُشتے اور اُونچے مقامات بنا دیئے ایسے کہ بغداد کے گلی کوچوں اور معظم چیزوں ... پر فایق تھے۔ اور منجنیقیں لگا دیں۔ اور پتھروں کے صدموں اور نیل کی شیشیوں کے شعلوں سے تمام شہر، گرج کے شور سے برق کی چمک کی طرح پُر ہو گیا تیروں کے اولے کمان کے بادلوں سے برسنے لگے۔ اہالیان شہر عاجزی اور ذلتوں سے پامال ہو گئے۔ کیونکہ دریا دجلہ جو بغداد کے اندر۔ کہکشاں فلک کی نہر کی طرح جو آسمان کے درمیان جاری ہے۔ ایک طرف سے اس نے گھیر لیا تھا اور فرار کی راہ بند کر دی تھی اور دُوسری طرف سے پادشاہ کا آگ کی طرح کے حملے والا لشکر۔ جو مصیبت کا پُر امواج سمندر تھا۔ انتقام لینے کے لئے کھڑا تھا۔ اس حالت میں مجدالدین محمد بن الحسن بن طاوس الحلی۔ سدیدالدین یُوسف بن المطہر اور شمس الدین محمد بن العز نے ایک قاصد کے ذریعہ ایک خط ہلاکو خان کی خدمت میں بھیجا۔ جو اس بات کی خبر دینے والا تھا کہ ہم تابع اور مطیع ہیں۔ کیونکہ اپنے بزرگوں یعنے بارہ اماموں کی حدیثوں سے خصوصاً امیرالمومنین حضرت علیؑ، دلیر، سخی، سردار بہادر، آگے بڑھنے والے "اے خدا دوست رکھ اس کو جو اُسے دوست رکھے۔ اور دشمنی کر اس سے جو اس کے ساتھ دشمنی رکھے" کی دعا سے مخصوص، علم سے پُر، بالوں سے صاف چندیا والے، فصیح، بلیغ، فخر کے دامن کو کھینچنے والے، ذوالفقار (تلوار) کے مالک، بزرگیوں کے پھیلانے کے ذمہ وار، نماز کے اندر انگوٹھی کی خیرات کرنے والے، بہادری اور حلم کے قطب۔ علم کے شہر کے دروازے، بہت دینے والے، غلطی سے دُور، سنگخوار پرندے سے زیادہ سچے، اور (اگر حجاب قدرت اُٹھا دئے جائیں تو میرے یقین اور ایمان میں اضافہ نہ ہوگا) کے قائل سے ہمیں اس طرح معلوم ہُوا ہے کہ تم اس علاقہ کے مالک بنو گے اور اس کا حاکم (خلیفہ) قبضۂ اقتدار میں گرفتار اور گردن کشی کے دہنۂ لگام میں مغلوب ہوگا۔

ہلاکو خاں نہایت خوش اور بشاش ہو جاتا ہے اور خلعت خاص اور اُن کی حاضری کا حکم دیتا ہے اور تکلہ اور علاؤالدین مجمی کو نگہبانی کے لئے وہاں (حلہ) بھیج دیتا ہے۔ اور اس ذریعہ سے اہل حلّہ نے سلامتی کا لباس پہن لیا اور دوستی کا مزہ بن جام پی لیا۔ خلیفہ بدستور گھر کے

Marfat.com

دشمن، بیگانہ سے زیادہ دُور کے دوست۔ پوشیدہ طور پر دشمنی اور ظاہرہ دوست اور کام (لڑائی) کے سود و زیان سے واقف (ابن العلقمی) سے اس واقعۂ مشکل کی گرہ کُشائی، اور اس ہولناک مصیبت کے تدارک کے بارے میں صحیح رائے دریافت کرتا تھا کہ اس درد کا کیا علاج ہے؟ اور اس مصیبت کے زمانے میں "جو کہ عام ہے اور اچھی نہیں ہے" حد۴ کی صفت رکھتی ہے ہاتھ پکڑنے والا اور مددگار کون ہے یہ کہتا تھا اور روتا تھا ۵ ۔

(۱) میری آہ جو ہر سحر کو آسمان کی چھت میں آگ لگاتی ہے۔ آفاق کو دل کے دھوئیں کی اطلاع دیتی ہے (۲) میرے آنسو جو ہر وقت آنکھوں سے دامن میں ٹپکتے ہیں فرات کے چڑھاؤ کو بطور قرضہ مدد دیتے ہیں۔

وزیر نے تقریر کی کہ: "مغلوں کا لشکر انتہا نہیں رکھتا اور شہر میں وہ لشکر (ہمارا) جس سے دشمن کو ہزیمت دی جاسکتی ہے نہیں ہے۔ غلاموں اور اس قدر مخلوق نے بیحد عاجزانہ کوشش حرکت اضطراری کی طرح دکھائی۔ آج کے بعد مدافعت ممکن نہ ہوگی۔ اور اُن کا غلبہ روز بروز بڑھتا جاتا ہے امداد اور اسباب انہیں زیادہ حاصل ہوتا جاتا ہے اور اہالیان بغداد کا ثابت قدمی کے دامن کو مضبوط پکڑنا ہر لحظہ کم ہوتا جاتا ہے۔ اطراف کی بہتری اور انجاموں کی سلامتی کی تدبیر یہ ہے کہ امیر المومنین بموجب "اترکوا الترک" (ترکوں کو چھوڑ دو) کے ترکوں کی لڑائی کو ترک کر دیں اور موافقت اور مصالحت کا سامان تیار کریں۔ اگر وہ طریقۂ ما ترکوکم (جب تک وہ تم سے نہ لڑیں) کو اختیار نہیں کرتے" کیونکہ وہ سخت عذاب والے ہیں" (مگر) غالب دشمن کے ساتھ تواضع اور عاجزی کرنا خردمندوں کا کام ہے اور حسن مدارات اور لطف نرمی ملک کے نام و ناموس اور دولت کی آبرو کے لئے ہوشمندوں کا شیوہ ہے ۵

میں نے کہا کہ تیرے خیال میں میرا تمام نام و ننگ چلا گیا۔ اس نے جواب دیا کہ یہ نام و ننگ تیرا کب تھا؟

حد۴۶ درست اس طرح ہوگا کہ خوشی اور رضامندی سے بغیر تردّد اور سُستی کے امیر المومنین بہت جلد ہی ہلاکو خاں کی خدمت میں چلا جائے کیونکہ ایلخانی حرکت کا باعث مال اور پسندیدہ اشیاء کی تحصیل کی طمع ہو سکتا ہے۔ جب خلیفہ منظور رکھتا ہے تو اُنس کے قواعد کی پختگی کے بعد حُسن تدبیر سے تقویت کی بنیاد کو سمید حیانہ (قرابت) سے مستحکم کرتے ہیں اور نُصرت اور امداد کے اسباب کے پھیلانے میں کثرت دکھاتے ہیں تاکہ ہلاکو خاں کے خاندان کی ایک لڑکی امیر المومنین کے

خلف الصدق (شہزادہ) کے لئے نکاح کی رسّی میں آجائے اور امامت کے سمندر کے سیپ میں سے ایک موتی اس (ہلاکو خاں) کے لڑکے کے ازدواج کے ہار میں بغیر کسی کوتاہی کے منسلک ہوجائے۔ اور ان مقدمات سے دین اور ملک کا میدان باہمی شرکت کا نقش اختیار کرے۔ اور سلطنت کی دولت اور خلافت کی حشمت متحد ہوجائے اور اس صورت میں اتنے ہزار مسلمانوں کا خون و مال محفوظ اور مامون ہوجائے اور خلافت کی عظمت بامراد بادشاہ کی پشت پناہی سے روز افزوں ہو۔"

خوف و ڈر کا سیلاب خلیفہ کے دل میں اس طرح جاری تھا کہ حق کی باطل سے تمیز اور سچ اور جھوٹ میں کا فرق اس پر مبہم ہوگیا۔ جب ان کلمات کا ظاہر اسباب کی موافقت اور وسائل کے حصول کے فرض کرنے پر مصلحت کے موافق نظر آیا تو (خلیفہ نے) اس قضیہ میں نقیض شرط (عدم صلح) کو تصوّر کئے بغیر جزا کی صحت (حفاظت جان و مال) کا حکم دیا اور دشمن کے فکر کو سچ مان لیا۔

یقیناً ہر کمزور عقل شخص جو دشمن کی خوشامد سے فریفتہ ہوجائے مصیبت اس کے لئے سزاوار ہے اور ہر وہ شخص جو ہوشیاری اور حفاظت کے پہلو کو بیکار چھوڑ دیتا ہے۔ لازماً آخر کار اپنے کئے سے غمزدہ، سوگوار، دل خستہ اور زخمی دل ہوجاتا ہے چونکہ خلاصہ یہ ہے چونکہ مستعصم کی سلطنت کا دن عباسیوں کا شعار (لباس جو سیاہ رنگ کا ہوتا تھا) رکھتا تھا اور اس کی رائے ظاہر میں تکالیف کے رہنما کی تابع اور پیروتھی اور پیچا پیچ زمانہ سے امداد اور کفایت کی طالب تھی۔ غیر موجود اسباب اور نتائج پر بھروسہ کرنے والا اور ناپسندیدہ ذرائع سے طالب نصرت اور ہٹے خلافت کی نسبت نرم خوابگاہ پر رضامند اس پر اعتماد کرنے والا اور قوی پشت تھا کہ صرف مالی اسباب سے ہمیشہ نصرت یافتہ اور مقصود پر قادر ہوگا اور یقین رکھتا تھا کہ ابن العلقمی کے ارشاد سے ہدایت یافتہ اور راہ راست کا پانے والا ہوگا اور ایلخاں کے حملوں کے شر سے ہارون علیہ السلام کی طرح موسےٰ علیہ السلام کی پیروی سے محفوظ رہیگا۔ بروز اتوار ۴ ماہ صفر ۶۵۵ھ ایسا دن جس دن منہ لٹکے ہوئے اور چہرہ پر ہوائیاں اُڑتی تھیں" اور خاص ہلاکتوں کی چنگاریاں عام تھیں" وہ دن جس کا شر ہر طرف پھیل رہا تھا" اپنے دونوں فرزندوں ابوبکر اور عبدالرحمٰن اور داناؤں کے بڑے لشکر، سلطنت کے خیرخواہ، دربار کے مقربین۔ لشکر کے سرداران اور خاص غلاموں اور خادموں کے ہمراہ۔ سوار ہونے کا ارادہ اور ایلخانی دربار کی طرف توجہ کی۔

Marfat.com

اور "ہٹو، بچو" کہتے ہوئے شہرستان عدم کی بڑی راہ یعنے بغداد کے پھاٹک سے باہر نکل گیا جب فصیل کے نزدیک۔ جوان کی لُغت میں کریاس (بارگاہ) سے عبارت ہے پہنچے تو مجمع کی کثرت کو اندر آنے سے مانع ہوئے۔ خلیفہ اور اس کے لڑکے کو دو تین خادموں کے ساتھ باریابی بخشی۔ اور خیمہ میں جو "ظرف زمان" کی طرح وسیع تھا ٹھہرایا۔ سلیمان شاہ، دواتی اور شرابی۔ چند خواص کے ساتھ یا سا کے ساتھ مخصوص ہُوئے (قتل کئے گئے)

صبح کے وقت جب زلیخا کے ترنج (سورج) کو طبق افق کے کنارے پر رکھا اور نُور کی چمک کے شعبدہ بازہاتھوں نے ستاروں کے مُہروں کو سیمابی بساط (آسمان) کے اُوپر سے چنا ایلخاں نے لشکر کو حکم دیا کہ لُوٹ اور تاراج کی آگ بغداد اور جو کچھ اس میں ہے کو لگا دیں سب سے پہلے انہوں نے جو فصیل "میں بنا دونگا تمہارے اور یاجوج ماجوج کے درمیان سد فاصل" کو پڑھتی تھی۔ اور وہ خندق۔ جو عقلمندوں کے فکر کی گہرائی کی طرح عمیق تھی۔ کو سڑک کی زمین کے برابر کر ڈالا۔ اس کے بعد بھُوکے شاہین کی مانند جو کبوتروں کی ٹکڑی پر پڑتا ہے۔ یا ظالم بھیڑیئے کی طرح جو بکریوں کے باڑے کو نہایت غنیمت شمار کرتا ہے۔ مطلق العنان اور بے لگام شہر میں پل پڑے۔ قتل کی امداد اور خُونریزی کی کثرت کا خوف اس حد تک پہنچا کہ مقتولوں کے خُون سے ایک ندی دریائے نیل کی طرح مٹ، خون کے پانی سے بہ نکلی اور "وہ ہلاک کرتا ہے کھیتی اور نسل کو"۔ بغداد کے اموال اور ذخیروں پر پڑھی گئی۔ خاص خزانوں اور دارالخلافہ کے حرم محترم کو لُوٹ کی جھاڑو سے صاف کر دیا اور قہر کے ہتھوڑے سے اس کے کنگروں کو شرمساروں کے سر کی طرح آگے گرا دیا۔ مکانات اور محلات جن کے ایوانوں کی شرم سے بہشت بریں کی کھڑکیاں اور تخت قصور سے قصوردار تھے اور لواکت کے زیور سے معرّا تھے گلی کی زمین کے برابر ہوگئے۔ اور زبان حال سے گویا یہ آیت "کس قدر انہوں نے چھوڑے ہیں باغ، چشمے، کھیتیاں اور نفیس مکانات" پڑھ دی ہ

پرویز جو کہ دستر خوان پر زرین ترنج سونے کے ورق اور خوشبودار ادویہ کھتا تھا اب خوان پر۔ زرین ترنج کہاں ہے جا، آیت "کم ترکوا" پڑھ۔ (اوپر والی آیت)

حادثات اور مصائب کے جاری ہونے کے قلم نے دیواروں کی سطحوں۔ اور آسمان نما بلند چھتوں پر "یہ مکانات رہنے والوں کی شرافت اور سرداری کی گواہی دیتے ہیں"۔ لکھتا تھا۔ سنہری اور جڑاؤ فرش اور پردے۔ چھولوں سے ٹکڑے ٹکڑے کرتے تھے اور لے جاتے

تھے۔ حرم بزرگ کی پردہ نشین عورتوں کو قطعہ
اُن کی کنیزوں کے کانوں تک رسائی نہیں پائی جب تک کہ کافور کی مانند سفید موتی نے اپنے نام لالا ر روشن۔ نام غلام) نہیں رکھا (۲) اُن کی حرمت کے حریم (چار دیواری) میں مگر پوشیدگی سے چاند نے اپنا گاگونہ ہاتھ گُل رعنا کے منہ پر نہیں لگایا (۳) آفتاب نے ان کی حرم سرائے میں آمدورفت کا ارادہ نہ کیا مگر جب تک کہ ناموں کے بنانے والے نے اس کو مونث کے نام سے موسوم نہ کیا (آفتاب عربی میں اسم مؤنث)

۶۹ جب بُتوں کی زُلفوں کو بالوں سے گھسیٹتے ہُوئے گلی کوچوں میں لے آئے اور اُن میں سے ہر ایک لشکر تاتار کے ایک دیو کے قبضہ میں آگئی اور روشن دن اُن عزت کی ماؤں اور پاک دامنوں کے سامنے تاریک ہوگیا۔ ایک ہی ساعت میں یوم قیامت کا زلزلہ سلامتی کے شہر (بغداد) میں ظاہر ہوگیا۔

اُس ملک نے جیسا کہ خاقانی شروانی کا شعر اس کے اوصاف کے مناسب آتا تھا (یہ بہشت ارم ہے اور جہان کے بہترین شہروں میں سے ہے دوسرا کعبہ ہے اور چھوٹا دارالسلام بہشت ہے)۔ اُس لشکر کے ذریعہ سے جو جلانے والی بجلی کی طرح کی آتش قہر اور صرصر کی ہیبت رکھتا تھا اس نے "بہت سے گاؤں ایسے ہیں جن پر ہمارا عذاب رات کو آیا" کی صفت پائی۔ خوشی کے محلّات اور تخت کی کمینگاہوں کو خراب اور ویران کر دیا۔ وحشت کی جُدائی کا کوّا ہر ایک محل پر فریاد کرنے لگا۔ اور اُن تمام نعمتوں، اسباب، دوستوں اور ہمجولیوں میں سے سوائے اس مثال کے کہ "گھر میں کوئی زندہ نہیں اور اس میں کوئی آواز نہیں"۔ کوئی نشان نہ رہا۔ جیسا کہ میر معزی نے کہا ؎

(۱) اُس خیمہ والے یار کے چہرے سے میں محل کو خالی دیکھتا ہوں۔ اور اس سیدھے سرو کے قد سے چمن کو خالی دیکھتا ہوں (۲) رطل اور جام شراب کی بجائے گورخروں نے قدم رکھے ہیں۔ اور چنگ، بانسری، اور نَے کی جگہ کوّے اور چیل کی آواز ہے۔ (گور ویرانی پسند جانور ہے)

القصہ طول کلام کیا۔ بغداد ویران ہوگیا اور دوسرے ممالک دُنیا اس کی نفیس اشیاء اور ذخیروں سے پُر ہوگئے۔ مغلوں نے سامان (فرنیچر) اور سونے چاندی کے برتن جو

Marfat.com

بادشاہ کے آبدار خانہ اور باورچی خانہ سے پائے تھے اطراف میں پوتھ اور رانگ کی قیمت پر بیچ ڈالے۔ اور اس چیز کا شیراز میں بہت اتفاق ہوا اور چند آدمی اس ذریعے سے فقر و فاقہ کے گڑھے سے نکل کر دولت اور نعمت کی بلندی پر پہنچ گئے۔ لشکر کو اس قدر نقدی، جنس، اطلس سیاہ ریشم صنٹ سرخ ریشم، دیبا (جس کا تانا بانا ریشم سے ہو) اور روم و مصر و چین سے لائے ہوئے عماش، عربی گھوڑے، مشہور خچر، رومی و آلانی اور قفچاقی غلام، اور ترک و خطا و بربر کی کنیزیں۔ حاصل ہوئیں۔ کہ جن کا میزان وہم کے محاسب کے ہاتھ میں بھی نہیں آتا۔ اور سونے قیمتی موتیوں، نفیس متاع، قماش (کپڑا قیمتی) اور فرشوں کی کثرت سے جو خلیفہ کے خزانہ، نائبوں اور ارکان دربار اور بغداد کے امیروں اور دولتمندوں کے مکانات سے باہر لائے، زمین نے "اپنے بھاری بوجھوں کو نکال دیا" کی صورت اختیار کی۔ اور اس قدر مال کے تعجب سے انسان نے کہہ دیا اس زمین کو کیا ہو گیا۔

اور خلیفہ نے ایک حوض خالص پانی کے لئے کھدوایا اور اس کو مستنصر اور ناصر نے آتش رنگ خالص سونے کے سکوں سے بھرا تھا اس کو بھی اٹھا کر لے گئے۔ اور یہ قصہ مشہور ہے کہ جب خلیفہ الناصر الدین اللہ نے ارجعی (واپس جا) کی دعوت کو قبول کیا (مر گیا) تو اس سے دو حوض سونے کے باقی رہے۔ اس کے پوتے مستنصر نے ایک روز اپنے نوکر کے ساتھ جو انکا محرم راز تھا وہاں گیا اور کہا کہ میں (موت) سے اس قدر مہلت چاہتا ہوں کہ اس تمام زر کو عدم توجہی کے ہاتھوں خرچ کر دوں۔ خادم ہنس پڑا۔ مستنصر اس ترک ادب پر ناراض ہوا اور ہنسی کا موجب پوچھا؟ اس نے کہا ایک دن میں آپ کے دادا کے ہمراہ یہاں آیا ان دو حوضوں سے ایک ابھی بھرا نہ تھا فرمایا "میری زندگی کی مدت اس قدر ہونی چاہئے کہ اس کو پورا بھر دوں" ان دو آرزوؤں کے اختلاف پر ہم نے تعجب کیا لیکن پھر مستنصر نے اس تمام زر کو نیک مصارف میں خرچ کیا۔ اور سوائے نیک نام کے اس سے کچھ باقی نہ چھوڑا۔ اور اس کی نیک نشانیوں میں سے ایک "مدرسہ مستنصریہ" ہے۔ جو آج بالاتفاق تمام زمانے کا ام المدارس (تمام مدارس کی ماں) ہے۔

مقصود اس کہانی سے یہ ہے کہ جب مستعصم کی باری آئی تو بخل اور دانگ دانگ جمع کر کے اس حوض کو پھر بھر دیا تھا۔ آخر کار اپنی تصحیف (تجنیس خطی یعنی مصنع کی مضیع) کی طرح صاف برباد ہو گیا اور معتبر لوگوں سے روایت ہے کہ انہوں (تاتاریوں) نے غنیمت اور لوٹ کے مال کے بوجھوں سے

لدے ہوئے چار ہزار چار پائے اپنی خیمہ گاہ کی طرف ہانکے کہاں گئے؟ وہ منقش لباس جن کو صاحب لباس نے جمع کیا تھا۔

کامل لوگ جانتے ہیں کہ دُنیا میں مُفلسی تونگری (حاصل کئے ہوئے) کے غم سے بہتر ہے اور نیستی کا غم ہستی کے پیچھے زیادہ دکھ دینے والا ہے۔ زمانے کے ستم کی گہرائی بے انتہا ہے۔ اور اُلٹی گردش کرنے والے آسمان کے ثور اور حمل (برجوں کے نام) کے کھیل بے انتہا ہیں "نہیں کوئی گردش اور نہیں کوئی طاقت مگر ساتھ اللہ تعالےٰ کے"۔

دو تین روز کے بعد خلیفہ عہد نے صبح کی نماز ادا کرتے وقت نماز کی نیت باندھی اس آیت "کہہ اے اللہ! تو مُلک کا مالک ہے دیتا ہے تو جسے چاہتا ہے مُلک دیتا ہے اور جس سے چاہتا ہے چھین لیتا ہے۔ جس کو تو چاہتا ہے عزت دیتا ہے اور جس کو چاہتا ہے ذلت دیتا ہے" سے شروع کیا۔ اور جب نماز سے فارغ ہُوا تو دُعا میں عاجزی اور زاری کی۔ اس حال کو دیکھنے والوں اور اس کلام کے سُننے والوں نے نماز کی صورت۔ جو معبود یکتا کی عبادت ہے اور اس آیت کا مطلب جو ایلخان اور خلیفہ کے حق میں نکلتا تھا۔ پیش کر دیا۔ اگرچہ اس مقام پر روایات مختلف ہیں مگر لوگوں نے کہا ہے کہ حکم نافذ ہو گیا تھا کہ اس (خلیفہ) کو طعام سے روک دیں۔ جب خلیفہ سخت کمزور ہو گیا۔ تو موکلوں سے غذا طلب کی۔ یہ مطلب ایلخان کے عزت والے کانوں تک پہنچایا۔ اُن کو فرمایا "کہ اس عاشق کے رنگ والے (زرد) معشوق کی خصلت والے (بیوفا) محبوب چہرہ والے (حسین) دشمن خصلت والے۔ حسد اور دشمنی کے سرمایہ اور بُغض اور دوری کے مادہ (اشرفیوں) میں سے ایک تھال بالکل بھرا ہُوا خلیفہ کے سامنے رکھ دیں۔ پھر انہوں نے خلیفہ سے کہا کہ پادشاہ روئے زمین کا اشارہ اس امر کی طرف ہے کہ اس تھال میں سے "تو نوش کر"۔ خلیفہ نے کہا کہ سونے کو کس طرح کھایا جا سکتا ہے؟ کشور کشا ایلخان ممالک کو تباہ کرنیوالے نے ترجمان کے ذریعے سے فرمایا کہ "جب معلوم ہے کہ سونا کو کھایا نہیں جا سکتا تو پھر تُو نے کیوں لشکر اور سلطنت کے مددگاروں پر اس کو تقسیم نہ کیا۔ تاکہ اپنی جان اور اس قدر خلائق کے فدیہ رخون بہا میں ہمیں شریک ہونے کا موقعہ نہ دیتا۔ اور یہانتک کہ موروثی سلطنت صلاح ایسے جان لیوا گھر ڈھانے والے لشکر کی دست اندازی سے۔ جو عذاب آسمانی کی شکل ہے محفوظ رہتا"۔ اس بات کی جو حکمت کی چاشنی رکھتی تھی خلیفہ جواب دینے کی طاقت نہ رکھتا تھا دل سے سُنار کی بھٹی کی طرح سانس لیا (خاموش ہو گیا) اور ستم دیدہ آنکھوں کے کنوئیں سے رُخسار دشنے

کملائے ہوئے باغوں کو پانی دیا۔ یعنے۔ ؎
اگر گریہ سے کام نہیں بنتا تو کیا اس سے بھی کم ہے کہ میری آبرو ہی ہو جائے۔
(یعنے اس سے کم نہیں)

ایلخان نے اس (خلیفہ) کو مٹا دینے اور باقی رکھنے میں ملازموں سے مشورہ کیا انہوں نے کہا کہ اہل اسلام اس کو خلیفۂ رسولؐ امام برحق اور اپنے خون اور نجات کا حاکم جانتے ہیں، اگر وہ اس گرداب (موت) سے خلاصی پالے تو اس فکر میں رہیگا کہ اطراف سے بہت سا لشکر اس کے پاس جمع ہو جائے اور از سر نو جمع آوری لشکر و سامان کرے اور پھر اس مہم کی تیاری کے لئے آسمان کو چھونے والی رکاب (اُونٹ) کی تکلیف اور لکھوکھا رنجوں کی مصیبت برداشت کرنی ضرورت پڑے عقلمند مرد جان کر موقع ضائع نہیں کرتا اور امکان کی طاقت کو دوبارہ ہو جانے کے خیال پر ہاتھ سے نہیں دیتا۔ جس زمین میں کہ کانٹے اور گھوکھرو بکھیرے ہوئے ہوں وہ گنے کی امید نہیں رکھتا۔ اور جس سینے کو کہ آزار سے خلش پہنچے اس سے وفا کی طمع نہیں کرتا۔ دشمن کو عذاب دینے کے لئے عدم کے تہ خانے سے بہتر قید خانہ کہاں ہوگا؟ اور اس کو سزا دینے کے لئے فنا کے چابک کے صدمے سے کونسا موزون تازیانہ تصوّر میں آسکتا ہے (آخر کار) پادشاہ نے اس کے قتل کا فرمان نافذ کر دیا لوگوں نے عرض کیا کہ خونریز تلوار کو مستعصم کے خون سے رنگین نہیں کیا جا سکتا۔ پس اس کو نمدے میں لپیٹ دیا اس طریقہ سے نمدے کو ملیں کہ اعضاء اور اجزا افنا کر دیئے اور امامت کی رونق اس صدمہ سے نیست و نابود ہو گئی۔ اس کی رُوح اور جسم کو آسمان اور زمین کی بلندی اور پستی میں بھیج دیا اور اس کی سلطنت کی مدت ستر سال تھی۔

غرض بنی عباس کی خلافت کی بنیاد مٹ گئی اور امامت کا لباس کُہنہ ہو گیا ؎
ظلم اس جیسے شخص ہی پر نہیں ہُوا۔ اس پردہ میں ایسے کھیل بہت سے ہو گذرے

اور یہ فارسی رُباعی بھی اسی مطلب میں کسی وقت مطابق حال نظم ہوئی تھی اور چونکہ بوجہ مناسبت مقرر ہو گئی لکھی گئی۔ (از مؤلف)

(۱) آسمان کی بساط پر جب غم کی بازی ہارنی ہی ہے۔ اور اس رُوح کی سواری کو جہان سے بھگانا ہی ہے (۲) تُو تو اپنے ارادوں کو پُورا کرنے میں جلدی کر، کیونکہ زمانے کی بدعہدی پہچاننے کے قابل ہے۔

جب عباسیوں کی سلطنت کی شمع قہر کی آستین سے بجھ گئی اور راحت کا دن پھر گیا۔ ابن

Marfat.com

العلقمی توقع رکھتا تھا کہ اچھی کوششوں اور بڑی محنت کے محل میں اس کے حق میں نوازش کی امداد حضرت ایلخانی سے فائض ہوگی اور حکومت بغداد کے مصالح جب کہ لازماً نائب کی ضرورت پڑے گی اور وہ (یا ابن العلقمی) کثرت واقفیت اور پوری علمیت کی وجہ سے عارض ہونے والے مطالب اور جاری ہونے والے پیش آمدہ واقعات کی اقسام والنواع سے مخصوص ہے۔ اس کے سپرد ہونگے۔ ہمت ایلخانی نے اس کی طرف توجّہ نہ فرمائی اور کہا کہ محل اُمید اور ص۴۲ اخلاص کی نظر پڑنے کی جگہ اس پر سے اُٹھ گئی۔ جب اپنے آقائے نعمت کے ساتھ اس نے بداندیشی کی اور حقوق کے ضائع کرنے اور عہد کے توڑنے کو اس کی تربیت اور احسانات کے مقابلے میں روا رکھا تو ہمیں اُسے طاقت دینا موزون نہیں نظر آتا۔

اور چونکہ پہلا شخص جو لشکر ایلخانی سے بغداد میں داخل ہُوا "علی بہادر" تھا۔ جس نے دروازۂ حلب کو مسخر کیا۔ اس کو انعام وخلعت عطا فرما کر بغداد کی داروغگی دی اور ابن عمران کو کہ مدت العمر وہ آرزو (حکومت) دل میں نہ لایا تھا حکومت بغداد عطا کی۔ کیونکہ محاصرے کے ایّام اور ایلخانی کے قیام میں اُس نے پسندیدہ خدمات کی تھیں اور لشکر کی، رسد کے ساتھ، بعقوبہ سے، مدد کی تھی اور اس کی صورت حال (مصنف کے) بغداد کے قیام کے وقت معتبر سالخوردہ لوگوں سے دریافت کی گئی اس کی حکایت کی ندرت جو زمانے کے عجائبات میں سے ہے اس طرح بیان کرتے ہیں:

اور ذمہ داری راوی کی گردن پر ہے کہ ابن عمران ذلیل لوگوں میں سے تھا۔ امید اور ناامیدی سے دُور اور تھیلی اور پیالے کے اُٹھانے اور کھینچنے سے فارغ (مفلس) تھا۔ بعقوبہ کے حاکم کی خدمت کرتا اور لکھنے کی قسم میں سفید کو سیاہ کر سکتا تھا (تھوڑا بہت لکھنا جانتا تھا) اتنا کہ سیاہ کاری اور سفید دستی کے نام کا اس پر اطلاق ہو سکتا تھا (سیاہ کاری = کتابت۔ سفید دستی = افلاس) ایک سال پہلے۔ جبکہ ایلخانی گروش کے آفتاب کا چتر عراق کے علاقہ کی آبادی پر سایہ ڈالتا۔ ایک روز اس کا حاکم (عامل بعقوبہ) دوپہر کی آگ اور ظہر کی گرمی میں، کہ خورشید کے شعلہ ہائے حرارت سے آتش پرست گرگٹ "وائے غم" کہتا تھا اور سوزش کی تیزی سے سرد اور صاف شراب نے صراحی کے حلق اور ساغر کے مُنہ میں (مُہل) پگھلے ہوئے تانبے اور (غسلین) پیپ کا مزاج اختیار کیا تھا اور گرم ہوا کی تاثیر سے ع دیل مچھلی کے مسامات پر اُس کے چھلکے نرم ہو جاتے۔ اس نے تخت پر دوپہر کی نیند کے لئے راحت اور آرام کا فرش بچھایا تھا اور پاؤں ابن عمران کے پہلو میں رکھے ہوئے تھا وہ پاؤں دبانے اور پچپی کرنے کی شرط کو بجالاتا تھا کہ دفعتہً خواب کے لشکر کا

ایک گروہ ؎۸۵ تیزی سے ابن عمران کے دماغ کے شہر پر حملہ آور ہوا اور اس کے ظاہری حواس کو بیکاری کے سرپنجہ سے موڑ دیا حاکم نے دریافت کیا کہ "ہاتھ کھینچ لینے کا کیا باعث ہے"؟ جواب میں کہا کہ: "بموجب عادت نیند کا غلبہ" اس نے سوال کا اعادہ کیا کہ: "تو نے خواب میں کیا دیکھا؟" عرض کیا کہ: "خیال کی حس میں اس طرح مشاہدہ میں آیا کہ خلافت کی بساط لپیٹ دی گئی اور مستعصم کی سلطنت کی ہدایت گمراہ ہے اور حکومت بغداد کی کنجیاں میرے قبضۂ اختیار میں آگئی ہیں۔ چنانچہ لوگ میری بے استعدادی کے تصور سے ناممکن سمجھتے ہیں اور تمسخر کا رنگ ایسی حالت میں بہت سے لوگوں کی طبیعت پر غالب ہے" حاکم نے ابن عمران کے سینہ پر ایک لات ماری اور اس کے تخت سے اوندھے منہ گرا دیا۔

دمگر) شریف کو گرانے والے اور کمینہ پرور آسمان، اور ہنر کے دشمن، جاہل پرور روزگار کی گردش سے اگر ایک پاؤں دبلنے والا سر بلند اور سرافراز ہو جائے۔ اور دولت کے بازو کی مدد سے ایک بادشاہت اس کے قبضہ میں آ جائے تو عاقل جان لے کہ اعتراض کی انگلی ہرگز اسکی باتوں پر دراز نہیں کی جا سکتی۔ کیونکہ یہ شیوہ اس سے بعید اور عجیب نہیں ہے لیکن اُن دونوں (ابن عمران اور عامل) نے اس معاملہ کو پریشان خواب بلکہ دو چند ملامت کا مستحق خیال کیا اور اس کہانی کو بھول کے طاق پر ڈال دیا اسوقت جبکہ ایلخان نے بغداد کے محاصرے کا حکم دیا ابن عمران نے اپنا نام ایک تیر پر لکھا کہ: "اگر پادشاہ، بندہ کی خلیفہ سے درخواست کرے تو ممکن ہے کہ بادشاہ کے لشکر کے کام آؤں" اس تیر کو رگوں کی پلیدی والے ہاتھ سے کمان میں لگایا اور فصیل کے اوپر سے لشکرگاہ کی طرف پھینک دیا۔ بعض محافظوں نے اُٹھا لیا اور حال بیان کیا۔ تدبیر کا تیر مقصود کے نشانہ پر پڑا اور اس بات نے کشور کشا ایلخان کے دل میں ؎۸۶ وقعت پالی ایلچی بھیجا اور ابن عمران کو طلب کیا۔ چونکہ کسی حال میں بھی ایسے آدمی کا وجود تنگی اور جھگڑے کا مقام نہ تھا سب نے اتفاق سے کہا۔ ع۔ پرانی زنبیل بغداد سے نہ لو رکیونکہ وہاں نئی بہت ملتی ہیں) اس کو انھوں نے باہر بھیجدیا۔ اُس نے پادشاہ کی خدمت میں عرض کیا کہ اگر حکم ہو تو میں غلام پادشاہ کے لشکر کو جس قدر رسد کی ضرورت ہو مدد کروں اگرچہ یہ بات سچائی سے دُور تھی اور محالات میں سے نظر آتی تھی اس کو اجازت دے دی۔

وہ (ابن عمران) زمین کی اندر کے کھیتوں سے جو غلّے کو پوشیدہ رکھنے کی جگہیں تھیں۔ وہ خود بعقوبہ اور اس کے علاقے میں اُن کی اطلاع رکھتا تھا۔ کہتے ہیں کہ پچاس روز حکم شاہی

اور اپنی تحریر کے مطابق لشکر کو رسد پہنچائی۔ اور اگر عبرت کی آنکھ سے دیکھا جائے تو بلا اختلاف یہی صورت ایلخاں کے اقبال کو مکمل کرنے والی اور خلیفہ کی ذلت کا خاتمہ تھی۔ جب بغداد فتح ہو گیا تو اس خدمت کے حق کے صلہ میں ابن عمران کو خلعت اور حکومتِ (بغداد) سے سرفراز کیا اور حکم ہوا کہ ابن العلقمی اس (ابن عمران) کے ماتحت رہے۔ ابن العلقمی اپنے کئے سے سخت شرمسار ہوا۔ اور مایوسی کا حریف اور رسوائی کا مصاحب بنا۔ باوجود اس کے مغلوں نے ابن العلقمی کی ذلت اور توہین میں مبالغہ کیا چند روز ناکامی میں ہر طرف دھوڑ دھوپ کرتا تھا اور استقلال ظاہر کرتا تھا اور اطراف کے وسیلوں کے پیوندوں سے تعلق بناتا تھا کہ مکر اور فریب کا پودا اس جنس سے پھل نے اور شر اور فساد کی بنیاد اسو جہ پر لوگوں میں مشہور ہو جائے سچ کہا ہے کہ پانچ گروہوں پر اعتبار نہیں کرنا چاہئیے (۱) زخم یافتہ درندہ (۲) ظالم پادشاہ۔ (۳) خاکساری کی عادت والا دشمن (۴) وہ عورت جو وفاداری اور ثابت قدمی کا اظہار کرے (۵) وہ چغلخور جو دوسروں کے عیبوں کے ساتھ، اپنی مصلحت کے لئے مت زبان کھولے۔

بعد ازاں کئی مدتوں، دیواروں کی سطحوں، گھروں، مدرسوں اور سرائوں کے دروازوں کے تختوں پر مختلف قلموں اور متفق عقائد سے لوگ لکھتے تھے "اللہ لعنت کرے اس شخص کو جو نہ لعنت کرے ابن العلقمی پر" لوگوں نے کہا کہ اس شیعہ (علقمی) کے دوستوں میں سے کسی دوست نے لفظ لا (اللہ لعنت کرے اس پر جو لعنت کرے ابن العلقمی پر) ان کلمات میں سے مٹا دیا تو اُسے ستر تازیانہ کی سزا دی۔

مغلوں میں ایک اچھا طریقہ اور پسندیدہ عادت ہے کہ چغلخور اور سخن چین پر کبھی اعتبار نہیں کرتے اور اعتماد کی نظر سے اُنہیں نہیں دیکھتے اور اگر کبھی حصول نفع یا گوشمائی دشمن کے لئے کسی چغلخور کی تربیت اور مدد کریں اور اس کی بات کو سُن لیں تو جب وہ مصلحت پوری ہو جاتی ہے اور وہ مقصود اس کی چغلخوری کے ضمن میں حاصل ہو جاتا ہے تو اس کو استنجے کے ڈھیلوں کی مانند استعمال کرنے کے بعد ناپاک نجاست سمجھتے ہیں اور اس کے سخن کو ایک بیہودہ بیکار جانتے ہیں بمثل شیطان کے جب اس نے آدمی سے کہا۔ کافر ہو جا۔ جب وہ کافر ہو گیا تو کہا کہ میں تجھ سے بری ہوں" اور غرض پوری ہونے کے بعد اس کے قول اور قلم کا اگرچہ وہ صداقت سے بلا ہوا ہو اس کی کوئی وقعت نہیں رہتی پس کیا حال ہو گا جب کہ طرح طرح کے فاسد اغراض اور مختلف جھوٹ اور کذب" اس نے بہتان اور کھلا گناہ برداشت کیا ہے" ظاہر ہوں۔ اور

یہ قضیّہ شریعت سے قریب ہے۔ اس طرح کہ جب کوئی شخص مطعون اور زخمی (خلاف شرع امور کا مرتکب) ہو گیا۔ اس کی گواہی شرعاً نہیں سُنی جاتی۔

چالیس روز تک ایلخانی لشکر قتل، لُوٹ، سختی، شدت۔ مکانات اور گلی کوچوں کی ویرانی اور اموال کے نکالنے میں مصروف تھا۔ پادشاہ نے سسکتے ہُوئے باقی لوگوں پر رحم کیا اور لشکر کو قتل سے روک دیا اور امیروں اور کوتوالوں کو مقرر کیا۔

اور صفی الدین عبدالمؤمن، جو فنون آداب میں زیادہ توجہ دینے سے فیثاغورس ثانی۔ دو تاروں اور تین تاروں کی آواز کا مفسّر اور فن موسیقی کے مٹے ہُوئے اور پُرانے نشانات کا زندہ کرنے والا تھا۔ اور اس نے گذشتہ زمانے کی تصنیفات کو ۸۸ متروک کر دیا اور موسیقی کے بارہ پردوں کے اصول پر (رہاوی۔ حسینی۔ راست۔ حجاز۔ بزرگ۔ کوچک۔ عراق۔ صفاہان۔ نوا۔ عشاق۔ زنگلہ اور بوسلیک) چند نغمے ایجاد کئے اور سلف کی تصنیفات کی قدموں کی لغزشیں ظاہر کیں۔ اور عمل (گانے) کی صورت میں جب حیرت انگیز الحان کے ساتھ اپنے تیار کئے ہوئے اور ایجادات میں سے کوئی غزل گاتا تو سچ یہ ہے کہ ابونصر فارابی کے بسائط (مفرد نغموں) پر جو اس صنعت والے لوگوں کا مرجع ہیں۔ اعتراض کرتا تھا۔ اور جس وقت کہ مضراب کی مشاطہ سے اوتار کی پیچدار زلفوں کو ٹھیک کرتا تو باربد (خسرو پرویز کا قوّال) کی طبیعت سارنگی کے گیسو کی طرح پاؤں میں گر پڑتی۔ (عاجزی کرتی) بربط کی مانند تعلیم کی گوشمالی اُٹھاتی۔ دف کی طرح کانوں میں حلقۂ غلامی ڈالتی اور بانسری کی صُورت ٹکٹکی لگائے دیکھتی رہ جاتی۔ اور نسب اور تالیف کے علم کے انکشاف کے وقت اس کے مطلق حکم سے افلاطون کی رُوح قابل مذمت ہو جاتی ہے اور اصول کے بیان کرنے میں خفیف اوّل سے لے کر ثقیل ثانی تک (خفیف اوّل و ثانی ثقیل وغیرہ علم عروض کی اصطلاحات ہیں۔ اُدھر رجوع کیا جائے) فرق نہ رکھتا تھا۔ اور اسکی تقریر کے بقیّہ ذوق اور لطف سے آسمان کا طاس آواز بن جاتا اور بغیر رقص اور تال کے اپنی موزُون ہیئت پر حرکت اور چکّر میں آجاتا۔

ان مصائب کے دوران میں پادشاہ کے سریر سلطنت کی خدمت میں دوڑا اور دن کے شروع سے سُورج کے غروب ہونے تک فلک شکوہ بارگاہ کے باہر کھڑے ہو کر بربط بجاتا تھا اور کوئی فرد بشر اس پر نظر نہ ڈالتا تھا۔ جب اس کا حال عرض کیا تو ایلخان نے اس کی بربط سے زیادہ اس کی پرورش کی اور مضراب زخمی کے صلہ میں دس ہزار دینار بغداد سے وظیفہ کے

Marfat.com

طور پر، موجب قاعدہ سالیانہ مقرر فرمائے اور سالہا سال اس پر اور اس کی اولاد پر مہربانی بہت زیادہ تھی۔

جب جہان کا مال جمع اور دشمن (خلیفہ) تباہ ہو گیا۔ مکانات، منازل اور جو کچھ اُن میں تھا لُوٹ لیا۔ ے لیا اور جلا دیا اور کام حسب مطلب بن گیا تو بادشاہ کے حکم سے مولانا اعظم صہ۸۹ نصیر الدین ... اللہ تعالیٰ اس کی روح کو راحت نصیب کرے" نے وہ فتح نامہ۔ جو حکمت کی روح بلاغت کے جسم میں زندہ رکھتا ہے۔ مختصر ترین عبارت اور عاجز کرنے والے اشارے میا جو شامل تھا ایسی نامدار فتح کے اعلان۔ سخت رُعب اور مزید اقتدار کے اظہار، شہروں کے باشندوں کے پہلوؤں کو لرزانے اور اطراف کے حاکموں اور والیوں کو خوف دلانے اور سلطنت کی شوکت سے ڈرانے پر۔ مُلک شام میں بھیجدیا۔ بلاد حلب سے ایک خط" اُن کے جواب میں" رد کرنے کے لئے۔ صادر کیا جو کہ خبر دینے والا تھا دل کے ثابت رہنے، اعتقاد کی پختگی اور قتل اور جہاد کے وعدہ کی دھمکی پر، اور مبنی تھا ظاہر دشمنی، اور عداوت پر اور مخالفت اور دُوری کو دائمی رکھنے پر مصر تھا۔ جب با اقتدار بادشاہ کے دربار میں جواب (حاسب والینکا) پہنچا تو غصے کی آگ بھڑک اُٹھی اور تسلّی اور سکون کی آبرو کو مٹّی پر گرا دیا۔ چاہا کہ اس علاقہ کی ہستی کے خرمن کو فنا کر دے (ان فقرات میں عناصر اربعہ کو یکجا لائے ہیں) تو "کیدبوقا" کو تیس ہزار لشکر کے ساتھ، ....

... جو لڑائی کے لئے اُترنے میں نہ ٹلنے والے حکم کی طرح اور لشکر کثیر کی طرح تیزی میں تھے علاقہ شام کو فتح کرنے کے لئے روانہ کیا اور خود شام کی اس جنگ سے عیب اور عار اُن کے حال کے رخسارہ پر ہمیشہ کے لئے رہ گئی۔ جیسا کہ اس ذکر کے بعد لکھا جاتا ہے۔

استخلاص حلب اور شامیوں کے ذکر کا تتمہ

بادشاہ کے فرمان کے حکم سے شاہزادہ یُشمت ایک بھاری لشکر کے ساتھ حلب کو فتح کرنے اور میا فارقین کو ویران کرنے کے لئے روانہ ہُوا اور بادشاہ، مُلک کامل سے جو سلطنت میا فارقین کا مالک صہ۹۰ تھا نہایت ناراض تھا اور فرمایا کہ سطوت کے طوفان کا اس علاقہ میں ایک سیلاب باندھ دیں اور بادشاہانہ ہیبت کی بجلیوں میں سے ایک چمک اُن کو دکھائیں اور ہستی کی پوشاک کو رہنے والوں پر سے اُتار لیں۔ وجہ یہ تھی کہ محاصرہ بغداد کے زمانہ میں خلیفہ نے

اس سے لشکر کی مدد طلب کی تھی اس نے ایک لشکر آراستہ کرکے اسلام کی مدد کیلئے بھیج دیا۔ جب موضع بشاریہ میں پہنچے جو دو راستوں کے علیحدہ ہونے کی جگہ اور دو مختلف طرفوں کا ذریعہ ہے خلیفہ کی خبر مرگ اور بغداد کے فتح ہونے کا حال سُنا، وہاں سے علموں اور جھنڈوں کو اوب کے جھنڈے کی مانند اسوقت اوندھا کرکے مٹی افسوس کے ساتھ حسرت کے ہاتھ سے ان پر چھڑکی اور واپس ہوئے۔ شاہزادہ نے بموجب فرمان میّافارقین کی راہ سے لشکر کشی کی۔ ملک کامل نے جانا کہ عاجزی کی مات (شکست) میں گھر جانے کی شرط کے ساتھ مسرورانہ داؤ کرنا نادانی ہوگی۔ نہ کہ قُمار بازیؒ اور تریاق (اکبر معجون) کے بھروسہ پر زہریلے سانپوں کے زہروں کا امتحان کرنا جنون ہوگا نہ کہ طبابت۔ خزانوں اور حاشیہ نشینوں کے ساتھ۔ قلعہ انکلیک اور یمانیہ سے۔ جو مضبوط اور بلند قلعے اور بیحد ذخیروں سے امداد دیئے گئے تھے۔ وسیلہ ڈھونڈا۔ لیکن پرگنے اور علاقے ہیں جو لشکر کی گذرگاہ میں پڑے جو کچھ بھی ممکن ہو سکتا ہے۔ باشندوں کو قتل۔ رہنے اور قیام کرنے کی جگہوں کو برباد اور منازل کے لوٹنے کو پورا کیا اور انہوں نے بجلی کے آثار، کھیتوں کے اندر۔ گرگ کے آثار ریوڑ میں سیلاب کے آثار مکانات میں۔ اور آگ کے نشانات جنگل میں دکھائے تو پھر وہاں سے "حلب" کے عازم ہوئے اور شہر کے احاطہ میں نزول فرمایا۔ اور خوف وہراس کے لشکر نے باشندوں کے محل اسرار (دل) میں حلول کیا اور نصیبہ وری کی امداد جلدی سے کُوچ کر گئی۔ وہاں کے ساکنوں نے مجبوراً اطاعت کا دروازہ بند کر دیا اور زبان کے قلعے سے تیر چھوڑ دیئے۔ افسوس کہ مچھر تُند ہوا کے ساتھ مقابلہ کی تاب کب لا سکتا ہے؟ اور تھپڑ، تلوار اور تیر کے ساتھ کس طرح مقابلہ کر سکتا ہے۔

اس کے بعد کہ ۱۹ انہوں نے چند روز کوششیں کیں بالآخر مذکورہ ماہ کی نو کو انہوں نے شہر کو زبردستی لے لیا مغل شہر میں پل پڑے اور خوفناک قتل کا ارتکاب کرکے تباہی، لُوٹ مار کرنے غلام بنانے اور قید کرنے میں، جو ان کی مقررہ عادت ہے مشغول ہو گئے مسلمانوں کی عزت والی خواتین جو ابن جلا (سُورج) کی شعاع بلکہ اپنے سایہ کی سیاہی سے اپنے چہرہ کے لئے ندامت اور خوف کا پردہ باندھتی تھیں۔ وہ آفتاب کی طرح دربدر اور تشہیر ہو گئیں اور سایہ کی مانند سرکش شیطانوں کے پیچھے چلتی تھیں۔ پاک دامن عورتوں کو حضرت سارہ (زوجہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی خصلت والی عصائی (نام زن صاحب نعمان) کی عصمت والی۔ اور آسیہ (زوجہ فرعون) کی خصلت والی تھیں۔ شرابخوری کی مجلس میں شراب کے پیالے لینے اور دینے کیلئے اُٹھاتے

اور اُٹھاتے تھے۔ بہت سی ماہ وش لڑکیاں تھیں جو لونڈیاں ہوگئیں اور آزاد پردہ نشین عورتوں کو بھائیوں اور خاوندوں کے سامنے رسوائیوں کے میدان میں لائے۔

خلاصہ یہ کہ اس قدر مال غنیمت مغلوں کے ہاتھ آیا کہ دینار، جواہر، لباس، نرم بستر اور کثیر نفیس اشیاء کی کثرت سے اپنے اندازے کے ترازو میں ان کا وزن دو قیراط بھی نہیں سمجھتے تھے۔ ایک خزانہ، جو زر و سیم کی تھیلیوں، بے نظیر موتیوں اور جواہر کی لڑیوں اور لعل آبدار بلند نصیب زمردوں سُرخ عقیقوں اور خالص یاقُوت کے ٹکڑوں سے پُر تھا۔ شاہزادہ کے خزانچیوں کے قبضے میں آیا کہ وہم کے محل کے در و دیوار اُس سے مرصّع ہوگئے، اُس طرف کے انتظام اور حفاظت کے لئے باپ کی خدمت میں ایک عریضہ ارسال کرنیکا حکم دیا۔

جب قتل، لوگونکے غلام بنانے، شہر اور دیہات کے ویران کرنے کا کام اور مالہائے غنیمت از قسم خاموش اشیاء (زر و جواہر) اور مویشی حاصل کرنا انتہا کو پہنچ گیا۔ جھنڈے کے اُٹھانے اور لشکر کے انتقال کا ارادہ قیام اور وقوف پر غالب ہوگیا اس کے بعد جب کہ منزلوں کے سفر کو طے کر چکے اور زمین کے اجزا اور اضلاع کو گھوڑوں کے سُموں کے صدموں سے آواز ساتویں آسمان تک پہنچ گئی تو شاہزادہ باپ کے تخت کی ص۹۲ طرف ناز سے چلا اور خزانہ پیش کیا تو پسندیدہ مقام اور بڑا رُتبہ حاصل کیا اور سُلطان احمد کے زمانہ تک اُس خزانہ کا بقایا موجود تھا۔ اور ارغون خان کے زمانہ میں دریا کی پیدائش کا ایک دُرِّ یتیم جو مریم کے بیٹے کی طرح (پاک) تھا کُلاہ کے قبہ میں نصب کر رکھا تھا۔ اور اس کا وزن دو مثقال اور چار دانگ (سوا تولہ) تھا، زمانہ بطور ایہام کہتا تھا کہ کوئی شخص خاص طور پر دریا سے نہیں کہتا کہ یہ دُرِّ یتیم تو کہاں سے لایا ہے؟ (مریم = مر بمعنی خاص طور اور یم بمعنی دریا۔ ویسے مریم سے حضرت مریم کا بھی مطلب نکلتا ہے) اس کی زینت اور خوبی کو شیخ الاسلام جمال الدین کے سامنے پیش کیا یعنے کیا اس کا نظیر اور جوڑا تلاش کر سکتے ہو؟ تو آپنے فرمایا کہ یہ حلب کے خزانہ میں کا ہے۔

لیکن دوسری طرف سے جب کیدبوقا نُوئی لشکر کی طرف توجہ کی تو لشکر ایلخانی کی کثرت اور دبدبہ کی شُہرت کے پھیلنے سے شام کے علاقے مہجوروں کے دل کی طرح اطمینان کو کھو بیٹھے اہالیان دمشق نے اسوقت متواتر اس جہاں آشوب لشکر کے داخل ہوئے اور پیش قدمی کی خبر معلوم کر لی تھی اور ان شہروں کی ویرانی جو اس کی نظیر تھے کو حالات کے بھاری ہونیکا ذریعہ

Marfat.com

اور اپنے اعمال کے تمسک کا دستہ بنایا اور ملک ناصر کے حکم سے اُس علاقہ کے اکثر باشندے اُمرا۔ لشکری اور مال اور طاقت والوں میں سے حدود مصر کی طرف، اور وادی رمل میں۔ جو سرحد شام اور مصر کے درمیان مانع اور رُکاوٹ ہے، دریائے نیل سے پرے، دراز رستہ کی طرح چلے گئے وہ پناہ لینے والے تھے اور ہمت ایک دوسرے کی مدد اور استقلال پر منحصر رکھتے تھے۔ اور ملک ناصر الدین۔ ملک اشرف کا پوتا تھا۔ اس کی رباعیات، فارسی اوزان میں ڈھلے ہوئے ہونے اور لطف اور سلاست کی صنعت میں "ایسی ہیں کہ وہ خیال کی سیرگاہ پر چلتی ہیں اور ضرب الامثال کی جگہ بولی جاتی ہیں اگرچہ وہ بے مثال اور بے نظیر ہیں۔"

دمشق کے باقی لوگوں نے جب لڑائی کی طاقت اور مقابلہ کی ہمت نہیں رکھتے تھے اور نہیں دیکھتے تھے تو بڑے بوڑھے اور مشہور و معروف لوگوں نے جھنڈوں، علموں اور رحمت نامۂ قدیم کے صفحے قران یعنے کریم بادشاہ (خدا) کے کلام کے ساتھ تابعداری کی رسومات کا استقبال اور ملاقات کی اور سختیوں کی کثرت اور تکلیفوں کی زیادتی سے ہدیہ رسانی اور صلح کے طریقہ کے التزام سے پناہ حاصل کرکے عاجزی کی پیشانیوں کو اطاعت کی زمین پر رکھدیا۔ اور سلامتی چاہنے کے لئے شہر اُن کے سپرد کردیا۔ کیدبوقا لشکر کے ساتھ شہر کے اندر گیا اور خزانوں اور قلعہ کو قبضۂ تصرف اور احاطۂ تسخیر میں لایا۔

جب سات ماہ تک قُبّۃ الاسلام (دمشق) کے ممالک کے میدان فتح کے جھنڈو نکے مرکز اور اس کے رئیسانہ لشکر کی خیمہ گاہ ہُوا تو سلطان مظفر نے جوان دنوں قاہرہ (مصر) کا فرمانروا تھا کیدبوقا کو اُکھیڑنے کے ارادہ سے بارہ ہزار سواروں کے ساتھ، جن میں سے ہر ایک مقابلہ کے بازو کا کنگن، بہادری کے سر کا خود لوہے کی ٹوپی، قلب (لشکر کا درمیانی حصّہ) شکنی کے سینے کی حمائل اور صفدری خونریز تلوار تھا متوجّہ ہُوا۔ کیدبوقا نے جب معلوم کیا کہ وہ ادھر کا قصد رکھتا ہے اور شتر کو اپنا قانون اور پیشہ بنا کر مکر کے نشتر سے اِن (کیدبوقا اور اس کے لشکر) کی زندگی کی شریانوں کی فصد کھولینگے، تو اس نے موجودہ خزانہ کو بیوی اور بچّوں کے ساتھ قلعہ دمشق میں بھیجدیا۔ اور خود لشکر کے ساتھ اُن کے مقابلہ کے لئے آگے بڑھا اور بیابان کی سرحد پر اُترا۔ مصریوں (سلطان مظفر اور اس کے لشکر) نے فیصلہ کیا کہ "رمل سے آگے دور دور کے راستہ پر چلے جائیں اور اچانک واپس پلٹ پڑیں اور سفید کپڑوں کی جھنڈیاں لشکر تاتار کے آئین کے بموجب ظاہر کریں۔ اور جب یہ نشان ظاہر ہوجائے تو شام کے

Marfat.com

لشکری بھی مکانوں اور گھاتوں کی جگہوں سے حرکت میں آجائیں اور لشکر مغل کی پوری سرکوبی اور ایسا مشہور غلبہ کہ اس کا نام جب تک جہان ہے قائم رہے۔ کریں۔" اس قرار داد سے لشکر مصر وادی رمل کے علاقے سے گذر گیا۔ اور شام کے لشکری نصرت کی گھات اور انتظار اور آزمائش کی وعدہ گاہ میں عزم اور ہوشیاری سے رُک گئے ۹۴ اور لشکر مغول نے غرور اور عیش کے خیال سے جنگلوں کے میدانوں اور دامن کوہ مرغزاروں میں خیمے تان کر خالص شراب کے پیالے چڑھائے اور گھوڑیوں کو بے لگام تیار چھوڑ دیا۔ اور پسندیدہ راگ کی آواز بلند کی، وہ بے غم تھے۔ پہرہ اور حفاظت سے۔ اور غافل تھے قہر اور عذاب کی نازل ہونے والی بلاؤں سے۔ اسوقت۔ جبکہ وہ اللہ کے گروہ کے لشکر (لشکر مصر) کی فتح اور بادشاہ کے لشکر کی مصیبت اور موت کا کفیل تھا مصریوں کی سفید جھنڈیاں ظاہر ہوئیں۔ مغلوں نے جب اپنے لشکر کی نشانی دیکھی تو دشمن کا خیال نہ کیا اور اپنی جگہ پر مقیم رہے۔ یہانتک کہ آس پاس سے لشکروں کی صفیں، جوش وخروش کے ساتھ احاطہ کرنے والے دائرہ کی طرح ایک دوسرے کے ساتھ مل گئیں اور اچانک ایک ہی دفعہ سب نے حملہ کر دیا۔ ان میں کچھ خواب میں مست اور بعض شراب کے پیالوں کے لینے دینے میں مشغول تھے بہت سے گروہ مختلف طرفوں سے تیار ہوتے تھے اور ہتھیاروں سے اپنے آپ کو آراستہ کر کے لڑتے تھے جسطرح پروانہ اپنے آپ کو شمع کے شعلہ پر مارتا ہے، فنا ہو جاتے تھے۔ بہادروں (لشکر مصر) نے نیزہ زنی۔ تلوار زنی۔ تیر اندازی، زخمی کرنے، پھاڑنے اور مارنے میں ہاتھ بڑھائے۔ جب[۵] ایک نیزے کا الف پہلوانوں کے ہاتھ سے نونِ تثنیہ کی مانند اضافت میں گر گیا تو دلیروں کے گروہ نے تیر کو ہمزہ کی طرح کمان کی تاکید کے نون کے ساتھ یار کے ابرو اور غمزہ کی مانند ایک دوسرے سے ملا دیا (یعنے نیزہ بازی کے بعد تیر افگنی شروع کر دی) فوراً گذرنے والی تلواریں رُوحوں کے استقبال کے لئے جاتی تھیں اور سینوں کے مصدر (جائے صدور) کو بیمار کی طرح صحیح نشانہ پر مشتق بنا دیتی (چیر ڈالتیں) اور دلوں کے خال سویدا کو کھو کھلا کر دیتی تھیں۔ مصری تلواروں کے خطیبوں نے مغلوں کے کندھوں کے منبروں پر یہ آیت "اے اللہ قتل کر دے اہل کتاب میں سے اُن کافروں کو جو جھوٹا سمجھتے ہیں تیرے پیغمبروں کو

۵ نیزہ = الف + نون تثنیہ = وقت اضافت نون تثنیہ ساقط ہو جاتا ہے + کمان نون کی شکل کی ہوتی ہے تیر کی وجہ سے تیر ہمزہ کا ہمشکل ہوتا ہے + غمزہ = تیر + ابرو = کمان + مشتق گردانیدن = چاک کرنا +

Marfat.com

اور روکتے ہیں لوگوں کو تیری راہ سے اور پکارتے ہیں تیرے ہوتے ہوئے دوسرے معبودوں کو
پڑھنے لگے آخر کار کیدبوقا تمام لشکر سمیت اُن سرداروں کے گرزوں کی چوٹ ص۹۵ اور
اس چیتے کے انتقام والے اور شیروں کو ذلیل کرنے والے لشکر کی تلواروں کی ضرب سے لڑائیوں
کے میدان کی بساط پر ہلاکتوں کا نشانہ ہو گئے۔ یا اللہ (تو مصیبت سے بچا ئیو) مگر چند زخمی آدمی
جو اس سخت خونریزی اور بد بلا کی خبر ہلاکو خاں کی خدمت میں لائے۔ ص

شعر: تمام لقمے نہیں نگلے جا سکتے کبھی صاف شراب پی جا سکتی ہے کبھی تلچھٹ

اس تاریخ سے پھر مسلمانوں کے لشکر کی سختی اور شامیوں کی کمال دلیری پوری شجاعت اور مضبوطی کی شدت اور ان کی لطیف حیلہ گری اور ثابت قدمی لڑائی کے میدان اور جنگ کے مقام میں مغلوں کو معلوم ہو گئی۔

پھر ملک مظفر نے حکم دیا اور خزانہ جو قلعہ میں تھا معہ کیدبوقا کے زن و فرزند کے تصرف کے قبضے اور گرفتاری کی قید میں لے آیا اور قلعہ کے تمام محافظین اور نگہبانوں کو کافروں کی اطاعت اور عاجزی کی وجہ سے بغیر اس کے کہ مصری تلوار کو پگھلے ہوئے عقیق (خون) سے جس کا ٹھکانہ گردنوں کی رگیں ہیں۔ ملوث کرے۔ عدم کے ویرانہ میں بھیج دیا اور اُن کو قلعہ کے اوپر سے نشیب میں پھینک دیا۔

اس واقعہ سے پہلے دمشق، حلب اور دیار شام کے ملحقہ علاقے مصر کے شمار سے باہر تھے جب ملک مظفر کے حال کے صحیفہ کا دیباچہ اس فتح کے نقوش سے مزین ہو گیا فرمایا کہ یہ علاقے آبدار تلوار کے زور سے، کفار کے قبضہ سے نکلے ہیں۔ چاہئے کہ ملک مصر سے ملائے جائیں۔

اس بڑے مہربان (خدا) نے جس کی مہربانیاں، لطف اور نعمتوں کے اقسام، احسانوں کے طریقے اور بخل کی راہ سے بری ہیں۔ ایک (اوّل روز) کی کوشش سے ممالک شام کو جو دنیا میں بے حد شہرت رکھتے ہیں۔ ملک مظفر کو عنایت کر دیئے۔

ذکر استخلاص میردین ص۹۶

امیر شماغر نوئین کی تدبیر اور اقبال کے ذریعے سے

ان حالات کے سلسلے میں "شماغر نوئین" آسمان کے مرتبہ والے ایلخان کے شاہی حکم سے ایک بہت بڑے لشکر کے ساتھ "میردین" اور اس کے مضافات کو فتح کرنے کے لئے مقرر ہوا تھا

بادشاہ "ملک سعید" تھا اور اپنے بیٹے ملک مظفر کو قید و بند میں رکھتا تھا۔ چونکہ وہاں کا قلعہ آسمان کی چوٹی کے ساتھ بلندی میں ہمرازی، اور سدِ سکندری کے ساتھ محکمی میں شرکت رکھتا تھا۔ اس کی حفاظت کے لئے مدد بڑھا دی۔ اور مقابلہ اور جنگ کے اسباب کو مہیا کر لیا شماغر نے لشکر کے ساتھ خیموں کے لگانے اور قیام کی جگہ کو اختیار کیا اور وہ (شماغر) ایک ہزار تھا ترکوں کے بہادروں میں سے مردانگی اور شہسواری کے کمال میں ممتاز۔ اور باوجود اس کے کہ اس کے تیر تین سو قدآدم چھلانگوں کے فاصلے تک پہنچتے تھے، قلعہ کی نصف بلندی سے واپس کر دیتا تھا۔ پس سیوک۔ قتغتائی اور تنغور بطور ایلچی کے "میردین" گئے اور پادشاہ کی زبان سے (طرف سے) انہوں نے کہا کہ مشرق اور مغرب کے مُلک جو اس لشکر کی بغاوت کے زمانے میں فتح ہوئے اور ہلاکت اور تباہی کے اسباب جو دشمنوں اور مخالفوں کے لئے تیار ہوئے گوش کرنے والے واعظ اور شفیق ناصح بلکہ سخت ڈرانے والے اور بہت دھمکانے والے ہیں۔ اگر وہ سرکشی پر اصرار کریں اور اکٹھے کئے ہوئے پتھروں (قلعہ) کی حفاظت میں پناہ اور غرور کی ہوا اپنے دماغ کو دیں تو انجام کار اس کا ثمرہ مُلک کی ویرانی اور مال و جان کا ضائع ہونا ہوگا اور اگر اطاعت اور تابعداری سے ملیں تو اتنے مسلمانوں کا سامان، مال اور زن و فرزند امن کے قلعہ اور امان کی حفاظت میں رہیں ۶۹۷ع۔ ان دونوں باتوں سے کوئی جو پسند ہو اختیار کریں

سلطان سعید کے باطن مخالفت کی بجلیوں کی دھمکیوں اور ہیبت کی بجلیوں (تلواروں) کی چمکوں سے متزلزل اور مضطرب ہو گئے، ایلچیوں کی عزت اور پرورش کر کے عناد کی گرہ کھولا اور دشمنی کا دروازہ بند کر دیا اور اطاعت کی راہ میں داخل ہو گیا

جب اس (سلطان سعید) نے پادشاہ کے دربار میں مختلف تحفوں اور قسم قسم کے ...یوں کے ساتھ شرف حاصل کیا تو اس کو سات وزیروں کے ساتھ جو اس کی بادشاہت کے آسمان کے مشورہ کے وقت بمنزلہ سات سیاروں کے تھے۔ اور دشمنوں کے زمانے لئے اُن کے مکروں کے دفع کرنے کے دن سات روشن انگارے تھے قتل کر دیا۔ پھر ملک مظفر کو قید خانہ سے خوشی کے اُنس خانہ میں پہنچایا اور باپ کا قائم مقام اور باج و خراج کا ذمہ دار کیا۔ اور آخر عمر تک پسندیدہ خدمات مبارک چنگیز خاندان کی خدمت میں کیں۔ اور میردین حکومت بھی اُن ایلچیوں جن کا نام پہلے لکھا جا چکا ہے (سیوک، قتغتائی اور تنغور) پر رہی ❖

Marfat.com

اُن اسباب وحشت کا بیان جو ہلاکو خان اور برکہ اغول کے درمیان پیدا ہوئے

اسوقت جب کہ پادشاہ جہانگیر چنگیز خان، دُنیا کے ممالک اور پادشاہوں پر قادر اور مالک ہوگیا اور اطراف و اکناف کو چار بیٹوں (۱) توشی (۲) جغتای (۳) اوکتای اور (۴) تولو میں تقسیم کرتا تھا اور منازل اور جاگیروں کو دُنیا کے چاروں اطراف میں مقرر کرتا تھا جس طرح کہ اُس کے عقل کے روزنامہ کے مناسب اور اس کی بے انتہا قاوت قلب کے نزدیک درست تھا اور مضافات اور شہروں کی تفصیلات تاریخ جہانکشائی میں لکھی ہوئی ہیں جغتائی کے لئے منازل کے میدان الیغور کے قلعوں کی حدود میں ہے سمرقند و بخارا کی حدود تک مقرر ہوئے اور اس کا پسندیدہ مقام بھی + اور وہ ہمیشہ المالیغ کے نواح میں رہتا۔ اور اوکتائی چونکہ باپ کے مبارک زمانے میں ولیعہد سلطنت تھا۔ وہ بھی حدود الیمل وقوباق کو جو تخت گاہ خانیت اور پادشاہت کی ناف (وسط) تھا رہنا چاہتا تھا اس نے مقام رکھا۔ اور تولو کی جاگیر اور منازل اوکتائی کے ساتھ ملی ہوئی اور اس کے پڑوس میں تھی۔ اور اطراف قیالیق خوارزم، حدود سقسین اور بلغار سے دربند و باکو یہ کی سرحد تک طول میں، بڑے بیٹے توشی کے نام مقرر کردیا۔ اور دربند سے پرے جس کو "مرقبق" کہتے ہیں۔ ہمیشہ سر دسیر مقام اور اس کے منتشر لشکر کے جمع کرنے کی چھاؤنی ہوگیا۔ اور کبھی ارّان تک حملہ کرتے تھے اور کہتا تھا کہ ارّان اور آذربیجان بھی ان کے ممالک اور منازل میں داخل ہیں۔ اسوجہ سے جھگڑے کے اسباب اور باہم درشتی کی امداد نے دونوں طرف سے تعاقب کرنا شروع کیا۔

موسم سرما ۶۶۲ھ میں جب تقدیر کے زرگر نے "دریائے دربند" کو خالص چاندی کی مانند (یخ بستہ) کردیا تھا سرما کے پوستین کاٹنے والے نے ٹیلوں اور گڑھوں کے طول و عرض کے مطابق قاقمی لباس (برف کا) کاٹا۔ اور نہر کے اوپر کی سطح ایک نیزہ کی مقدار ٹھوس پتھر سے اجزا کی طرح ہوگئی۔ برکہ اغول کے حکم سے مُغلوں کا لشکر، جو دیوں اور غولوں سے زیادہ ناپاک اور بارش کے قطرات سے بہت زیادہ تھا، اس جمے ہوئے پانی پر سے آگ اور ہوا کی مانند گذر گیا اور لشکر اور گھوڑوں کی ہنہناہٹ اور تلواروں کی آواز سے زمین

طبقہ۔ ہتیاروں کی آواز، رعد کے جوش وخروش اور دلیروں کے نعروں اور بجلی کی چمک اور روشنی سے پُر ہوگیا۔ غُصّہ کی آگ بھڑکا کر دریائے کور کے کنارے تک آگئے۔ ہلاکو خاں ان شر کی چنگاریوں ۶۹۹ کو دُور کرنے کے لئے تیار لشکر کے ساتھ ان کا استقبال کرنے والا بنا۔ لڑائی اور جنگ کے بعد اُن کو شکست دیدی۔ اور اسی طرح پیچھے سے لشکر کشی کرتا تھا در بندو باکویہ میں پھر لڑائی کا میدان گرم کر دیا اور جنگ کے قدموں کو جمایا اور لشکر "برکہ" میں سے چھوٹوں اور بڑوں میں سے کوئی زندہ نہ رہا یہانتک کہ تمام لوگ قتل کر دیئے اور باقی نے مغلوب ہوکر شکست کی باگ چھوڑدی۔ ہلاکو خاں نے اسوقت تک کو ہاتھ روکنے کی اجازت نہ دی جب یہانتک کہ دریا پر سے جو یخ بستہ تھا بیخوف عبور کیا۔ اسی طرح روز بروز باغیوں کے مقامات لشکر ایلخانی کے منازل ہوتے جاتے تھے۔ جب مُلک کے میدان میں شاہزادہ نے نزول فرمایا تو برکہ اغول کے لئے اپنے لشکر کے کمزور اور آزردہ دل اور دشمن کو تباہ کرنے والے پادشاہ کے غلبہ اور تسلّط سے۔ غصّہ کی آگ بھڑکا دی گئی۔ حکم فرمایا کہ تمام لشکر ہر دس میں سے آٹھ (۸/۱۰ یعنے اسّی فیصدی) آدمی سوار ہوں اور مقابلہ اور جنگ کے مرتکب ہوں۔ اچانک لشکر ایلخانی کے سر پر پہنچ گئے اور صُلح اور ہمدردی کی راہ کو بند کر دیا۔ اور لڑائی کے ہاتھ کو کھول دیا۔ یہانتک کہ اپنے علاقہ کے میدان کو بیگانوں کے ظُلم اور غلبہ کی آمیزشوں سے صاف اور پاک کر دیا۔ ان کو جڑ سے اُکھیڑ کر چند منزل پیچھے سے تعاقب کیا۔

جب کہ دشمن سوز پادشاہ اپنے اقبال کی چھاؤنی میں خراماں ہُوا تو حکم دیا برکہ اغول کے تاجروں کو، جو تبریز میں تجارت اور لین دین میں مشغول اور بیحد وبے اندازہ مال رکھتے تھے سب کو قتل کر دیا اور جو مال حاصل ہُوا وہ خزانہ کے لئے لے لیا۔ اس جماعت میں سے بہت سے تھے جو امانتیں اور سرمائے تبریز کے مشہور لوگوں کے پاس رکھتے تھے۔ اُن کے ختم ہو جانے کے بعد مال امانتداروں کے پاس رہے۔ برکہ اغول نے بھی انتقام کے لئے ہلاکو خاں کے علاقوں کے تاجروں کو قتل کر دیا اور وہی سُلوک جنّا ان کے ساتھ برتا۔ آنے جانیوالوں کا راستہ اور سوداگروں کی آمدورفت جب ہُنرمندوں کے کام کی طرح ایکدم بند ہوگئی تو فتنہ کے شیطان زمانے کے شیشہ (بوتل) سے نکل پڑے (آزاد ہوگئے)

اور اسی اثنا میں قوبلائے قاآن نے ایلچی بھیجا اور بخارا کی مردم شماری از سرِ نو کی سولہ ہزار کی تعداد میں سے جو صرف بخارا میں گنے گئے تھے پانچہزار کا باتو کے سے تعلّق

رکھتے تھے اور تین ہزار قوتی بیگی مادر ہلاکو خاں سے اور باقی (آٹھ ہزار) الغ قول، یعنے بڑے آزاد غلام کے نام سے موسوم تھے تاکہ چنگیز خاں کی اولاد میں سے جو شخص سریر سلطنت پر متمکن ہو اُس کو خاص طور پر حکم دے۔ باتو کے ان پانچ ہزار نے تمام کو صحرا کی طرف نکال دیا اور سفید تلواروں کی زبان سے جو سُرخ موت (قتل) کی قاصد ہیں، موت کا پیغام ان کو سُنایا اور اُن کے مال اور زن و فرزند میں سے کوئی باقی نہ بچا۔

اور چونکہ یہ قاعدہ: "کہ محبّت موروثی ہے اور دشمنی بھی موروثی"، عقل کی نظر میں محکم ہے۔ برکہ اغول کے مرجانے کے بعد اس کا بیٹا منگو تیمور قائمقام ہُوا اور آباقاخاں کے ساتھ مخالفت قدیم کی بساط بچھادی اور ان دونوں کے درمیان چند دفعہ حملہ کرنے اور بھاگنے کا اتّفاق بھی ہُوا اور ایک دفعہ آباقاخاں کے تیس ہزار سوار تلوار مارنے والے اور نیزہ چلانے والے دریا پر سے واپسی عبور کرتے وقت برف کے اجزا کی طرح فنا ہو گئے یعنی تمام غرق ہو گئے اور زندگی کے ایّام کے حاصل کو تختہ یخ پر منقش کر دیا (برف کے نقش بہت جلد معدوم ہو جاتے ہیں)

اس کے بعد جب آباقاخان کو ان کی دلیری اور لشکر کی کثرت معلوم ہوگئی۔ تو دربند کے اس طرف سے ایک دیوار بنادی جس کو "سیبا" یعنی مورچہ کہتے ہیں یہانتک کہ اس جہان آشوب لشکر کی، مداخلت اور لڑائی محال اور مشکل ہوگئی۔ اور یہ عداوتیں دائم اور قائم رہیں۔ اور پہلو تہی اور جانبین کا ایک دوسرے سے بچ کے رہنا برقرار رہا گیخاتو خاں کے عہد سلطنت تک۔

جب تقتای ملنا منگو تیمور کی سلطنت کا وارث ہُوا تو متواتر خط و کتابت اور ایلچیوں کے پے در پے آنے سے تاجروں اور سوداگروں کی راہ کھُل گئی اور مسافروں کے نکلنے کے امن اور سلامتی اسباب مہیّا ہو گئے اور سلطنت اران، اونٹوں، گھوڑوں غلاموں اور بھیڑ بکریوں کی کثرت سے موجیں مارنے لگی اور اس اطراف کے عمدہ مال و متاع نے چند سالہ بندش کے بعد وسعت کی صورت حاصل کی۔

ذکر رصد مراغہ

جب پادشاہ کشور کشا ہلاکو خاں نے بغداد، علاقہ جات موصل اور دیار بکر کے کام کو تلوار کے قاطع حکم سے فیصلہ تک پہنچا دیا اور وہ علاقے صاف ہو گئے اور سرحد سلطنت روم کوشش کی وجہ، بخت کی برکت اور پادشاہانہ ہمّت کی دلیری سے فتح اور محفوظ ہو گئی اور گذرگاہ ہو نکلے اطراف

Marfat.com

اور ممالک کے نواح کو ہیبت کامل کے نگہبانوں اور مکمل سیاست کے محافظوں کے سپرد کردیا اور لشکروں کو ہر ایک سرحد پر مقرر کردیا اور ان امور سے فراغت حاصل ہوگئی تو مولانا سلطان الحکماء المحققین نصیر الملّت والدین الطوسی (علامہ نصیر الدین طوسی) نے "اللہ تعالےٰ اس کے درجے بلند کرے اور اسے قیامت کے دن حجت دکھائے" تخت سلطنت کی خدمت میں (بادشاہ کے حضور) عرض کیا کہ :- اگر ایلخان کی غیب دان رائے میں درست ہو تو وہ احکام علم نجوم کی تجدید اور مسلسل رصدوں کی تحقیق کے لئے ایک رصد (بلند ٹیلے پر دو مکان بالمقابل ایک دوسرے کے شرقاً غرباً چار سو گز لمبے اور سو گز اونچے بنائے جاتے ہیں وہاں بیٹھ کر ستاروں کے حالات معلوم کرتے ہیں) بنائے اور ایک زائچہ (قانون علم نجوم) تیار کرے اور فکر دُوربین سائی اور رائے ہندسہ کشائی کی احتیاط سے ایلخان کے لئے مہینوں اور برسوں کے پیش آنے والے حادثات اور خاص و عام کے گھیرنے والے احکام کا جاننا ضروری جانے اور وہ ستاروں کی رفتار ستاروں اور برجوں کے طلوع کی جگہ کی تقسیم اور سا اہائے پرکاریہ (گردش دوری) کے وجوہ بیان صفائی کرے۔ اور وتد مائل اور زائل میں غور کرنے کے بعد جن سے عطایا کبریٰ، صغریٰ اور وسطیٰ ان سے منسوب ہیں اور بادشاہ کے ستاروں کے وجوہ۔ خطوط حدود اور مثلثات (بارہ برج) شرف، خداوندیت (ستارہ کا اصلی خانہ کدخدا (صورت) اور ہیلاج (ماں) کو دریافت کرنے کے بعد عمر کی درازی نفس کا حال، خاندان نسل اور سلطنت کے بڑھنے اور باقی رہنے اور اس کی حقیقت کو ظاہر کرے

یہ بات ایلخانی مزاج کے موافق اس کی حسن توجہ کی زیادتی کا باعث ہوئی اور تمام پھیلے ہوئے ممالک کے اوقاف کا متولی ہونا اس کی نظر صحیح کے حوالہ کردیا (اُسے متولّی بنادیا) اور حکم دیا کہ جس قدر مال، کہ تعمیر کی ضرورت، اس کی حاجتوں اور ضرورتوں کے لئے کافی ہو خزانہ اور علاقوں سے دیئے اور شاہی فرمان سے مؤیّد الدین عرضی دمشق سے اور نجم الدین کاتب صاحب منطق قزوین سے، فخر الدین مراغی موصل سے اور فخر الدین اخلاطی کو تفلیس سے بلایا۔ اور مراغہ میں شمالی طرف سے ایک بلند ٹیلے کی چوٹی پر ایک رصد خانہ کمال آراستگی سے تعمیر کیا اور یہ ۶۵۷ھ میں ہوا۔ اور فن نجوم میں طرح طرح کی کاملیت کی باریکیاں اور علم ہیئت (ریاضی) اور ستاروں کی رصدوں میں مہارت عمل میں لایا اور افلاک کی مثلثات کی شکلیں تدویرات، حامل، فرضی دائرے اور جنتریوں کی اصطرلاب کی معرفت کو نقش اور مجتمع کردیا۔ اور قمر کی منازل

اور بارہ ۱۲ بُرجوں کے مراتب اس ہیئت پر بنائے گئے کہ ہر روز طلوع کے وقت سُورج کا پرتو بالائی قبہ کے سوراخ سے آستانہ کی سطح پر پڑتا تھا اور وسط آفتاب کی حرکت کے دقیقے اور درجے اور چاروں موسموں اور فصلوں میں بلندی کی کیفیت اور گھنٹوں کی مقداریں اس جگہ سے معلوم ہوتی تھی اور کرۂ زمین کی شکل کو نہایت دقت نظر سے تیار کیا۔ اور ربع مسکون کا حصّہ ص۱۰۳ ساتوں ولائیتوں میں دن کا طول اور مختلف مقاموں میں عرض بلد اور قطب شمالی کی بلندی مختلف شہروں کے نام اور وضع اور صورت اور جزیروں اور دریاؤں کی شکلیں روشن اور واضح کردیں۔ اس طرح کہ گویا ملکوں اور راستوں کی کتاب اس کے کناروں کی تحریر سے جمع کی ہے اور اس (نصیر الدین طوسی) نے ایک زیچ خانی پادشاہ کے نام پر تصنیف کی اور چند جدولیں اور حسابی نُکتے جو متقدمین مانند کوشیار، فاخر، علائی اور شاہی وغیرہ کے زائچوں میں موجود نہ تھے، بڑھا دئے۔ لیکن زیچ خانی سے طالع سال کے نکالنے میں بہ نسبت متقدمین کے زائچوں کے استخراج حساب کے فرق واقعہ ہوتا ہے اور اسکا سبب یہ ہے کہ آفتاب کی بلندی مُلک یزدجرد اثیم سے پہلے ۱۸ دقیقے اور ۱۳ ثانیہ تھی اور آج کل بتانی، کوشیار اور دوسرے لوگوں کی زیجوں میں ۲۸ دقیقے اور ۴۴ ثانیہ شمار کرتے ہیں اور زیچ خانی میں ۲۸ دقیقے اور ۲ ثانیہ۔ اس طرح ۴۰ ثانیے کم کردئے یعنے رصد سے اس طرح معلوم ہُوا۔ بلاشک طالع کے نکالنے کے عمل میں چار درجوں کا فرق پڑتا ہے۔ کیونکہ وسط آفتاب کی حرکت دن رات کی حرکت میں تقریباً ایک درجہ ہے۔

مگر ابھی تک رصد کی عمارت تمام نہ ہوئی تھی کہ مقررہ موت نے کمین گاہ سے نشانہ لگایا اور ہلاکو خاں نے ۶۶۳ھ میں تودۂ فانی کی مٹی کا گڑھا تخت خانی کی بلندی کے عوض پایا۔ مُغلوں کے آئین کے مطابق ایک دخمہ (قبر) بنایا اور وہاں بہت سونا اور جواہرات بھرے اور چند لڑکیاں ستاروں کی طرح چمکتی ہوئی زیوروں اور پوشاکوں اور تاجوں اور کلغیوں سمیت اس کے ساتھ سلادیں۔ تاکہ تاریکی کی وحشت تنہائی کی دہشت خوابگاہ اور مقام کی تنگی اور عذاب اور دُکھ اور غموں سے محفوظ رہے۔

اور خواجہ نصیر الدین طوسیؒ نے اس کی تاریخ وفات کے بیان ص۱۰۴ میں کہا ہے ؎

(۱) جب ہلاکو مراغہ سے سرو سیر مقام کو گیا۔ تو موت کے اندازے نے اس کی عمر کے وقت کو ختم کردیا (۲) ۶۶۳ھ میں اتوار کی رات کو ربیع الآخر کی اُنیسویں رات تھی۔

کہاں گیا وہ رُعب وخوف اور جباری کا کمال، مزید دبدبہ اور کامیابی، ملکوں کو فتح کرنے والے لشکر کی حشمت اور آسمان کو چھونے والی نخوت کا کلاہ گوشہ تا کہ آسمانی قضا کے درمیان آجاتا اور خدائی قُدرت کا مانع ہوتا۔ یا بیحد خزانے اور دفینے فدیہ کے طور پر بیچ میں رکھدیتا اور ایک ساعت تاخیر اور مہلت پاتا ہ

(۱) تیغ جہانگیر اور گُرز قلعہ کشائی کی چوٹ سے۔ جہان میرے تابع ہوگیا جیساکہ جسم رائے کا تابع ہے (۲) ایک ہاتھ دراز کرنے سے مینے بہت سے قلعے فتح کئے اور بہت لشکروں کو شکست دی ایک ذراسے استقلال سے (۳) (لیکن) جب موت نے حملہ کیا تو کوئی چیز مفید نہ ہوئی بقا صرف خدا کے لئے ہے اور سلطنت خدا کی ملکیّت ہے +

جلوس آباقاخان عادل

جب سوگواری کی مدّت ختم ہوگئی اور عادت کے مطابق متواتر کئی دن اس کی رُوح پر ثواب پہنچایا تو کار سلطنت کو کسی ایک اولاد کے سپرد کرنے کے بارے میں صلاح اور مشورہ شروع کیا۔ ہلاکو خاں بارہ بیٹے، کہ ان میں سے ہر ایک سلطنت کے آسمان پر ایک چمکدار بُرج اور چمن شاہی میں سیدھا اور خراماں سرو تھا۔ رکھتا تھا۔ اباقا، یشمت، تبسین ۱۰۵ منگو تیمور، یزدار، اجای، تکشین، نکودار، چوشکب، قنغر، تائے بیسودار، اور چومغا لیکن محکمہ ازل کے حاکم (خدائے تعالیٰ) نے عدل کی انگوٹھی اور فیصلہ کرنے کی تلوار آباقا کے برکت اور توانگری والے دائیں اور بائیں ہاتھ کے ساتھ ملائی تھی۔ اور ملک داری کی نشانیاں اور بخت آوری کی علامات اس کے مبارک ماتھے سے چمکتا تھا ارغوان آقا نے اولجای خاتون، دیگر خاتونوں، شہزادوں اور سرداروں کے ساتھ مل کر احکام چنگیز خانی کو یاد دلانے میں مبالغہ کیا اور اس کے بعد ایک ایلچی قبلا قاآن کی درگاہ میں واقعہ کی اطلاع اور سلطنت کی مصلحت کے جتلانے کے لئے روانہ کیا اور سب نے مل کر مچلکا دیا اور ہم زبان ہوگئے کہ سب فلک کو تابع رکھنے والے آباقا کے قضا کی طرح جاری ہونے والے اوامر کے تابعدار اور آسمان کی طرح نواحی کے مطیع رہینگے۔

پھر علما کے قول کے مطابق اور منجموں کے احکام کے موافق ۶۶۳ھ کے وسط میں آباقا نے۔ اس سال

میں جو اپنے طالع کی مانند مبارک اور اس زمانے میں جس میں آرزوؤں کے پورا ہونے کا وعدہ دیا گیا تھا۔ فلک کو چھونے والے پاؤں کو۔ سلطنت کی مسند، اقبال کے تکیہ گاہ اور غم کے گھٹانے اور خوشی بڑھانے والے تخت پر رکھا۔ عقل کل زبان کو خوشبو دینے والی صفات اور کشائش لانے والی دُعا کے ساتھ کھول کر پڑھتی تھی ؎

(۱) عقل فعال (منتظم عالم سفلی) کے تقاضا سے جو کچھ ظاہر ہوتا ہے۔ تیرے دل کے خبر دینے والے اس کے راز سے آگاہ رہیں (۲) صاحب جدی (زحل) اگر تیرے قصر کا پاسبان نہ ہو۔ تو وہ جو دلو کی منزل رکھتا ہے (یعنی زحل) اس کا مسکن چاہ میں ہو (۳) مُشتری اگر تیری محبت کے سمندر میں حوت کی طرح وطن بنائے۔ تو ہر دم اس کی قوس کا تیر بدخواہ کے دل پر لگے (۴) ترک آسمان (مریخ) اگر تیرے دشمن کا خون حمل کی طرح نہ گرائے۔ تو عقرب کا زہر آلود نیش اچانک اس کے پیر لگے (۵) آفتاب اگر اسد کی طرح تیرے دشمنوں کا دشمن ہے۔ تو ابد تک چوتھے آسمان کی تخت گاہ کا بادشاہ ہو (۶) زہرہ اگر تیرے دوستوں کے ساتھ میزان کی طرح صادق ہے۔ تو اس کے ثور کے خوف سے شیر فلک (اسد) لومڑی بنا ہے (۷) تیر (عطارد) اگر جوزا کی طرح تیری خدمت کی کمر باندھے۔ تو اس کا خوشہ مسیح اللہ کے راستے کا توشہ ہو (۸) اگر قمر خرچنگ (سرطان) کی طرح کج رہی کا ارادہ کرے تو آسمان کے راستہ میں جب چلے گمراہ ہو جائے (۹) راس اگر تیرے پاؤں کو بوسہ دے۔ تو وہ بلندی میں مُشتری ہو جائے۔ اور اگر ذنب تیرا مطیع ہو جائے تو خدا کرے اس کا مرتبہ راس کی طرح ہو جائے۔

تمام شہزادوں نے باری باری تعظیم کے لئے پٹکا گردن میں ڈال کر سات دفعہ سورج کے سامنے گھٹنے ٹیکے۔ اور جشن کے کام کو فردوس بریں کی طرح، خوش چشم حوروں جیسی بیگمات کے جمال سے آراستہ کیا۔ اور ساقی اس جوہر سیال (شراب) سے جس کی صفت اشعار ذیل میں ہے

؎ (۱) ایسی شراب جو دماغی عقل کے نور سے زیادہ صاف جس کے پیالے کی صفت سے تو روح کا جسم دیکھیگا (۲) جب وہ شراب پیالہ میں پڑے تو اس کے اثر سے حتیٰ آنکھ کا میدان (آنکھ کا ڈھیلا) ارغوان (سُرخ) ہو جائے اور عقل کا مغز معطر ہو جائے۔

Marfat.com

(ساقی) سونے چاندی کے چھوٹے پیالے، ساغر اور جام ناپتے تھے اور خوش آواز مطرب اور بُلبل نوا گانے والی عورتیں، زبان سلطنت سے (یعنی سلطنت کی طرف سے) اس غزل کا ایک نغمہ گا رہی تھیں ؎

(۱) میدانِ وفا میں میرا یار اس طرح آیا جس طرح میں چاہتا ہوں۔ محبّت کی عدالت سے میرا کام اس طرح بنا جس طرح کہ میں چاہتا ہوں (۲) دفتر میں سے میری امید کی فال اس طرح نکلی جیسی میں نے ڈھونڈھی۔ قرعہ سے میرے خیال کا نقش اس طرح نکلا جیسا کہ میں چاہتا ہوں۔

اور یہ ملمّع رباعی (جس کا ایک بیت عربی دُوسرا فارسی ہو) جو بُلبل کے نغموں اور گُل کے دیدار سے زیادہ عمدہ اور دلکشا ہے، راست قولی سے اُس کی پیروی کی تھی (راست راگ میں اس کو گایا) رباعی

(۱) گُلاب محبوبوں کی زُلفوں کی طرح خوشبو دیتا ہے۔ اور بلبل، باغ میں گلاب پر چہچہا رہا ہے (۲) صبح کے وقت وہ دوست کے ساتھ خوش بیٹھا ہوا ہے۔ کہاں ہے؟ مطرب اور شراب تاکہ میں صبح کی شراب کی داد دوں (پیئوں)

چند روز شراب کے پیالوں کے تسلسل، اور گُل اندام حسینوں کے مشاہدے سے عیش و عشرت کے شہباز کو مُراد کے جال میں پھنساتے تھے اور حصول مطلب کے دن کو اُنس اور اُلفت کی رات سے ملاتے تھے اور جب دیبا رنگ چہرہ شراب کی تاثیر سے سُرخ ہو جاتا تھا اور دماغ کے پردوں میں شراب کی خوشی کی تیزی اپنا جوہر دکھاتی تھی تو ثریا منظم انجمن نبات النعش (ستارے) کی طرح تتر بتر ہو جاتی۔ اور پھر اسوقت جب کہ صبح کا سُنہری پروں والا مُرغ (سُورج) فضا پر پھیلاتا اور صبح کی رسم کے مطابق آواز نکالتا تو سلطنت کے کام کی رونق اور عیش و خوشی کی تیاری کے لئے ؎

(۱) ساقی کے پنجہ نے صراحی کے مُرغ کو دام میں گرفتار کر دیا۔ کیونکہ صبح کی آگ سے دلوں کا دانہ پریشانی (رتاب) میں پڑ گیا (۲) صبح شراب کی طرح تمام رُوح تھی اور شراب صبح کی طرح تمام صاف تھی۔ جرعہ زمین کو بوسہ دینے والا ہو گیا اور زمین جرعہ سے مست ہو گئی۔

اسی طریقے اور ڈھنگ سے راتوں اور دِنوں کے طول کو مراد و مقصد میں بسر کرتے تھے۔

اُس جشن کے حُسن کی موافقت سے مجلس بہار میں جوئبار کے کنارے گُل لالہ بھی مرجان کا پیالہ بادل کے بہتے ہوئے قطرات سے بھرتا تھا اور سوسن زمین کے باشندوں کو نوروز جہاں افروز کی بشارت دیتی تھی۔ گل مجسم چہرہ اور نرگس ہمہ تن آنکھ ہوگئی تھی اور سنبل اور بنفشہ یار کے گیسوی اور زُلف کی غیرت اور رشک سے غصے اور پیچ وتاب میں تھے۔ زمین اور پہاڑوں کے اطراف، سبزہ اور خُوشبودار پھُولوں سے کارخانۂ ششتری (ششتر جہاں قالین بنتے ہیں) کو ظاہر کرتے تھے اور خامۂ آذری کو شرمندہ کرنے والے تھے۔ حوضوں کا شیریں پانی بہشتی نہر کی مٹھاس کی حکایت کرنے والا تھا اور باغ اور میدان کی تازگی اور فراخ عیشی فردوس کے باغوں کی طرف رہنمائی کرتی۔ فاختہ تجنیس اور تسجیع (آواز موزوں) سے کاتب کے شعر کو اچھی طرح گاتی تھی

گرج کے شور سے پہاڑ بھر گئے۔ جوئبار نرگس اور لالہ سے بھر گئے (۲) لالہ سے رعب، نرگس سے فریب ۹۰۱ سنبل سے ناز و عتاب اور گلنار سے زینت (ظاہر ہے)

بادِ صبا کی مشاطہ کبھی زلف بنفشہ کو بل دیتی تھی اور (کبھی) ارغوان کا اُبٹنہ ٹہنیوں کی نئی دُلہن کے چہرہ پر ملتی تھی اور مخمور نرگس مستی میں

تاکہ پادشاہ عدل کا پیالہ لے۔ اپنے سر پر خالص سونے کا ساغر رکھے ہوئے تھی۔

اسی طرح عیش کا کام انتہا تک پہنچ گیا اور عیش اور خوشی کے اسباب کا انجام بیحد ملال میں ختم ہُوا (یعنے اس کام کے ختم ہونے کا ملال تھا) ایلخانی داہنے ہاتھ کی کان جیسی اور بائیں ہاتھ کی دریا جیسی ہمّت نے شاہزادوں کو شاہانہ احسانات اور خُسروانہ عطیّات سے مخصوص فرمایا اور سرداروں کی۔ مانند ارغون آقا۔ الکان و بندر شکتور۔ برغان اغول۔ امیر سالسنر اور شیرامون پسر جرماغون کے۔ اور دیگر دس ہزار فوج، ہزار فوج، سینکڑہ اور دس سپاہیوں تک کے افسروں کی ان کے مناسب حال اور مناسب مراتب پرورش کی۔ اور ہر ایک کا کام اور مرتبہ جیسا کہ مقرر تھا وہ جانتا تھا اور حسب غایت تک وہ جس کی کوشش اور محل ظہور میں تھے ان پر مقرر اور مسلم رکھا۔

اور ایلچیوں کو جو عقاب کی مانند نشیب و فراز پر اُڑنے والے اور برق کی طرح چلنے اور گذرنے والے تھے۔ روانہ فرمایا۔ ان احکام کے ساتھ جو بخشایش کی خوشخبری پر مشتمل تھے اور مزید احسان اور بخشش کے کفیل تھے۔ اور اطراف روم، بغداد، موصل اور دربند کی

سرحد پر لشکر مقرر کئے۔ اور اپنے بھائی شہزادہ تبشین کو خراسان میں اپنی جگہ پر بٹھایا اور مُلکی انتظام، سلطنت کی رونق کی حفاظت میں خانیت کی عظمت کی زیادتی اور انصاف وعدل کے کمال پر اس حد تک مبالغہ کیا کہ ے

مثلا اس طرح کا دین اور انصاف اور اس طرح کا میدان جنگ اور بزم آرائی
اس طرح کی عقلمندی اور ارادہ اور ایسی رائے اور مضبوطی

پُرانے سلاطین اور کامیاب بادشاہوں سے حکایت نہیں کی ہے۔ اور بہت تھوڑے دنوں میں لوگوں کو امان دینے اور راحت اور امان کی نعمت پھیلانے سے ے

جہان ایک بہشت کی طرح آراستہ ہوگیا۔ رنگ اور خوشبو سے پُر اور مال سے معمور ہوگیا۔

اس کے عہد سلطنت میں تاریخ اس کے عدل اور آرام کا روزنامہ ورعنوان کو سخاوت اور شادی کی تحریر ظاہر کرتی تھی۔ چار شخص ہمعصر تھے چار فضیلتوں اور بلند مرتبوں میں مشہور ع۔ ہر ایک جسم کے لئے صفت میں ایک اور جان تھی (مختلف صفات کے تھے) ایک مولانائے اعظم نصیر الدین محمد طوسی جو حکمت، علوم ریاضی اور اخلاق کے کمال ہیں۔ ع۔ ارسطالیس بطلیموس اور افلاطون یونانی سے آگے سبقت لے گئے۔ دوسرے صاحب دیوان (وزیر) شمس الدین جیسے کہ سنہری پیشانی والے قلم نے اس کی مضبوط رائے کو وزارت کے قانون کے دیباچہ پر لکھا ے

(کہ گویا کہ وہ اس وزارت میں انتہا ہے بلکہ نشانی ہے۔ اور گویا کہ وہ اس فن میں موجد کیا ہے بلکہ معجزنما ہے)

تیسرا آلات موسیقی میں ایک عیسے نفس (مسیحا) اور موسیقی اور الحان کی تفسیر میں جادو بیان صفی الدین عبدالمؤمن ارموی جیسا۔ کہ جب تک جہان رہیگا۔ زبانوں کے بلبل زبانوں کے پھولوں کے پودوں پر اس کے تصنیفوں کو راست راگ میں ساز پر گاتے رہینگے۔ چوتھا خوشنویس (کاتب) جمال الدین یاقوت جیسا۔ کہ مثلا ع۔ کاغذوں کی زمین میں موتیوں کی کاشت کرتا ہے اس کی پوروں کی صفت کو زیب دیتا ہے۔

سوغونجاق نوئین کو ممالک کی حکومت اور نیابت عطا کی اور خاص طور پر مہمات بغداد اور فارس کا انتظام اس کے اہتمام کی نظر میں رکھا اور انصاف یہ ہے کہ وہ عاقل اور عادل امیر تھا اور مصالح کے ضبط اور کامیاب امور کے ربط میں ایسی بنیاد رکھی کہ جس کا ذکر زمانے کے

Marfat.com

گذرنے سے خاموش نہیں ہوگا اور زمانے کے مصائب کا ہاتھ اس کے کناروں اور اطراف تک راہ نہیں پائیگا۔

اور ممالک کی صاحب دیوانی کا منصب ہولاکو خاں کے زمانے کے دستور کے مطابق صاحب عادل شمس الدین محمد بن صاحب الدیوان بہاؤالدین محمد الجوینی "اللہ تعالیٰ روشن کرے اُن کی قبروں کو اور روشن کرے ان کی پیشانیوں کو" کے سپرد کیا اور وہ باپ دادا سے خراسان کے بلند مرتبہ بزرگوں، اور عظمت والے لوگوں اور مشہور اکابرین سے تھا۔ اُن کے دولت یار خاندان کی، شرافت کی جڑوں کی بہادری اور جلال کی بیرونی جڑوں کی اصل اور عزت والی رگ کی شرافت اور بزرگ اصل کی پاکیزگی، جو کہ آرزؤں کی جائے قیام، اقبال کی جائے نزول، فضیلتوں کی منزل۔ بزرگیوں کی خوبیوں کی چراگاہ، علوم کے بدائع کی آرامگاہ، حُسنِ اخلاق کا گھاٹ۔ رگوں کی پاکیزگی کا چشمہ، اصحاب شجاعت کی جائے پناہ اور عطا چاہنے والوں کی دروازوں کو کھٹکھٹانے کی جگہ تھی۔ جہان والوں کے لئے مثل مشہور ہے اور نُورِ آفتاب کی طرح مطلع خراسان سے دُنیا کے اطراف میں روشن ہے اور پھیلی ہوئی ہے اور درحقیقت اس (شمس الدین) نے ہلاکو خاں کے عہد سلطنت میں، جو کہ مغلوں کے غلبہ کی آگ کے بھڑکنے اور بیگانوں کے غلبہ کی صبح کے ظاہر ہونے کا وقت تھا، پیغمبروں کے سردار (حضرت محمد علیہ وسلّم) کے دین کے قواعد کی حفاظت، شر کے مواد کو دُور کرنے اور بیضۂ اسلام کی حمایت میں ید بیضا (روشن ہاتھ، اعجاز موسوی) دکھایا۔ اور جب تخت سلطنت آباقاخاں کے مرتبہ سے مزیّن ہُوا تو اس نے خلعت، عادت اور امید سے بڑھ کر عطا کئے۔ اور مریخ آثار تلوار کی نیابت ملا (وزارت) کو بدستور اس (شمس الدین) کے گوہر نثار اور عطاردی کی علامت والے بیچین (یعنے بیحد مصروف) قلم پر بحال رکھا اور زبان وزارت محرّر (کاتب و مصنف کتاب) کی املاسے حسن تکریر (ایک لفظ کو مکرر لاکر ہر جگہ الگ معنے مراد لینا) کی صنعت میں کہتی تھی۔

منصب (وزارت) سے اگر سب لوگوں کا رُتبہ اور درجہ بڑھ جاتا ہے۔ تو تو ہی ایسا ہے کہ تیرے منصب نے تیرے مرتبۂ ذاتی سے رُتبہ حاصل کیا۔

مستقل ارادے، صائب رائے، بلند سعی اور مددگار اقبال کے ساتھ مہمات سلطنت کے سرانجام اور شرع کے احوال کے خلل کے تدارک میں لگ گیا اور پبلک کے مراتب کو رعیت سے لے کر گدڑیوں تک اہلیت کی حد کامل اور استحقاق کے محل رسائی میں ثابت اور

قائم کر دیا ہے

آصف (بن برخیا وزیر سلیمان علیہ السلام) اگر اس مُلک کا اس طرح انتظام کرتا جس طرح کہ اس نے کیا تو مدت دراز تک سلیمان علیہ السلام انگشتری گم کیوں کرتا اُس کی بارگاہ خراسان، عراق، بغداد، شام، روم اور آرمینیہ کے بزرگوں، سلطانوں اور بادشاہوں کا ملجا اور ماوا ہو گئی اور اس کی سخاوت کے صحیفوں کی اشاعت کے زمانے میں حاتم (طائی) کا فسانہ تحریروں، کتابوں کو لپیٹ دینے کی طرح ہو گیا۔ اطراف کے گردن کشوں اور ممالک کے بادشاہوں میں سے جس نے بھی اس کی مخالفت کا سانس بھرا اور اطاعت کے قدم کو تابعداری کی سڑک سے پھرایا تو ابدی سعادت اور سرمدی دولت نے اس کو ہلاکت کے سمندر میں غرق، اور تباہی کے شعلوں سے جلا دیا اور یہ آیت "ہم ان کو آہستہ آہستہ پکڑینگے اس طرح سے کہ اُن کو معلوم بھی نہ ہو گا" اس کے شان میں نازل ہوئی۔

تمام ممالک ایلخانی میں بڑھنے والی املاک کی جاگیروں اور مد ۱۱۳ اموال خاصہ کے لئے ایک با اختیار کارکن پوری نیابت کرنے والے معتمد مقرر فرمائے یہانتک کہ احسان، انعام اور مختلف صلوں اور صدقوں کے دروازے کھلے رکھتے تھے۔

اور ۶۹۳ھ میں جو کیخاتو خاں کا عہد سلطنت تھا۔ مال خاص کے حسابات میں سے ایک اطلاع ہاتھ لگی کہ صاحبی کے املاک کی ایک سال کی آمدنی تین سو ساٹھ تومان تھی۔

اور علاوہ اس بزرگی کے اہل علم وفضل کی عزت اور تعظیم میں اس حد تک مبالغہ کیا کہ اس کی تربیت کی صبا کے چلنے سے گلزار علوم کے آرزؤں کے غنچے کھل گئے اور اس کے اقبال کے شیریں پانی کی آبیاری سے فضیلتوں کے پودے نے جڑیں مضبوط کر لیں اور سایہ گستر ہو گیا۔ ہُنر کے مردوں کی ہڈیاں زندگی کی منزل میں خراماں ہوئیں اور کرم کے سامان کی متفرق چیزیں جو معدوم عنقا کی مانند اس کا اسم سُنا جاتا ہے اور جسم دکھائی نہیں دیتا، صفت رکھتا ہے۔ جلوہ کے میدان میں ظہور کیا۔ دانائی کے ستارے نے اس کی ذات کی برکت سے بلندی کا درجہ پایا۔ اس کی رائوں کا چمکدار سُورج دلوں کی آرایش کے لئے مشاطہ (ماشطہ) بن گیا اور اُس کا ہما جیسا سایہ جہان والوں کی آسائش کا ذریعہ بن گیا اس کی نعمتیں اور انعام احسان کی آلائش سے پاک تھے، فضیلت والوں کو رذیلوں، حکیم کو جاہل اور شریف خاندان والے کو کمینے سے امتیاز جس کی آجکل امید نہیں۔ ظاہر ہو گیا۔ اور آداب فضائل کے لئے ایسی رونق۔

Marfat.com

جو اسوقت رُوح کے پگھلانے کا موجب ہے اور اس سے آخری سانس بھی نہیں رہا۔مختصر یہ کہ۔ الف کی طرح سیدھا قلم نون والقلم (قرآن کریم کی ایک صورت کا نام ہے) کی طرح متبرک تھا اور جہان والوں کے لئے باعث برکت ہُوا۔ سیاہی نے :۔ کہ سیاہی زیادہ نفع مند ہے سونے سے اور زیادہ لائق زینت ہے (یا زیادہ لائق ہے عالم اور دانشمند کے)" کی صورت اختیار کی۔ ارباب ہُنر کے کلام کو۔ جو اس زمانے میں غم کی گرہ کا سبب اور مُنہ کے قیدخانے میں مقیّد معلوم ہوتا ہے۔ فوقیت کے تخت پر متمکن کیا۔ شعر کو۔ جو کہ جَو کی مانند بے قیمتی کی عادت رکھتا ہے۔ شعری (ستارۂ مشہور) کی طرح شُہرت کے آسمان پر چمکا دیا۔ اور نثر کا کام۔ جو کہ آج اُڑتے ہوئے ذرّوں کی طرح ہے" صلا!! اس کو نثرہ (منزل قمر) سے آگے گذار دیا۔ اس کی طبع کی لطافت کے سامنے آسمانی اجرام آڑ ہو جانے والے کثافت تھے اور صاف اور شیریں آب حیات اس کے قلم کے چھینٹوں کی شرم سے گدلے پن کی طرف مائل تھا۔ دانش کی صنعت میں اس کے آداب کی کثرت کے مقابل میکال کا دل بالکل کُند تھا۔ اسکے ڈھلے ہوئے الفاظ کی سلاست کے مقابلہ میں ذوالکفایتین (ایک کاتب کا لقب ہے) بالکل بے حقیقت تھی۔ اس کا کلام بغیر بھرتی کے خود بخود نمکین (مزہ دار) تھا اور اس کے رموز میں لطافت، نکتوں کے اظہار میں روانی اور معانی، فضیلت کی قُوّت سے تمامتر نادر، اور اس کی عبارت کا چمن استعاروں کی پاکیزگی کی وجہ سے ہر موسم میں مرتبۂ بہار رکھتا ہے۔ یا اس کا مفصّل کلام ہمہ تن ابو الفضل بدیع ہمدانی کا رُتبہ رکھتا ہے۔ اسکی دلفریب تفہیمیں عقل کے نقوش کی طرح نگین جان میں جائے گیر، اور الفاظ کی ترکیبوں کی صورتیں معانی کے ودیعت رکھنے اور لطائف کے ایجاد کرنے سے جان پذیر ہیں۔

اگرچہ سُورج کے لئے دلائل قایم کرنے کی ضرورت نہیں پڑتی (مصنّف لے) چاہا کہ یہ کتاب (وصاف) اس صاحب قران (شمس الدین) کے دُر فشاں قلم سے نکلے ہوئے الفاظ اور معطّر دل کے نتائج سے خالی نہ رہے اسوقت کہ روم کے مسالک اور اس کے مصالح کا انتظام کرنے کے لئے وہ سردار (شمس الدین) اس علاقہ کی طرف ارادہ کی باگ موڑے ہوئے تھا کہ ایک روز اثنائے مجلس میں اور ایسی مجلس جو اغیار کے غبار سے خالی اور اُنس کے لباس سے ملبوس تھی۔ بیان کے پیالوں کی جرعہ کشی کی طرف رغبت ظاہر کی اور اس جیسی حالت میں موزوں ہے پڑھنا اس گفتگو کا جو نتھرے ہوئے پانی اور حلال جادو کی

طرح ہے"۔ **نظم**

(۱) وہ وقت آگیا کہ بُلبل کا گلا چمن میں غُلغل کا شور مچاتا ہے (۲) زبان عقل سے ہر ایک پھول کہتا ہے۔ صرّاحی سے آواز قُل قُل سنو۔ تو سمجھ لو کہ عُمر اب جا رہی ہے (۳) باغ سرو سے سرفراز ہے اور گُل اور بُلبل سے باسامان ہے (۴) غنچہ تمام رازوں کی باتیں ہیں۔ چشم نرگس بھی صبح کے وقت کُھلی ہوئی ہے۔ پھر اس کی طرح کا بادہ خوار کون ہے (۲) باغ بہشت عدن کی طرح موجود ہیں۔ سرو قدِ یار کی طرح لہلہاتا ہے (۳) اُنس صبح کے وقت کے ساتھ ملا ہُوا ہے، اور اچھّی وضع والی باد شمال سے۔ گُل عاشقوں کے سر پر سے نثار ہو رہے ہیں (۴) سوسن نے ثنا میں زبان کھولی ہے۔ شمشاد پاؤں پر کھڑا ہے (تعظیم کے لئے) (۵) سُنبل نے سر زُلف کو بل دیا ہے۔ اور اس کنوارے غنچہ نے بچّہ جنا ہے دیکھ صبا اس کی پردہ دار ہے (۶) ابر آذاری (بہاری) نے گلاب برسایا۔ یا عطّار کے ڈبے نے عبیر کی دھونی دی (۷) یا تاتار کا مال (مشک) کُھل گیا۔ یا دلدار نے بالوں میں کنگھی کی۔ یا نوبہار کی نسیم کی خوشبو ہے۔

(۸) اے دل تو فضول خاموش نہ بیٹھ۔ مکر نہ خرید اور فریب نہ بیچ (۹) مقلدوں کی تقلید کی طرف کان نہ لگا۔ یار کے ساتھ بیٹھ اور شراب برابر پی۔ کیونکہ تیری عُمر کا حاصل یہی دو کام ہیں (۱۰) موسم گُل آیا اور موسم خزاں گیا اور نہ حاصل شدہ چیز کا بالکل غم نہ کھا (۱۱) شراب کی صراحی اور قدح سے پی جا چنگ رباب، بربط اور نَے کے ساتھ۔ کیونکہ یہ آب و ہوا تیرے موافق ہے (۱۲) ہر چمن میں ایک ایک لالہ زار ہے۔ ہر فاختہ نے ایک دردناک نالہ کیا ہے (۱۳) پھولوں پر اوس کا ابر برسا ہے ہاں مختصر یہ کہ تیرا ہاتھ ہوا اور پیالہ[۱۴] - کیونکہ خوشی کے اسباب بیشمار ہیں۔

(۱) زاہد نے بالکل ٹھیک توبہ توڑ دی۔ وہ معشوق اور شراب کے پاس بیٹھا (۲) آخر کار جب مست ہو گیا تو کہتا تھا کہ تو بھی فرصت کو ہاتھ سے نہ دے۔ کیونکہ یہ دُنیا ناپائدار ہے (۳) مُرغ شب (بُلبل) کی طرح صبح کے وقت اُٹھ۔ چنگ کے نالہ کی طرح نالہ کو تیز کر (۴) عقل کے ساتھ جہالت کی وجہ سے نہ لڑ۔ ساغر عیش میں

انگور کا خُون (شراب) ڈال۔ کیونکہ اس وقت شراب خُوشگوار رہے (۵) تو گُرونگی
تلوار سے زخمی خستہ ہو گیا۔ خواہ وہ شریف تھا خواہ کمینہ (۶) اس کا مست خمار بادہ
کا ساتھی ہے۔ کیونکہ اس اُلٹے جہان میں۔ جہاں بھی گُل ہے وُہ خار کا جُفت ہے
(۷) آ اے ساقی دل غم سے برباد ہو گیا۔ اے ساقی سُورج نے رُخ دکھا دیا (۸) ہاں
ہاں ساقی! ساغر دے، شراب لا۔ اے ساقی فصل گل میں اور شباب میں۔ دیوانہ
وہ ہے جو ہوشیار رہے (۹) سبزہ حسینوں کے سبزہ (خط) کی طرح اُگا ہے۔
خوش اس کا دل ہے جس نے اچھے عیش کو ڈھونڈا (۱۰) یاد کر کہ عمر کا عہد سُست
ہو گیا ہے۔ اور آج کہ تیری باری ہے۔ کل اور پرسوں کی یادگار رہے (۱۱) زمانہ
رنگ اور نقش سے پُر ہو گیا۔ بُلبل ترانہ گا رہی ہے (۱۲) شراب صاف اور نتھری
ہوئی ہو۔ اے بیخبر لوگو! ایسے حال میں۔ ندیوں کے کنارے کا وقت ہے ص۱۱
(۱) عشق ہے، صبح کا وقت، اور روشن پیالہ ہے۔ شمع ہے اور شراب ہے اور باغ کا
گوشہ ہے (۲) اے مطرب میری خاطر سے۔ راست (نغمۂ موسیقی) کے سُروں میں یہ
غزل گا۔ ایسا شعر جو شاہ پسند موتی کی طرح ہے (۳) دل تیرے غم میں بیقرار رہے
اور شادی و عیش سے الگ تھلگ ہے (۴) (اے معشوق) آنکھ نے تیرے جیسا
معشوق نہیں دیکھا۔ تیرے دیدار بغیر آنکھ اشکبار رہے۔ نہیں نہیں میں نے غلط کہا
(اشکبار نہیں) بلکہ خود آنکھ برس رہی ہے (۵) میرے شوق کے اسباب کو
مت پوچھ۔ اور خُون کے آنسو گوشۂ چشم سے جاری ہیں (۶) میری رُوح کو گزند پہنچا
ہے اور تو افسونگر ہے۔ میں تو فراق کی تلوار سے مر گیا ہوں اور وہ عشق اب تک
قائم ہے (۷) اے ہوا تو اگرچہ کمزور ہے۔ شاہ سخن (شمس الدین) کی خدمت میں
(۸) چاہئے کہ تو کسی صاحب اخلاص تک پہنچا دے۔ شرف (تخلص مصنّف و
صاف) کی مخمس جو ایک تحفہ ہے۔ جو عقل کے کانوں میں گوشوارہ کی طرح ہے (۹)
وزیر ہے اللہ کا تائید یافتہ اور کامیاب ہے، کریم مخدوم اور فضل پرور ہے (۱۰)
جہان کا انتظام کرنے والا اپنی روشن رائے سے ہے۔ سخاوت میں فیاض ہے کہ
ساتوں اقالیم۔ اس کی برکت اور راہ اُنہیں ہاتھ سے مالا مال ہیں (۱۱) ہمیشہ دوستوں کا
مطلب بر آر رہے۔ ہمیشہ رہنے والی دولت اور عزت میں رہے (۱۲) نُصرت اور

فتح کے ساتھ ہمعنان رہے۔ اس کا فرمان قضا کی طرح جاری رہے۔ جب تک
کہ آسمان کے جِرم (وجود) کے لئے بقا ہے ○
ایسی مجلس میں سیمیں رُخسار اور یاقُوت لب ساقی، خاص نتھری ہوئی شراب بلوریں
ہاتھوں پر رکھے ہوئے تھے!! اور بُلبل جیسی آواز والے مطربوں نے زہرہ (مغنی فلک) کو گوشۂ
چادر سے پکڑ کر تیسرے آسمان کی افق سے کشاں کشاں بزم میں کھینچ لیا۔ ناگاہ گانیوالوں
میں سے ایک نے خوش آواز سے، ایک دلرُبا نغمہ اور جانفزا زمزمہ صد ناز و ادا سے زہیر کے
اشعار میں سے گایا ○
اے وہ شخص جس کے ساتھ شراب ناز کر رہی ہے۔ کیا اچھی ہیں یہ ادائیں۔
اس بیت کے حُسن اور ناز نے صاحب (شمس الدین) کے کرشمہ نما دل کو لُوٹ لیا۔
اور باوجود کام کی کثرت کے، اقتدار اور پیروی کی راہ سے اُسی وزن اور ردی (قافیہ کے
آخری حرف) پر۔ قلم اور کاغذ اُٹھایا اور فر فر لکھا۔ جو کہ بہتے پانی سے زیادہ شیریں اور
بادِ شمال سے زیادہ لطیف تھا" ○
خدایا عشق سب سے زیادہ قریب وسیلہ ہے معشوق تک پہنچنے کا۔ اور آنسو
حصولِ تمنا کا ذریعہ ہیں۔
چونکہ بارہا شمس الدین نے علاؤ الدین (برادر شمس الدین) کو فرمایا تھا کہ دل اس بھائی
کے اشعار کے مطالعہ کی طرف لگا ہُوا ہے اور نیز صاحبی (شمس الدین) کے کانوں تک یہ
بات پُہنچی تھی کہ صفی الدین عبدالمؤمن اور بغداد کے بعض فضلاء نے علاؤ الدین کے دربار میں
بیان کیا ہے کہ ہر چند صاحب شمس الدین کے روشن شعروں نے لطافت میں آب حیات کی آبرو
کم کر دی ہے مگر عجمیّت کی بے فصاحتی (فارسیت) رکھتے ہیں لہذا صاحب نے اپنے تصنیف کردہ
اشعار کے ایک قطعہ میں یہ بیت صفی الدین کی سرزنش کے لئے لکھا تھا ○
تُو نے میرے شعر کو عجمی کہا اور کھوٹا کہا۔ اے وہ کہ شعر اور شاعری سے ناواقف ہے۔
ط۱۱۹ پس اس قصیدے کو وہاں بھیج دیا اور عنوان خط پر یہ دو بیت لکھے۔ ○
اے وہ شخص جس کے صرف بعض صفات سے کل حسن ہے۔ اور بھلائی جس کی نیت
پر موقوف ہے۔ ترک کردے "متنبی احمد" کے شامیات (وہ قصائد جو شام میں
لکھے گئے) اور میوہ چینی کر اپنے بھائی کی ٹہنی سے روم کے گلابوں کی۔

Marfat.com

اسی طرح صاحبی کی بلند ہمتوں کی برکت، پسندیدہ خصائل کی خوبی، کمال بلاغت اور کثرت درایت سے تمام عالم نے علم اور عدل کے زیور سے زینت حاصل کی۔ اور ظلم، شرادر فساد کا خیال، مفسدوں کے دماغ سے بالکل زائل ہو گیا۔ بکریوں نے کئی سالونکے خونبہا بھیڑیوں سے طلب کئے اور تیہو نے باز اور شاہین سے عشق بازی شروع کر دی۔ اور اسی ذریعہ سے بادشاہ (آباقاخان) کا ذکر جمیل، زمانے کے سیاہ سپید دفاتر (روز و شب) پر ہمیشگی کے خط میں لکھدیا۔

جب مسند وزارت اس (شمس الدین) کے دانش طلب وجود سے مشرف ہوئی تو شاہی حکم کی رُو سے ممالک بغداد اور مضافات، جو خلافت کا مرکز اور تخت امامت کا مستقر تھا۔ صاحب علاؤالدین کے سپرد ہو گئے۔ گویا کمان اس کے بنانے والے کو دی گئی اور قطران خارش کی جگہ پر رکھا گیا۔ (یہ کام نہایت موزون ہوا) اور اس نے دستور کے مطابق احسان کے ہاتھ کو پھیلانے۔ ظلم اور ستم کو روکنے، فضل کی بنیادوں کو پختہ کرنے، علم کے مراسم کو نیا کرنے اور اہل علم کی پرورش کرنے میں ایسے آثار دکھائے کہ بلند مراتب کے میدان میں سے متقدمین اور متاخرین سے جیت کا نشان لے گیا۔ بغداد جو مستعصم کے واقعہ کے بعد سے تباہ اور ویران ہو گیا تھا اور کام کرنے والوں اور کاموں کے حال کے ماتھے پر خلل کا نشان لگا دیا تھا اور باشندے خوشحالی سے دُور جا پڑے تھے۔ تھوڑے سے زمانہ میں عدل اور شفقت کے معمار سے آباد اور باشندوں کا دل، ناز و نعمت سے خرّم اور شاد ہو گیا۔ اور اس کی خیرات عام کے اعداد و شمار اور کامل احسانوں کی امداد میں سے ایک یہ تھی کہ نجف کی زمین میں ۱۲ ایک نہر کھدوائی اور ایک لاکھ سُرخ دینار وہاں صرف کئے۔ تاکہ دریائے فرات کا پانی جو حسین عورتوں کے لعاب دہن کی حلاوت اور آب حیات کے چشمے کی مٹھاس رکھتا ہے۔ مشہد کوفہ (نجف) میں، "اللہ تعالیٰ اُس کے ساکنیں کی رُوح کو خوش رکھے" لایا اور وہ اراضی (زمین) جو عمارتوں سے خالی اور پاکیزگی کے علامات سے عاری تھی۔ لہلہے والے درختوں اور بہتی ہوئی نہروں سے مزیّن اور آراستہ ہوگئی۔ اور اُن بیابانوں اور جنگلوں کی زمین نے بجائے خار دار درختوں اور خود رو گھاس کے، گلاب، لالہ اور سمن اُگائے۔ کوّے اور چیلوں کی کائیں کائیں اور بُری آواز کی بجائے فاختہ اور قمریوں کے دلفریب موزون نغمے اور سحر خواں بلبل کے چہچہے باقی رہ گئے۔

جب یہ نہر ملت اور مُلک کے کام کے مطابق لایا تو سابق پادشاہوں اور گذشتہ خلفا کی آبرو۔ جنہوں نے اس آرزو میں جہان کے خزانے برباد کر ڈالے اور لوگوں کے اموال کو حسرت اور افسوس کی مٹی میں ملا دیا۔ گرا دی۔

اور تاج الدین علی بن الامیر الدلفندی کو۔ جو اس زمانہ کے فضلا میں سے تھا اور بارگاہ صاحبی کی طرف سے ویران زمین کے زندہ کرنے اور فرات کو کھدوانے پر مامور تھا (علاؤالدین نے) ایک رسالہ کے لکھنے کا۔ اس بڑی نیکی (نہر) کے ظاہر کرنے، اور اس اجر کثیر کے جاری کرنے، نشانیوں کو ہمیشہ رکھنے اور قابل فخر امور کے تا ابد قائم رکھنے کے بارے میں (علاؤالدین نے تاج الدین کو) منشی (مصنف) اور بیان کرنے والا بنایا۔ "جس کے الفاظ دریائے فرات کے پانی کی طرح شیریں ہیں بلکہ اس گوارا شراب کو فرات کہاں پہنچ سکتی ہے اور اس کے معانی جنت کے باغوں کو حقیر اور عیب دار سمجھتے ہیں"۔ رسالہ کے ختم کرنے کے بعد سادات فضلا اکابر اور بلیغ لوگوں کے ایک گروہ نے شہادت کے طور پر اس رسالہ کے آخر میں اپنے خط میں نظمیں اور نثریں لکھیں۔ اور چونکہ ماہر بلیغ لوگوں کی تصنیفات کے شکم اور فصیح ساحر بیان آدمیوں کی جامع کتابوں کے صفحے اس کی شرح کے لئے موزون ہیں اسی حیثیت سے مطلب جدا ہو گیا اور خود اس بارے میں طول کی ضرورت اور تطویل کی حاجت کب قرین مصلحت رہی ہے ؎

دُور نہ تھا کہ یہ زمانہ حکم قضا کی مجلس ہیں۔ آسمان اور ستارے کی زبان پر لفظ اَشھَدُ (میں گواہی دیتا ہوں) جاری ہوتے۔

ص۱۲۱ ذکر خواجہ بہاؤالدین و خواجہ ہارون پسرانِ صاحب شمس الدین

صاحب شمس الدین کی بہت ہدایت یافتہ اولاد اور شریف تر لڑکے، خواجہ بہاؤالدین محمد اور خواجہ شرف الدین ہارون تھے۔ بلکہ بارش کثیر کے قطرے، شیر کے بچے، سمندر کے طوفان، چاند کی کرنیں، روشن چراغ کے نور۔ اور صبح کی شفق تھے۔ نیز جوانی کی ابتدا اور بچپن سے بابا کہنے کے زمانہ میں کرم کے خصائل کی نشانیاں، اور بچہ شیر شیر بنتا ہے اور ہلال چاند کی علامات ہر ایک کے مبارک ماتھے پر ظاہر اور روشن، اور چھوٹے بڑے کے لئے یہ حقیقت ؎

ہمارے چھوٹے، فضائل میں، ہمارے بڑے ہیں۔ اور ہمارے پیچھے آنیوالے
خوبیوں میں، پہلے ہیں

واضح اور درخشاں تھیں۔

دونوں بھائی اس وجہ سے کہ ع۔ اس ہنر مند (باپ) سے بے ہُنر (بیٹا) کیونکر ہو ؟" اور جو اپنے باپ سے مشابہ ہو اس نے کوئی ظلم نہیں کیا، اور ایک چیز کی شاخ اس کی اصل کا پتہ دیتی ہے۔" قواعد علوم کے استحکام اور فضائل نفسانی کی صورتوں کو قائم رکھنے میں جس کے حصول سے حقیقت انسانی صحیح ہوتی ہے۔ علم حاصل کرنے کی گھڑ دوڑ کے میدان میں اکٹھے دوڑتے تھے۔ مگر خواجہ ہارون سبقت لے گیا۔ اور فنون آداب میں ماہر اور بڑا عالم ہوگیا۔ اسکی تیزیٔ ذہن قضایا (جملے) کے نتیجے نکالنے میں آنکھ بجلی کی طرح نظر کو خیرہ کرنے والی اور لطافت طبعی، صفائی کے مقابلہ میں، شفاف ہوا کے میدان جنگ کو توڑ دینے والی، اس کی نظم و نثر اہل زمانہ کے لئے افسانہ اور تلمیح و ترشیح (فن بدیع) کی خوبی مثلاً آشنا اور بیگانہ کے لئے ترانہ تھی۔

اس نے آداب کی میوہ چینی سے تمسک کرنے کے باوجود علم موسیقی کے سیکھنے میں رغبت دکھائی اور صفی الدین عبدالمؤمن رات دن کا ملازم ہوگیا اور رسالہ "شرفی" اس (بہاؤالدین) کے القاب سے مزیّن، نسب (دو سروں کی درمیانی نسبت)، تالیف (دو پردوں کا ملا دینا) اور تحقیق الابعاد (تال) کی معرفت میں حاشیوں پر تصنیف کئے اور وہ اس اُستاد کے ارشاد کے مطابق اس علم (موسیقی) کا بلند پرواز شہباز اور اس فن کی شاخوں کا خُوش لحان بلبل ہوگیا۔

لیکن خواجہ بہاؤالدین نشوونما کے آغاز میں جہانکشائے (آباقاخاں) کے فرمان شاہی کے مطابق "صفاہان اور مضافات عراق و یزد" کی حکومت کا ہار گلے میں ڈالنے والا ہوگیا اور علوم کی تحصیل اور ثمرات فضل کے چُننے میں۔ اگرچہ وہ بالکل بے بہرہ نہ تھا۔ کسی قدر سُستی نے راہ پایا۔ اور کہا گیا ہے کہ علم اپنا بعض حصّہ تجھے نہیں دیگا جب تک تو اپنے آپ کو بالکل اسکے حوالے نہ کر دے۔" اصلی مہمات کے جاری کرنے، احکام مُلکی کے نافذ کرنے۔ طاقت کے اظہار اور رُعب و دبدبہ کے اعلان کے لئے اس قدر کوششیں کیں کہ گذشتہ پادشاہوں کی حکایت کو منسوخ کرنے والا ہوگیا اس کے خوف کی ہیبت سے شیر درندہ روبہ بازی (مکاری) کے لئے راضی ہوگیا۔ اور اس کے عذاب کے خوف سے اطراف کے پادشاہ اور زمانہ کے اکابر نے غنودگی کے خیالات میں ہلاکت کی صورت مشاہدہ کر لی۔ چونکہ اہل صفاہان "پیدائش سے ہی ارواح شریرہ" کے ساتھ مناسبت رکھتے ہیں لہذا کلی طور پر عفو اور درگزر کا دروازہ

Marfat.com

بند کر دیا اور ہمت کی پیٹھ شفقت اور مرحمت کے دوست کی طرف کر دی ؟ اعراض کیا - اگر کوئی ایک بات بھی ارادہ کے ناموافق سُن پاتا - پھر جرم صغیرہ یا کبیرہ کا کیا ذکر، تو جان کو برباد بلکہ تمام خاندان تک کا ستیاناس کر دیتا - اسی طرح چند ہزار آدمی، مختلف طرح طرح کی خُونریزی، عذاب، ہاتھ پاؤں کاٹنا، پانی میں ڈبونا، آگ میں جلانا اور مدت قید کے بڑھا دینے کے ساتھ آبادئی حیات کی وسعت سے موت کے تہ خانہ کے وحشت خانہ سے جا ملے -

ارکان سلطنت، دیوان کے نائب صدور اور اعیان کے گروہ، تمام ملازمین اور مقربان بارگاہ اور تمام اہل صفاہان - رات کو جب کہ نیند کے ۱۲۳ لئے بستر بچھاتے تھے شمع کے شعلہ کی مانند اپنے وجود کے سر پہ کانپتے تھے - کہ دوسرے روز اس کے قہر کے حلقہ سے کیونکر رہائی پائینگے -

سُبحان اللہ نفس انسانی اس صفت پر تخلیق کیا گیا کہ اس کی قوت غضبی جو کہ مظہر شوق غلبہ اور انتقام ہے اور مصدر شدت حملہ اور پیش قدمی ہے" اس حد تک نفس ناطقہ کو خادم بنالے کہ عقل کی تنبیہات، شرع کے موانع اور احسانات کے رسومات سے باز رہنے والا رُکنے والا نہ بنے - اور جس قدر کہ نصائح اور وعظوں کو سُنے اور لوگ سفارش اور فریاد زیادہ کریں - سنگدلی، عناد، غُصہ کی زیادتی اور لڑائی زیادہ بڑھتی جائے - اس کے خُون کے بہانے، بقیہ جانوں کو فنا کرنے کی کثرت اور بخشائش کی کمی کی وجہ سے صفاہان کے باشندے جو خود بخود محلّوں محلّوں میں جنگ کر کے تلواروں اور چھریوں سے ایک چشم زدن میں سینکڑوں آدمیوں کو ہلاک کر دیتے تھے - اور راتوں کو بدمعاشوں، رندوں اور چوروں کی وجہ سے بازاروں میں گذرنے کی طاقت حقیقت میں نہ کہ مجاز کے طور پر مفقود تھی - اور امن و امان کی نعمت سب لوگوں پر مکدر اور خراب تھی - بہت تھوڑے عرصہ میں ایسے تابع حکم اور فرمانبرداری کے پکے مطیع ہو گئے کہ کاشتکار، دہقان اور کھیتی باڑی کرنے والے، رات کے وقت زراعت کے سامان، زمین کھودنے کے اوزار، تخم اور کام کرنے والے جانوروں کو جنگل میں اس کی بیحد سیاست اور رُعب کے وکیل کے سپرد کرتے تھے اور اگر کوئی شخص کبھی مخفی طور پر اُن میں سے بعض چیزوں کو گھر میں لاتا تو دوسرے روز بیچارے کی زندگی کی کھیتی، فنا کی درانتی سے کٹ جاتی - اسی طرح محلّوں کی حفاظت، عسسوں اور سپاہ لاروں کے سپرد کر دی تھی - اور حکم دیا تھا تا کہ بازار والے بھی راتوں کو اپنی دُکانوں کو مختلف قسم کے مال

اور کھانے پینے کی اقسام کے ساتھ رکھی) چھوڑ دیتے تھے بغیر کسی چوکیدار اور محافظ کے اور خود گھروں کو چلے جاتے تھے۔ اور کسی فرد بشر کو اس کی طاقت نہ تھی کہ کھانے پینے کی ادنٰے چیزوں میں چہ جائیکہ نفیس لباس تصرف اور دراندازی کرے۔

معتبر بزرگوں سے ۱۲۴ سُنا گیا ہے کہ اُن دنوں " اور رات کی قسم ہے جب تاریک ہو جاتی ہے " کی سیاہی میں ایک گروہ چوکیداروں کا چوکیداری کے طور پر گشت کرتا تھا کہ اُن میں سے ایک کا گزر حلوائی کی دوکان پر ہوا اور ان میں سے ایک ڈلی (لوزات) اُٹھالی اور دو درم چاندی کے جو دُگنی قیمت تھی۔ دُکان کے ایک گوشہ میں رکھ دی۔ دُوسرے روز جب سُورج کی ٹکیہ کو افق کے تنور سے کنارے پر لائے مالک دُکان نے جب نہ فروخت کی ہوئی لوزات (حلوا) کے عوض چاندی دیکھی اگرچہ قیمت کے لحاظ سے زیادہ قیمت اس کے ہاتھ لگی تھی تو چھپانے کا سامان اور برداشت کی طاقت نہ رکھی۔ اور سیماب کی طرح بےچینی کی حالت میں درگاہ میں آیا۔ اور چاندی کو دربانوں کو دکھایا اور صُورت حال عرض کی، فوراً فرمایا کہ اس شخص کو جسنے یہ حرکت کی تھی او جھڑی کی طرح کھونٹی پر لٹکا دیں ہ (از مؤلف)

آدمیوں کو بے تامل بھیڑ بکریوں کی طرح ذبح کر دیا۔ دفع نظر بد کے لئے سچ ہے۔
کہ سپند جلایا جاتا ہے۔

حکایت بیان کرتے ہیں کہ اس کا ایک غلام تھا نیک پے نام، بہت ہی محرم راز اور صحیح اخبار تھا (جہینہ اور حسین دو دوست تھے، جہینہ نے کسی طمع پر حسین کو قتل کر ڈالا، حسین کی بہن اپنے بھائی کا قاتل دریافت کرتی رہی ایک روز جہینہ کا وہاں گذر ہوا تو اس نے صاف کہدیا کہ حسین کی خبر میرے پاس ہے، تب سے جہینہ سے صداقت کی ضرب المثل ہو گئی) ایک رات اس کو بھیجا کہ بازاروں میں جائے اور احتیاط کرے کہ وہ گروہ کٹڑوں اور محلوں کی حفاظت کے لئے مقرر ہیں، ہوشیاری کے طریقہ پر چلتے ہیں یا بیداری کی شرط کو ترک کر دیا ہے؟ اُن میں سے کون عاقل اور بیدار ہے؟ اور کون غافل ہے اور خود بینی میں ہے؟ اطراف میں گشت لگانے اور جستجو کی راہ کی حقیقت تک پہنچنے کے بعد اس نے عرض کیا کہ میں نے فلاں شخص کو جو پہرہ داروں کے افسروں میں سے ہے۔ کام میں مستعد اور ہوشیار دیکھا، اس کے عزم کے جاسوس نے خیال کے چور کو نقب کے دروازے پر مضبوط پکڑ رکھا تھا اور اس کی ہوشیاری کا نگہبان، پوشیدہ ہراول سے پہلی گھات میں ٹکرا جاتا تھا۔ اور میں نے دوسرے شخص کو دیکھا

Marfat.com

۱۲۵ کہ پہرہ کی جگہ بیٹھا تھا لیکن نیند کے لشکر نے اس کے دماغ کے شہر کے دروبست کو گھیرا تھا اور حواس کے عملہ کو سوائے قوت متخیلہ کے مقرر کاموں سے بیکار کردیا تھا۔ اور تیسرا حفاظت کے مقام سے غائب تھا اور ملامت کرنے والے زمانے کے عتاب کا مستحق تھا دوسرے روز جب سورج کی کرنوں کے نقب لگانے والے نے صبح کی کھڑکی کو نقب لگائی اور سیاروں کے چوکیدار پوشیدگی کے مضبوط مکان میں گھس گئے حکم فرمایا کہ ان تینوں میں سے ہر ایک کو الکھتر بہد کی سزا دیں۔ شیخ جمال الدین نے بیان کیا کہ میں اسوقت حاضر تھا۔ اُن کی خدمت میں سوال کیا کہ اگر یہ دونوں غیر حاضری اور بے پرواہی کی وجہ سے مستحق عذاب ہو گئے ہیں تو اس کی (پہرہ دار) بھی عقل کی رو سے کوئی وجہ رکھی جا سکتی ہے ہاں یہ شخص جو کہ حالات پر حاوی اور اپنے کام میں محتاط تھا اور آرام کے پہلو کو زمین پر نہیں لگایا جب نوازش کے اسباب کا مستحق نہیں ہو سکتا۔ تو وہ کیوں مجرموں کے گروہ میں شامل کیا گیا ہے۔

جواب میں کہا:۔ کہ ان کی سزا کا سبب یہی غفلت اور بے پرواہی ہے لیکن اس شخص کی گرفت جس نے مراسم حفاظت کو قائم کیا اس وجہ سے ہوئی کہ جب "نیک پے" (غلام) رات کی تاریکی میں چھپ کر اس کے پاس گیا تو غفلت کی وجہ سے اس کو (اس نے) گرفتار نہ کیا اور حال کی تفتیش اور خبر دریافت نہ کی کہ اسوقت باہر نکلنے کا باعث کس مصلحت پر ہوا؟

ایک دن اس نے سواری کا ارادہ فرمایا تھا ایسے رعب اور دبدبہ میں کہ زبانہ کے بادشاہوں کو میسر نہ تھا کسی شخص نے اس کی زینت اور شان پر عام لوگوں کی عادت کے مطابق جو حکام کی شوکت دیکھنے کے حریص ہوتے ہیں۔ ایک نظر ڈالی۔ تو اس بیچارے کی طرف متوجہ ہوا اُسے اپنے پاس بلا کر سوال کیا کہ کس چیز کو دیکھتا تھا؟ اُس بے گناہ کی زبان ۱۲۶ سختی کی گرفت سے بند ہو گئی۔ غصے میں فرمایا یہانتک کہ اس کی جہان کو دیکھنے والی آنکھوں کو خنجر کی نوک سے خانہ چشم سے باہر نکالدیا۔

یہ اعجوبہ مشہور ہے کہ اس کے بہت پیارے فرزندوں میں سے ایک چھوٹا بچہ اس کی گود میں تھا۔ ناگاہ بموجب بچوں کی حرکت کے اس کی انگلیاں باپ کی داڑھی سے چھو گئیں سخت قسم کھائی کہ اس کو کھونٹی میں دار پر چڑھائیں چونکہ بڑے اماموں بادشاہوں اور سلطنت کے ارکان میں سے کسی کو سفارش کی جرأت اور روکنے کی تجویز نہ تھی۔ اس لڑکے کو ایک چادر میں

باندھا اور اس کی قسم کو سچا کرنے کے لئے کھونٹی پر لٹکا دیا گیا۔ صفاہانیوں نے جب اس کی نرمی، رحمت، شفقت، اور محبت کی یہ جنس اس کے فرزند دلبند کے حق میں مشاہدہ کی تو ان کی زندگی کا چہرہ خاک آلود اور عیش کا چشمہ گدلا ہو گیا۔

اس کے عذاب، برے قتل، دلیری اور جبر کے اقسام محرر (مصنف) کو ملامت اور اداسی تک پہنچا دیتے ہیں لیکن غور کرنے والوں کی عبرت اور نصیحت حاصل کرنے کے لئے یہ چند سطریں لکھی گئیں تاکہ عقلمند "ولو کنت" (اور اگر اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم تم درشت کلام اور سنگدل ہوتے تو لوگ آپؐ کے آس پاس سے دور بھاگتے" کی حکمت میں غور کرے ۵

اس چیونٹی کو مت ستا جو دانہ کو کھینچنے والی ہے کیونکہ وہ جان رکھتی ہے اور اسکی
پیاری جان نہایت خوش ہے۔

"جو شخص رحم نہیں کرتا اس پر رحم نہیں کیا جاتا" کے فرمان کے راز کو سوچے اور "آدمی جو اللہ تعالے کی عمارت ہے" کی بنیاد کو ڈھانے پر جب تک کوشش اور امکان کی طاقت ہو پیش قدمی نہ کرے۔ کیونکہ ایسی چیز کا مٹانا جس کا حاصل کرنا طاقت کے محل میں نہیں آئیگا بہت آسانی سے بغیر تاخیر اور فکر کے حکمت اور حکومت کے تقاضا سے نہیں ہوگا۔

بزرگان صفاہان سے ایک عجیب روایت ہے کہ اس کی وفات کے بعد ایک دفعہ اہالی صفاہان میں جھگڑا قائم ہو کر ۱۲ خونریزی میں ختم ہوا مقتولوں کو شمار کیا۔ اور ایک ہزار سے زیادہ آدمی جو خواجہ بہاؤ الدین کے عہد حکومت میں دوستوں کی صحبت سے جدا ہو گئے تھے قتل ہو گئے "فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جیسے تم ہو گے ویسا تم پر حاکم بنایا جائیگا۔

اور اس میں شک نہیں کہ فوری عذاب عوام الناس کے سامنے پیش کرنا جو دیر میں آنے والے خوف (قیامت) کے وعدے سے پرہیز نہیں کرتے عقلمندوں کے نزدیک دین اور دولت کے حال کے حسن اور مصلحت کا موجب معلوم ہوتا ہے۔ اور یہ قاعدہ۔ کہ جس چیز سے بادشاہ روکتا ہے جس سے کہ قرآن روکتا ہے اس سے زیادہ ہے" اس کی تصدیق کرتا ہے لیکن اس کی بھی مقررہ حد اور مشروط شرط ہو سکتی ہے۔ کیونکہ زیادتی اور کمی اس بارے میں عقلمندوں کی رائے کے خلاف ہے اور اچھے کام درمیانے ہوتے ہیں۔

اگرچہ غلبہ اور انتقام کے شیوہ میں حد سے زیادہ مبالغہ کرنے والا تھا۔ اس سے دو چند طریقہ بذل اور سخاوت کا التزام کرتا۔ اور انعامات اور عطیات کی امداد سے بالخصوص اہل علم کو

Marfat.com

فیض پہنچاتا۔ اور علما کی شان کی شوکت اور قدر کی تعظیم میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کرتا۔ اس نے اپنے اوقات کو تقسیم اور بانٹ رکھا تھا۔ جب دربار کے ایوان خانہ سے اُٹھتا تو کچھ دیر کے لئے "اہل علم بھائیوں سے گفتگو اچھی ہے بہ نسبت حسینوں کے ساتھ چشمک زنی سے" کی بساط بچھاتا اور راحت لینے کے لئے ایک لحظہ فاضل دوستوں کے ساتھ شراب کے پیالوں کی جرعہ کشی سے اُنس حاصل کرتا۔ اور باقی اوقات کو مہمات ملکی کے پورا کرنے میں مصروف اور حالات کے کھولنے اور لوگوں کے مختلف طبقات کے عقائد معلوم کرنے پر موقوف رکھتا اور رات کا کچھ حصہ زنان حرم اور نیند کی لذّت کا ہوتا۔ اور شاہانہ محلات اور مکانات بنائے اور سیر گاہیں اور تفریح گاہیں کہ فردوس عدن کے باغ، چراگاہیں۔ چھپر کھٹ اور تخت جن کے رشک سے شرمندہ ہوتے تھے۔ آراستہ کئے اور باوجود اس کے کہ بلندئ درجات پر علم حاصل کرنے، عزّت کی پُشت خنگ پر سواری کرنے، قوانین لذّات کے مکمّل کرنے اور ناز نعمت کے فنوں میں زیادتی کرنے میں اس حد تک (پہنچا ہُوا) تھا۔ چونکہ اس کا بھائی خواجہ ہارون آداب کے طریقوں، فضائل کی صورتوں، اور علم و حکمت میں اس سے زیادہ تھا۔ اس کے ساتھ ایک طرح کا رشک اور حسد کرتا تھا۔

مال کے ذخیرے، مرتبہ اور دُنیاوی منصب کہ زوال اور انتقال سے برباد ہو جاتے ہیں، فضائل ذاتی کے مقابلہ میں جن سے دُنیا اور آخرت میں نفس حقیقی طور پر زندہ رہتا ہے کیا مقابلہ کر سکتے ہیں؟ مال لذات جسمانی کا مادہ ہے اور علم قُوّت روحانی کا مددگار۔ پس جس قدر رُوح کو جسم پر فضیلت ہوگی علم کو مال پر اُسی قدر زیادتی ہوگی۔ مال زبردستوں کے تعرّض، چوروں کی طمع اور خرچ کی کثرت سے آفات اور خوف کا شکار رہتا ہے۔ اور علم، ہر قصد کرنے والے کی لوٹ جھپٹ سے محفوظ اور سالم رہتا ہے۔ اور پھیلانے، خرچ کرنے اور فائدہ پہنچانے کے پیالے پلانے سے زیادہ اور دُگنا ہوتا ہے۔ مال علم کے ساتھ کب مقابلہ کی طاقت رکھتا ہے؟۔ مال، ایک مادہ ہے جس کو گرھوں اور کوٹریوں میں، ضائع ہونے کے ڈر سے رکھتے ہیں اور علم ایک "صورت" ہے جو عقل فعال (دسویں عقل) کے نتیجہ سے رُوح کی تختی پر نقش پاتا ہے۔ اِن مقدمات کی بنا پر اگر اُسے کسی قسم کا رشک ہوتا تو کمی نہ کرتا۔ اس دعوے کی تحقیق کے لئے موجودہ زمانہ کے بعض اکابر فاضلوں نے منہ در منہ بیان کیا کہ انھوں نے بغداد میں دفع ملال کے لئے چاہا کہ گلگوں گھوڑے (شراب) کو میدان عیش میں، خلوت کے

اندر جولانی دیں اور کچھ دیر ابلق گردوں کے حوادث اور اغیار کے ازدحام کی بھیڑ سے کنارہ کشی کریں۔ منوچہری کے چہرہ والے (بہشت جیسے چہرے والا) انوری ہیئت والے (منیوں او سعید طالع آفتاب کے نیلے آسمان کے قبہ پر طلوع ہونے سے قبل فردوسی شکل حسینوں اور لطیف عنصر جیسے پیالوں کے حاضر کرنے کی اجازت دی۔ دونوں بھائی فرقدین کی طرح پھر آئین مجلس میں چند رازداروں کے ساتھ جو اہل کرم میں سے تھے اور فضل اور ادب کے ... انجمنیوں کے ساتھ ہ

بحتری، اصمعی، جاحظ اور صابی کے مانند ہر ایک، شعر، ادب، فضل اور ترسل میں مشہور ہے۔ (یہ مشاہیر مندرجہ فنون میں بتدریج مشہور تھے)

بیٹھے۔ ایسی جگہ میں جو دمیتہ القصر (تصنیف ابوالحسن) کے عجائبات کی طرح لطائف سے آراستہ، ایسی سیرگاہ میں جو خوش آیندہ حدیقۃ الحدائق کے مانند نوادرات سے مزین، جس کی شراب سلسبیل کی نہر سے زیادہ میٹھی اور صاحب جلیل کی منظومات سے زیادہ نفیس اور جس کی خوشبو باد شمال سے پاکیزہ تر اور پاک تر اس شخص کے قول سے جس نے کہا (یہ عربی شعر کتاب میں سے حذف کر دیا گیا ہے) ہ

اس کی نسیم کی خوشبو سے جو نیند لاتی ہے۔ اگر مخمور اس میں سو جائے تو اسے افاقہ ہو جائے۔

معشوقوں کا متنبی کی "بدریات" (مجموعہ قصائد) سے زیادہ دلکشا اور ساقیوں کی زلفیں معرّی کی درعیّات سے زیادہ پیچیدہ۔ سارنگی کا نغمہ۔ داؤد کے نغموں کو رشک دلانے والا، راگ رنگ کی آواز ضبی کی منقولات (کتاب) گانے والوں کا گانا صابی کے رسائل، اور ناچنے والوں کا ترانہ فارابی کے معمولات۔ خرمن گل کی بجائے گلنے والی عورتیں۔ بلبل کے نغمے کے عوض سرودوں کی نمر، ظریفوں کی چھیڑ خانیاں، راغب کے محاضرات کی طرح پسندیدہ، حریفوں کی خوش گپیاں قوت القلوب کی طرح غذائے روح۔ مے پرستوں کا عیش جان بخش ایہامات سے حد کمال کو پہنچا ہوا۔ سرمستوں کے سرود اثیر کی غزلیات سے بلند فلک تک ملے ہوئے اور خاقانی کی دلپذیر ملمع نظم (فارسی عربی ملی ہوئی نظم) ارباب ہوش کے کانوں میں پیوست ہو گئی تھی ہ

(۱) اور جب پردے صبح کو گائیں تو اے طالب عطائے مکیناں کو قبول کر دمکین عطا:

Marfat.com

شراب یا نمکین باتیں)، ہوا صبح کی شیریں ہنسی سے پُر ہے منٰ۱۳۰ لاتلغ صراحی کا گریہ لالا (مراد شراب)

(۲) فضلہ شراب کو زمین پر گرا دے کیونکہ زمین بے زینت ہے اُسے منقش کپڑوں اور حمائل سے آراستہ کر دے یعنی شراب زمین پر گرا۔ صبح کی قبا کے لئے مشکیں زرہ مسلح ترکوں کی زلفوں کی خوشبو سے تیار کر۔

سب کے کان عود ساز کے نغمہ میں غرق اور دماغ عود سوز کے بخارات کو سونگھنے والے اور زبان اس دل افروز قول کو بار بار کہنے والی تھی ؎

اے عود بجانے والے یار اور اے عود جلانے والے محبوب۔ ایک عود (ساز) کو بجا۔ اور دوسرے عود کو جلا۔

اس مجلس میں مولانا صفی الدین عبدالمؤمن اُنس کے ہار کا ذریعہ تھا۔ جب خواجہ ہارون پر شراب کی خوش اور مست کرنے کی طاقت نے اثر کیا تو اس نے عیش کے زیادہ چاہنے، بے تکلفی اور خوشی کے حاصل کرنے کی راہ سے کہا "اگر صفی الدین ہمیں اپنے دستر خوان فضائل سے نوالہ دے اور طبع لطیف کے شیریں پانی سے تھوڑا سا (پس خوردہ) عطا کرے اور ایک لحظہ استسقا کے مریض کی شکل والے ہمہ تن پیٹ (طنبورہ) کی نبض چھوئے (بجائے) تو کیا ہو گا"۔ خواجہ بہاؤالدین نے بطور مواخذہ کے کہا "کہ مولانا صفی الدین جیسے لوگوں کو کس طرح خالی نام سے خطاب کرنا گوارا کرتے ہو" پھر اس نے حاضرین کی طرف رُخ کیا پانی کی طرح تقریر کی کہ ہارون دل میں خیال رکھے کہ "چونکہ میں صاحب دیوان کا خلف صدق (فرزند) ہوں اور شرف خلافت کی سیپی کا موتی میرے نکاح کی لڑی میں منسلک ہے اور میرے بیٹے کا نام مامون ہے اور میں خود بغداد کا حاکم ہوں۔ جو خلفاء کی عزت اور بیشمار فضائل کی قرارگاہ ہے پس اگر عادت خلفاء کے مطابق میں نے اُن کو صفی الدین (بغیر لقب کے) پکارا تو عجیب اور بعید نہیں کھائی دیتا

صہ۱۳۱ خواجہ ہارون باوجود اس کے کہ بلند مرتبہ کی خصلت، بھائی کی سختی اور تنگ مزاجی جانتا تھا جواب میں ایسے طریق سے، جو آداب کے فنون کا جامع اور لطائف کے اصناف پر مبنی تھا۔ کہا "اگرچہ خواجہ اسی طرح فرماتا ہے۔ چونکہ یہ معانی قضیہ کی صورت اور حال کے موافق ہیں بادر وہ (کلام) جو کہ زبان اشرف پر جاری ہوا بالتمام موجود ہے۔ عذر کی طاقت نہیں"۔

القصہ جب اس کا کام ایلخانی عنایت کے ذریعہ سے جلال کی چوٹی تک پہنچا اور اس کے مظالم

Marfat.com

اور ملوک عراق کی بیخ کنی اور قلع قمع میں حد سے گذر جانے کی نادر کہانیاں پادشاہ کی رائے پر ظاہر ہوتی تھیں وہ اُن کو کمال مردانگی اور دلیری کی کثرت پر محمول کرتا تھا۔ ع

اور رضامندی کی آنکھ ہر عیب کی طرف سے غیر متوجہ ہوتی ہے

اور جس قدر کہ صاحب دیوان (شمس الدین) فرزند (بہاؤ الدین) کی جوانی اور جان پر بے حد شفقت اور دلسوزی کی راہ سے اُس کو اس جرأت اور آبروریزی سے منع کرتا تھا (جو وہ اصفہانیوں کے ساتھ برتتا تھا) اور عقلمندانہ دلائل اور عاقلانہ مثالوں سے ظاہر کرتا تھا کہ ضرور اس طرح کے بے گناہ قتل کا بُرا نتیجہ ظاہر ہونے کی توقع ہے۔ اسکے اکھڑپن کے سلسلۂ کی تحریک کا باعث اور غضب کی آگ بھڑک اُٹھنے کا سبب بنتا تھا۔

انجام کار روزگار نے اپنے جوہر کے عطیوں کے واپس لینے اور مرغوبات کو پھیر لینے میں ظاہر کیا۔ اور راز۔ ع۔ اسباب مختلف ہیں اور بیماری ایک ہے + فاش ہو گیا۔ مختلف امراض کے عارضے اور متضاد بیماریوں کے مختلف اقسام نے رُخ دکھایا اور "طبیعت جو قوائے بخشندہ الٰہی میں سے ایک قوّت ہے جس کا کام مناسب اور نامناسب میں تمیز کرنا ہے" کے بادشاہ نے جو جسم کی سلطنت کا مالک تھا، مواد کی درستی، مزاج کو اعتدال پر رکھنا اور انتظام اعضاء سے عاجز ص۱۳۲ ہو گیا اور روح حیوانی۔ جو قوائے جسمانی کی ضامن ہے۔ نے سستی اختیار کی۔ ابھی اس کی زندگی کے ایام نے تیس سال کی گرہ نہیں دی تھی، اس کی جوانی کی رات نے بڑھاپے کی صبح کا اثر نہیں پایا تھا۔ اور اس کے کوّے کے پَر (سیاہ بال) جو اصل پوش (سفید) نہیں ہوئے تھے کہ زمانے نے، اس کی عمر مقدر کے روزنامچہ کو میزان (خاتمہ) تک پہنچا دیا۔ اور اس کے اس قدر فخر اور تکبّر میں سے سوائے حسرت اور ندامت کے باقی نہ رہا ؎

(۱) فریاد ہے اس دُنیا کی (رنج بڑھانے والی اور راحت کو جلانے والی آفت سے۔
فریاد ہے اس جان کو شکار کرنے والی ستم پرور گردش آسمان سے (۲) کہ ایسی
صورت جسے اس نے ایک عمر (مدت) میں منقش کیا خود مٹا ڈالا۔ وہ گوہر جس کو
تیس سال پرورش کیا۔ خود توڑ ڈالا۔

(۱) اہل عصر میں سے ایک نے اس کی تاریخ وفات ان دو تین بیتوں میں درج کی ہے ؎

Marfat.com

صاحب آفاق بہاؤالدین کا جانا۔ جس کے ایوان کا پہرہ دار زحل اور دربان قمر تھا (۲) اس فنا ہونے والے جہان سے جہان باقی کی طرف ہفتہ کی رات سترہ ماہ شعبان کو۔ سال چھ سو کے اوپر ستر اور اس پر آٹھ زیادہ (۶۷۸ھ) شہر اصفہان میں جو اس سے سرسبز اور آباد تھا۔

صاحب دیوان (شمس الدین) غم کے غرقاب میں گر گیا اور بڑھاپے کے سمن برگ کو سُرخ رنگ آنسوؤں کے قطروں سے پانی دیتا اور اپنے خاطر زادہ (تصنیف کردہ اشعار) سے (یہ شعر) پڑھتا تھا ۔

(۱) اے فرزند محمد۔ اے وہ کہ تیرا غلام آسمان تھا۔ اے وہ کہ تیرا ایک بال زمانے کے بازار کی قیمت تھا (۲) تو باپ کی قوت تھا۔ اس لئے (تیری وفات سے) باپ کی پیٹھ کُبڑی ہو گئی۔ حسینوں کے ابرو کی مانند تیرے دیدار کے بغیر۔

اگرچہ اور بال بچے بھی رکھتا تھا جن میں سے ہر ایک بلندیوں کے آسمان کا روشن چاند اور فضائل کے چمن کا خراماں سرو تھا مگر زندگی میں عمدہ سہارا اور پُشت پناہی اور بعد از مرگ مرتبہ اور نیابت کے جمع کرنے کا مستعد صرف اُسی کو جانتا تھا ۔

ذکر شاہزادہ قیدو اور اس کی سلطنت کے بعض احوال کا بیان اور براق کا بلاد مشرقی پر حملہ کرنا

قیدو، اوکتائی قاآن (پسر چنگیز خاں) کا پوتا تھا اور اس کا باپ غازی اغول تھا وہ ایک عقلمند۔ عادل، کامیاب، دولتیار، بلند ہمت شہزادہ تھا اور اس کی دُور بین عقل، جدال اور نزاع سے پاک تھی اور سچ فرمایا ہے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے "اصل اپنی طرف کھینچتی ہے"۔

جب سلطنت کی نوبت قوبلائی قاآن تک پہنچی اور آریغ کی حرکتیں اور آلغو کی سرکشی بڑھ گئی تھیں حکم دیا تاکہ ایک کثیر لشکر یعنی بہت بڑا لشکر ورپلے جیحون کے کنارے تک آ جائے اور تمام شہزادوں کو جیحوں کے اطراف میں جس وقت بھی اصرار کی صورت تنیغا ہ کے کارخانے میں نقش کریں اور اس کے ذریعہ سے غرور کے خیال میں ہیں۔ درمیان سے اٹھادیں (قتل کر دیں)

Marfat.com

چنانچہ قوبلائے قاآن کے ایلچی بغیر کسی روک ٹوک اور اندیشہ کے پادشاہزادہ ۱۳۴ ہلاکو خاں کے پاس آئیں جائیں۔ قیدو نے اس بات سے ناراض ہو کر مخالفت اور نافرمانی کا خیال کیا اور قدم لڑائی اور مقابلہ کی راہ میں رکھا اور اس دلیل سے تمسک کیا اور مداخلت کی کہ پادشاہ کشورکشای چنگیز خاں نے حکم نامۂ بزرگ میں۔ جو مشتمل ہے قانونِ رسومِ مُلک گیری اور تمام احوال جہانگیری کے دستور پر۔ جو حکایت کرتا ہے تقدیم اور تاخیر امور کی اور ہدایت کرتا ہے جمہور کی کمی اور زیادتی کی علامات کی۔ صاف روشن، واضح اور معین طور پر فرمایا ہے کہ جب تک اوکتائی قاآن کی نسل سے کوئی شیر خوار لڑکا زندگی کے دائرہ میں ہو، بیٹوں اور پوتوں میں سے وہی تاج اور رایت شاہی کی وراثت کا مستحق اور متواتر احکام و نواہی کے قیام کا حاکم ہوگا۔" ان وجوہات کی بنا پر بہت سے شاہزادے اور لشکر کثیر اس کی حمایت کے جھنڈے کے نیچے جمع ہو گئے اور حدود تلاس، کنجک، اترار، کاشغر اور بلاد ماوراء النہر پر غلبہ پالیا۔ اور مغلوں میں اس کی شجاعت اور اس کے لشکر کے انتقام کی زیادتی کی ضرب المثل بیان کرتے تھے۔ اور کہتے ہیں "جس پادشاہ کا لشکر قیدو کے لشکر کی طرح متفق اور دلاور اور سیاست اور عدل قوبلائی قاآن کی مانند اور گھوڑوں کی سواریاں قبچاق کے گھوڑوں جیسی ہوں۔ اسکی سلطنت زوال پذیر نہیں ہوتی۔" اور اس تمثیل کی تصدیق اور اس تاویل کی تحقیق اسوجہ سے مقرر ہوتی ہے کہ مدتوں اس کے لشکر اور لشکر قاآن کے درمیان دشمنی اور لڑائی قائم رہی اور چند دفعہ لشکر کثیر زمانہ دراز تک اس کی (قیدو) طرف چھ ماہ کے راستہ تک بڑھ گیا اس طرح کہ لشکر قاآن نے ارزن جس کو توکی (چینہ) کہتے ہیں جنگلوں میں بو دیا ہے اور بادل کے سینچنے والوں نے بارش کے پانی کے چھینٹوں سے سیراب کیا ہے اور آفتاب کی گرمی سے تربیت پا کر یہاں تک کہ فصل کے حاصل ہونے کے زمانے تک، کہ اس کی مدت کم و بیش چالیس دن بیان کی ہے جانوروں کا چارہ اور خوراک ۱۳۵ اُس کا بنایا ہے باوجود اس قدر مشقتوں کے برداشت کرنے اور حسینوں کے ہجر کی رات کی طرح لمبے اور طویل راستے طے کرنے کے۔ جنگ کے دن شکست کھانے والے اور بھاگنے والے ہوئے ہیں اور اُن کی کوششیں رائگاں گئیں ہیں۔ اور ایک دفعہ لمغان پسر قوبلای نے ۶۶۱ھ میں خود لشکر کشی کی، اس کو مقید کر لیا۔ اور اس کے لشکر کی کثرت اس کی مددگار نہ ہوئی۔ پس اس کے قتل پر باوجود قدرت حاصل ہونے کے جلدی نہ کی۔ اور اس کو منگو تیمور کے پاس بھیجدیا۔ قبچاق کی طرف "قوبلای قاآن"

Marfat.com

اس حالت سے آزردہ اور پریشان ہُوا اور اس کے دل کا آئینہ ہر وقت اس کے لشکر کی تلوار کی نمی سے رنج ومصیبت کے زنگ سے بھر گیا۔ آخر منگو تیمور نے لمغان کو صحیح سلامت شایاں آئین کے ساتھ پھر تو بلای قاآن کی خدمت میں بھیج دیا اور اس کو اس دربار میں قُرب حاصل کرنے کا ذریعہ بنایا۔ مقصود یہ ہے کہ ہر دفعہ کامیابی "قیدو" کو ہوتی اور جب کبھی فتح حاصل کرتا اس علاقہ کو اپنے قبضہ میں لے لیتا، اسی طرح سرحد خان بالیغ تک (علاقہ) عزم ثابت اور مکمل کوشش سے فتح کر لیا اُس کے لشکر کی صفت کے لئے یہ کلمات تحریر کے قابل ہیں اور کاتب (مصنف) بھی خوف اور شرمندگی بلکہ حیرانی اور قصور کے محل میں ہے "اُنکے نزدیک قتال اقبالمندی ہے اور فاقہ، دولت ہے، تلوار بخشش ہے۔ نیزہ خوشبو ہے اور تکلیف مفید ہے۔ تلواروں کی چکاچک کے مشتاق ہیں جیسے عاشق پیاسا ہوتا ہے میخواری اور وصال کا۔ دوست رکھتے ہیں دلیروں کی لڑائی کو اظہار خصومت میں اُس عاشق کی طرح جو چُوستا ہے معشوق کے لعاب دہن کو ہونٹ پر ہونٹ رکھ کر" نیزوں کی انیوں کی نوک کو ملیح حسینوں کے رُخ کا بوسہ سمجھتے ہیں اور دلیر مردوں کے نعروں کو سیم تن، گانے والی ستر بجانے والی حسین، ناچنے والی اور بازیگر عورتوں کا گانا خیال کرتے ہیں۔ جیسا کہ میں (مصنف) نے کہا ہے ؎

جب لڑائی کا نقارہ بجے تو اُنکے نزدیک ملک! زخم، رحم، ڈھال، خوف، عذاب، حفاظت۔ اور سختی، بوسہ ہے۔

باوجود اس شجاعت اور دلیری کے وہ ہر گز لڑائی اور مقابلہ کے ارادے میں ابتدا کرنیوالا نہ ہوتا مگر جب تک لشکر قاآنی اس سے لڑنے کو حرکت کرتا۔ اسوقت اپنی سلطنت کی ناف (دار الخلافہ) سے مدافعت کرنے کے لئے اُن کا استقبال کرنے والا ہوتا۔ اور یہ طریقہ عقل کی رو سے نہایت پسندیدہ ہے اور شرع اسلامی کی زبان بھی حملہ کرنے والے کے مقابلہ کی قائل ہے۔ بیشک۔ اس کے لشکر سے فتح کا لشکر ملاقات کرتا تھا اور اس کی طاقت اعلےٰ بلندی پر چڑھ جاتی تھی۔ اس کی باگ کی حرکت سے ہوا دولت کے ساتھ متحرک ہوتی تھی اور اس کے رکاب کے سکون کے وقت مصیبت کی آگ ساکن ہوتی تھی۔ جسوقت کہ "آلغو" کی ناگزیر حالت ہوگئی (مرگیا) اور "مبارک شاہ" نے اس کی جگہ لی۔ جیسا کہ اس کا بیان کیا جاتا ہے "براق، باسمار، اور مومن" "چغتائی کے پوتے کہ اُن کا باپ "ایسان توا" تھا حدود

چغانیاں میں جاگیر معین رکھتے تھے بُراق نے اس حادثہ کے سُنتے ہی لشکر کشی کی اور مبارک شاہ ملک ماوراءالنہر سے پیچھے پھرا اور اپنے آپ کو امور سلطنت کا قابض بنا دیا۔ اوڑ اور کند" میں ۶۶۳ھ کے شروع میں تخت پر بیٹھا اور آلغو اور ہرغنہ کے خزانوں کو اپنے قبضہ میں لے آیا ۵

(۱) بہت سے لوگوں نے خزانے جمع کئے اور دُوسروں نے لے لئے۔ کسی قدر کوششیں
انہوں نے کیں اور آخر مر گئے (۲) کسی شخص نے سلطنت ورثہ میں نہیں لی۔ مگر
قُوت بازُو کے زور اور دلیری سے حاصل کی۔

ھٹ ۱۳۷ جب "قیدو" احوال کے تغیر اور امور کے انقلاب اور لشکر قاآنی کے قصد جنگ کی وجہ سے تلاس اور کنجک سے حرکت میں آیا تو "براق" ڈر گیا کہ ایسا نہ ہو کہ وہ (قیدو) بخارا اور سمرقند کا قصد کرے اور (یہ ملک) اس کے قبضہ سے نکال لے۔ اس خوف سے سبقت کی اور قیدو کی طرف چڑھائی کی۔ آب خجند کے مقام پر جنگ کی آگ کو جلایا اور حملوں کی ہوا اس طرح چلی کہ مٹی کے ذرات بے آرام ہو گئے ۵

تیر کی آواز اور شمشیر کی چاکاچاک نے ہاتھی کا مغز اور شیر کا پتہ چیر ڈالا۔

پس لشکر قیدو نے مل کر حملہ کر دیا ایسا کہ بہت بڑے پہاڑ کا دل اس کی ہیبت سے ذرے کی طرح ہوا میں سبکسار ہو جاتا۔ براق نے ارادہ کو شکست پر مقصود بنایا۔ اور پھر بخارا چلا گیا۔ اور گوہر کی طرح سخت پتھر میں پناہ لی۔ اور ترتیب جنگ اور پختگی ارادہ سے جنگ کو نئے سرے سے شروع کر دیا اور اس قرارداد پر کہ چونکہ روز قیامت سے خبر نہیں رکھتا تھا، اہالیان و ساکنان شہر سے مردم شماری کا حساب اور ٹیکس (تکالیف) کو لینے لگا۔

اور طائیفو کے پاس یوشا کو بھیجا کہ سمرقند اور بخارا کے باشندے اگر اپنی زندگی اور بیوی بچوں کی سلامتی چاہتے ہیں تو خالی ہاتھ شہر سے نکل جائیں۔ تا کہ لشکر جو بے سامان ہو گیا ہے اندر داخل ہو جائے اور جو کچھ رکھتے ہوں وہ لوٹ لیں۔ اور کوچ کے گھوڑے کی پُشت پر سواری کی طرف رغبت کریں۔ وہ لوگ بڑے لوگوں اور بزرگوں کے ساتھ سفارش کے لئے آئے اور مقرر کر دیا کہ ہر ایک قبیلہ اور گھر کی تفصیل مرتب کریں اور بالش ہائے زر خزانہ میں داخل کریں تا کہ لشکر کی ضروریات میں صرف کرے پھر اہل حرفت کو دن رات ھٹ ۱۳۸ ہتھیاروں کے بنانے اور آلات حرب کی درستی میں مشغول کر دیا۔ اس ارادہ سے کہ دوسری دفعہ اپنے کو پھر آزمائے اور میدان جنگ میں جولانی دکھائے۔ ع کہ نصیبہ کس کا ہے؟ اور وہ کس کو دوست رکھتا ہے؟

Marfat.com

اگر آرزو کا سبو جستجو کی نہر کے کنارے سے درست نکل آیا اور نیک نامی کی آبرو باقی رہی تو فھو المراد۔ (بہتر) ورنہ اگر اُلٹی گردش کرنے والے طشت (آسمان) کی گردش سے نام و ننگ کا تھال بدبختی کی چھت سے نحوست کے پتھر پر گرے تو کسی دوسری طرف نکل جائے اور چیونٹی کی طرح تھال میں سرگردانی کو اپنا پیشہ بنائے۔ اور دستہ دار تھال کی مانند زمانہ کے رنج کا حلقہ اپنے کانوں میں ڈال کر اپنے آپ کو بیباک بنائے کہ اچانک "قبچاق اغول" پانچ سواروں کے ساتھ قیدو کے دربار سے ایلچی کے طور پر آیا اور پیغام لایا کہ بُراق پھر خودرائی کے راستہ کو طے کرتا ہے اور کاموں کے انجام کو نہیں دیکھتا۔ اور ہمارے لشکر کے ساتھ از سر نو مقابلہ کرنے کے ارادہ سے اپنے آپ کو اور سمرقند و بخارا کے باشندوں کو عذاب اور مصیبت میں ڈالا ہے۔ آزمودہ چیز کو آزمانا حرص و زیادتی پر ضد کرنا اور زیادتی اور لالچ کرنا صاحب دولت اور ہوشمندوں کا کام نہیں ہوتا ؎

وہ کہتا دیوانہ دل اور بیہودہ رائے ہے۔ جو آزمودہ کو ہمیشہ آزمائے

چنگیز خاں نے اس لئے خطرات کی سواریوں اور اطراف کے بوجھوں کو برداشت کیا اور صبح کے جھنڈے کی مانند زمانہ میں شہرت پائی اور آفتاب کی طرح جہانگیری میں تیغ زنی اختیار کی اور آباد زمین کے چُنے ہوئے علاقوں کو قبضۂ تصرف میں لایا تا کہ ہم فرزند جتنی مدت تک کہ زمین میں مہلت حاصل کی ہے، سلامتی، خوش خوئی، خوشحالی اور راحت سے زندگی بسر کریں اور گذرے ہوئے اور ناموجود کا غم، ایسا اندوہ ہے جس کا چشمہ بڑھنے والا ہے اور ایسی مصیبت ہے جس کی محنت بڑھنے والی ہے بموجب ؎ شعر عربی

خدا تمہیں نیکی دے میری بات سنو کیونکہ میں تمہارا خیرخواہ ہوں۔ روز گذشتہ تو گذر گیا آج اس بات کی کوشش کرو کل تمہیں فائدہ پہنچے۔ جو کوئی جہان کا غم کھاتا ہے وہ کب زندگی کا پھل کھاتا ہے؟ جا تو جہان کا غم نہ کھا تاکہ زندگی سے فائدہ اُٹھائے (۲) تا کہ جہان کو بُرائی کے سپرد نہ کریں۔ کوشش کے ساتھ نیکی کا پورا ہاتھ پکڑیں۔

مصلحت صلح ہے اور ہم کو ایک دوسرے کے کینہ کے مقابل۔ جو اتفاق کا حکم رکھا ہے۔ معاف کرنا چاہئے اور سلامتی کے چنبر سے سر باہر نہ نکالنا چاہیے تاکہ مل کر جانوروں کی چراگاہیں اور لشکر کی چھاونیاں مقرر کردیں اور بیفائدہ کی دھوڑ دھوپ درمیان سے اُٹھ جائے"

(قیدو کا یہ پیغام براق کے نام قبچاق اغول نے پہنچایا)

قبچاق اغول نے پیغام پہنچا دیا۔ طائیفو، مسعود بیگ اور جس کا بخت مددگار، عقل رہبر، دانائی کی آنکھ مصلحت بین اور ہوش کے کان نصیحت سُننے والے تھے۔ نے ان کلمات (پیغام) کو جو عقل کے کانوں کے گوشوارے، اقبال کے بازو کے تعویذ۔ اور دولت کی دائیں ہاتھ کی انگوٹھی کے لائق تھے۔ پسند کیا اور کہا کہ خالص درست فکر اور درست تدبیر کا خلاصہ یہ ہے اور اس میں کچھ اضافہ نہیں ہو سکتا۔ اس قرارداد پر بنیاد اور اس بنیاد پر یہ قرار پایا کہ فی الحال
ص ۱۴۰ ماوراء النہر سے مسمی لینا ترک کر دیں اور شہزادوں کے درمیان اتنی باتوں کے بعد ملاقات ہو جائے اور لمبی لڑائیوں کے عوض میں مہربانی آجائے اور صفائی کی گرہ باندھیں اور سالیانہ حوالہ جات کے حساب پر ہر شخص خلاصی کا نسخہ لکھ دے۔ پس انہوں نے دشت قبوان اور رباط ابو محمد کے نواح میں ایک جشن ترتیب دیا اور گانے والوں نے چنگ اور چغانہ پر نوا اور عشّاق کے پردہ کو۔ جو اُن کا مقررہ نغمہ ہے۔ بجایا۔ غم اور رنج کی سواریوں کو آزاد کر کے خوشی کے نعروں کو کانوں میں ڈالا اور غم (کی (نام موضع) شراب کو بے غمی سے (شراب کی تعریف)

(۱) جو عقل کا معیار، نیند کی دوا، مُنہ کی رونق ہے درد کا علاج، جسم کی راحت رُوح کی غذا ہے (۲) طبع کی طاقت، نطق کا آلہ، خون کی مصفّا۔ غم کو دُور کرنیوالی دل کی شفا، رُوح کی راحت ہے (۳) سخاوت کی اصل، مردانگی کا عنصر، حُسن کی ذات، تواضع کی آنکھ، لطف کا جسم اور بیان کا سر ہے۔

نعرہ ہائے مسرت کے درمیان غٹاغٹ پیا۔

اس طرح دو لشکر جو "آرشی تیر" نے "چاچی کمان" میں ہمیشہ ایک دوسرے مقابل رہتے تھے۔ حفاظت تمام کے ساتھ بڑے پیالوں کو فوراً پی گئے۔ اور اشاروں اور توضیح کے ساتھ مصنّف کی تصنیف سے اس غزل میں مرکب قول محیّر (نام نغمہ) کہتا تھا ٥

اے باوقار ترک تو غمگین کیوں ہے ص ۱۴۱ چاہے ترے پاس تیز شراب ہے یا ہلکی
تو یہ پیالہ مجھے دیدے

اگرچہ اس سے پہلے منافقت کی وجہ سے دونوں طرف کینہ کی تلوار چلاتے تھے مگر اب ٥
تمام مُنہ حسن و خوبی کی وجہ سے صبح کے پھُول تھے اور دو مغز والے بادام کی طرح بالکل
دل تھے۔

ایک دوسرے کے سامنے شراب پی۔ شہزادوں نے ایک دوسرے کے ساتھ انگور کا خون پیا۔ اور ایک دوسرے کے ساتھ لباس تبدیل کر کے ایک دوسرے کو مُبارکباد دی اور اسکے بعد زمین کی سطح کو شراب کے جرعہ گرا کر عاشق کے چہرہ کی طرح اشک آلودہ کر دیا۔ پختہ عہد اور پکے وعدوں کے ساتھ طرفین سے یہ (عہد) محکم ہوگیا کہ کینہ اور دُشمنی سے دُور رہیں ! در اتفاق اور اتحاد سے ایک دُوسرے کی پُشت پناہ۔ کینہ کی گرہوں کے کھُل جانے اور نفرت کی گرد کے دُور کرنے کے بعد قرار پایا کہ شاہزادوں میں سے ہر ایک، مقررہ قبیلوں اور خاص کارخانوں سے جو بخارا اور سمرقند میں رکھتا ہے۔ قناعت کرے اور لشکر براق کی چھاونی گرم سیلرو سرد سیر علاقوں میں مقرر کی اور قیدو نے اپنے لشکر کو بخارا کے دوسری طرف جگہ دی۔ چنانچہ وہ بخارا اور براقیان کے درمیان حد فاصل تھے اسوجہ سے کہ لشکر براق عیش پرست نہیں تھا اور آغاز صلح میں بھی وہ ناراض تھا۔ قریب زمانہ میں ایک لشکر منگوتیمور کی طرف سے نازل ہُوا۔ لشکر قیدو نے ان کی مدافعت کے لئے اپنی چھاونی سے حرکت کی۔ براق نے آرزوؤں کا میدان خالی پایا اور پھر بخارا میں آیا اور ۶۶۶ ھ کے آخر میں مسعود بیگ کو ایلچی کے طور پر آباقا خاں کی خدمت میں بھیجا اور دوستی اور مصالحت کا اظہار کیا اور اس کی غرض پیغام رسانی اور خط و کتابت سے یہ تھی کہ لشکر کی تعداد ؟؟؟ اور راستے کی کیفیت کی احتیاط رکھے اور خیال میں یہ ٹھانا اور دل میں مقرر کر رکھا تھا کہ اس علاقہ (آباقا خاں) کا قصد کرے بہتری کی امید کے ساتھ مسعود بیگ اپنے نام کی طرح مبارک شگون اور اپنے عقیدہ کی طرح درست عزم، اور اقبالمندوں کے ستارے کی طرح قوی دل کے ساتھ دریائے جیحون سے گذرا۔ اور جس منزل پر پہنچا احتیاط کے پہلو کو مدنظر رکھتے ہوئے دو راس گھوڑے ایک مسند کے پاس وہاں رکھے اور اس کی نگہداشت اور ہوشیاری کے طریقہ کو لازم کرنے میں مبالغہ کیا۔ جب اس صاحب دولت روشن دل (مسعود بیگ) کے پہنچ جانے کی شُہرت پہنچی تو اُمراء اور صاحب دیوان شمس الدین اس کے ورود کے اعزاز اور تشریف آوری کی تعظیم کے لئے استقبال کے شرائط اور مہمانی کے رسومات بجالائے۔ صاحب دیوان اگرچہ بزرگی کی سواری پر سوار تھا مگر بلند مراتب کے میدان کے شہسوار (مسعود بیگ) کے سامنے پیادہ پا ہونا ضروری سمجھا۔ اگرچہ بند رکیوں کی باگ کے مالکوں نے اس سے آزادانہ ملاقات کی۔ مگر اس (صاحب دیوان) نے اس کی رکاب کی طرح پابوسی کی رسم ادا کی۔ مسعود بیگ نے حقارت اور نفرت کی راہ سے کہا کہ "صاحب دیوان یہی ہے؟ تیرا نام تیری شکل سے زیادہ اچھا ہے" سعیدی کو سُننا اچھا ہے اس سے کہ تو اسکو دیکھے

صاحب دیوان اپنے آپ کو اس طرح خیال کرتا تھا کہ اگر آصف بن برخیا وزیر سلیمان علیہ السلام اُس سے ملاقات کرتا تو انصاف کی رو سے اس کی اوصاف خوانی اور ثنا گوئی کو بے اختیار زبان پر لاتا۔ لیکن اس حالت میں سوائے شرمندگی آمیز تواضع اور غیرت انگیز برداشت کے کوئی راہ نہ رکھتا تھا اور اس کا جواب سینہ کے خزانہ میں سربمہر (محفوظ) رکھا۔ اسوقت تک کے لئے کہ اُسے ایلخانی نصرت یاب لشکر کے روانہ کرنے کا موقعہ ملا۔ اور غیرت کی آگ سے اس کے علاقہ کی مٹی کو بربادی اور بدبختی کی ہوا دی۔ اور یہاں اس قصہ کے بیان کرنے کا مقام نہیں۔

مسعود بیگ آباقاخان کی خدمت میں پہنچا تو مرحبا، خوش آمدید، مہربانی اور کثیر ۱۴۳ خلعت شاہانہ حاصل کئے۔ اور اس نے بھی قاصد بنا کر بھیج حکیم کو اور اُسے کوئی وصیت نہ کر" کی بشارت سے پیغام کے ادا کرنے میں عمدہ عبارت، لائق اشارے، بے عیب تمہید اور سحر حلال سے دلپذیر تر مخلص (گریز) کے ساتھ۔ ؎

ایسا نرم کیا الفاظ کو کہ اُسے شراب حرام کہا گیا۔ ایسے عمدہ معنے ہیں کہ اس کو سحر حلال خیال کیا گیا

موافقت کے قاعدہ کی تمہید میں دورنگی رات اور دن کے درمیان رنگ یک رنگی ملا دیا۔ اور اُن الفاظ کی ترکیب سے آب رواں کی مانند نقش مقصود پیدا کر دیا۔ چنانچہ اس در نثار کلام کے لئے نثرہ اور ثریا کا ہار اور ٹیکے کا کنارہ جوزا سے ٹوٹ گیا۔ آباقاخاں نے فرمایا یہانتک کہ اس کو سُرخ پُرانی شراب کے پیالوں کی گردش اور صاف شراب کے پیمالوں کے دَور سے حسینوں کی آنکھ کی طرح مست کر دیا۔ لیکن چونکہ ابھی اپنے بخت اور دولت کی طرح ہوشیار اور بیدار تھا پیغام ادا کرنے اور انعام اور خلعت سے مخصوص ہونے کے بعد۔ جواب بھی موافقت اور مصالحت کے پردہ سے نہ اور ہم نے اُن سے سلوک کیا جیسا کہ انہوں نے کیا" کے بموجب دیا اور اس کا راحت پانا پیغام کے ابتدا میں معلوم کیا۔ تیسرے روز حال کے چہرے میں غور کرنے سے کسی قدر تغیر اور تبدیلی مشاہدہ کی اور بدگمانی کا اثر اپنے حق میں دیکھا۔ واپس جانے کی اجازت طلب کی۔

آباقاخاں نے اُسے واپس جانے کا حکم دیا اور وہ فوراً بارگاہ سے باہر آیا اور اپنے اوپر ؎

لیے گھوڑے کے جو ایک ہی حملہ میں طے کرتا ہے۔ اگرچہ اس کا میدان امید کی طرح دراز ہو ۱۴۴ زمین کو شوق کی طرح طے کرنے والا اور ہوس کی طرح فراخ رو ہے۔ جوانی کی طرح جلد گذرنے والا اور رُوح کی طرح قیمتی ہے۔

ارادے کے پاؤں جو ہزار دفعہ زحل کی چوٹی پر رکھے تھے کاٹ دیئے (سوار ہو گیا) اور اُمراء آباقاخاں) کو اُس کے چلے جانے سے فوراً ندامت ہوئی اور معلوم کیا کہ وہ ایسا کیا گیا ہے کہ پھر اس کا منہ نہیں دیکھا جا سکتا اور یقینی طور پر وہ باطل خیال سے پھر ہاتھ نہیں آئیگا (از مؤلف) اس تیر کی طرح جو کمان کے قبضہ سے باہر نکل جائے۔

ایلچی کو اس کے پیچھے روانہ کیا تا کہ جہاں کہیں بھی اُسے مل جائے واپس کر دے منزل بمنزل چونکہ گھوڑے آرام سے کھڑے تھے اور سردار (مسعود بیگ) زیرک اور تجربہ کار تھا۔ تاخیر کی کیا گنجایش ہوتی۔ اس طرح چلا کہ صرف چار دن رات میں دریائے جیحوں کے کنارے تک پہنچا اور دریا کو عبور کر گیا۔ جب براق کی خدمت میں پہنچا۔ تو مشاہدات کے حالات بیان کئے اور اس کی حرص اس جانب روانہ ہونے میں زیادہ مقبول ہوئی ع تو خیال کریگا کہ اس کے کام کا حکم بدی پر محمول ہوا (براق نے) قیدو کے پاس ایلچی بھیجا کہ چراگاہ کے میدان کی تنگی کی وجہ سے اس جاگیر میں جو مقرر ہوئی تھی لشکر کا گذارہ نہیں کر سکتا تھا اور مجبور ہو کر پھر بخارا کی طرف انتقال کیا گیا۔ اب جو آباقاخاں بہت چوڑی سلطنت رکھتا ہے۔ اگر قیدو اس کو مصلحت سمجھے تو ایک لشکر کی مدد کرے۔ تاکہ میں دریا سے ہوا کی طرح گذروں اور اپنی آگ کو اس خاک میں فروغ دوں۔ اور اس سلطنت کے ایک حصہ کو اپنے قبضہ میں کروں۔

یہ پیغام قیدو کے ارادہ اور رائے کے مطابق پڑا اور موافق ہوا شعر، طبقہ کے" پڑھا کیونکہ (داناؤں نے) کہا ہے کہ نیک بخت وہ شخص ہے جو مقصود کا شکار دوسروں کی کمند سے پکڑے۔ اور دانا وہ ہے جو بیگانوں کی تلوار سے اپنے ۱۲۵ دشمن کی گردن مارے۔ (قیدو) چاہتا تھا کہ اس کے زخم پر پھایا رکھے۔ اور اس کی سلطنت کی کدو کی بیل کو جو بہت جلد بڑھ رہی تھی آباقاخاں کے قہر کی بادِ صرصر سے معدوم کر دے۔ اور ایک جہان کو اس کے ظلم۔ بدخوئی۔ جفا اور سنگدلی سے آسودہ کر دے۔

جواب میں بہت دلجوئی کی۔ اور اس ارادے کی پختگی اور اس رائے کی درستی پر مبالغہ کیا اور فرمان بھیجا کہ احمد بوری، نیک پے اغول اور بالغو شہزادے اپنے لشکر کے ساتھ اس (براق) کی امداد اور اعانت کے لئے دریائے پنج آب اور نزند کے پل سے گزریں اور جبا (مبارک شاہ اور قبچاق۔ براق کے ساتھ مل کر دریائے جیحوں کے گھاٹ سے عبور کریں۔ اور کوکاجو بزرگ اور بانیال خیوہ سے جو خوارزم کی گذرگاہ ہے اور کوکاجو کو چاہ۔ منکس کی گذرگاہ کشیلاغ میں آئیں

اور ایک جگہ اکٹھے ہو کر براق کے جھنڈے کے اہتمام میں رہیں تاکہ یہ ارادہ پختہ ہو جائے۔
جب ایلچی واپس گیا تو براق لشکر کی فراہمی اور سامان جنگ کی تیاری میں مصروف ہو گیا پہلے حکم دیا کہ کوئی شخص آختہ گھوڑے پر سوار نہ ہو اور جس قدر ملیں لشکر کے لئے لے لیں۔ اور لشکری ہر ایک گھوڑے کو روزانہ سات من (من ۱/۲ ۱ سیر) جو اور گندم دیں تاکہ موٹا ہو جائے۔ اس حکم سے پورا قحط پیدا ہو گیا۔ اور جس قدر گائیں اس علاقہ میں ملیں حکم دیا کہ اُن کو ذبح کیا جائے اور کھالوں سے گائے کی سپریں بنائیں۔ بخدا بوڑھی گائیوں کی کھالوں سے جو سپر بناتے ہیں وہ زمانے کے حوادثات کے تیر کو اچھی طرح روک سکتی ہے۔
ان وجوہات سے مخلوقات ناکامی کی تنگیوں میں پڑ گئی اور کسی کو دم مارنے کی طاقت نہ تھی۔ اور صرف اس پر اکتفا نہ کیا بلکہ لشکر کی ضروریات اور اُن کی رسد کے مہیا کرنے کے لئے حکم دیا "کہ بخارا اور سمرقند کو لوٹ لیں" پھر مسعود بیگ جو رحمت آسمانی کا مبارک قاصد تھا مانع ہوا اور کہا کہ "موجودہ ولایت کا برباد کرنا جو بادشاہ کے تصرف کے ۱۴۶ قبضہ میں ہے۔ اس ولایت موہوم کے فتح کرنے کے تصوّر میں جو اس کے قبضہ ملکیت سے باہر ہے۔ دانائی اور عقل کے تقاضا کے خلاف نہ ہو گا؟ اور اس قدر رعایت کرنی چاہئے کہ اگر یہ کام رکاوٹ کی گرہ میں پڑ جائے اور واپسی ضروری ہو جائے تو بخارا سے بادشاہ کے لشکر کیلئے ماحضر اور پیشکش سے مدد دے سکتے ہیں" براق نے جب سچی بات سُنی اور کوئی جواب نہ رکھتا تھا غصے ہو گیا مسعود بیگ کو سات بید مارنے کا حکم دیا۔ لیکن ہاتھ لوٹ مار سے بالکل کھینچ لیا۔ اور وہ (مسعود بیگ) "سب سے بڑا جہاد ظالم سلطان کے سامنے کلمۂ حق کہنا ہے۔" کے درجہ پر فائز ہو گیا۔
شہزادوں میں سے جو قیدو کے شاہی حکم سے براق کی ہمراہی کے لئے مقرر ہوئے تھے۔ جبادہ۔ مبارک شاہ۔ قپچاق اغول اس کی خدمت میں پہنچ گئے اور امرا یاسا ور بورگ، یاسادر کو جک اور مرغاول اور جلال التائی نے بھی یہی راستہ اختیار کیا۔ مگر دوسرے شاہزادوں نے خلاف کیا براق نے لاکھ سوا نیش کئے۔ اور ۶۶۷ھ میں دریائے جیحون کو عبور کیا اور خراسان میں آ گیا اور حد بدخشاں، کشم، شیو برغان۔ طالقان بندہ، مروجق اور مرو شاہ جان سے لیکر نیشاپور کے قریب تک کا علاقہ فتح کر لیا۔ اور شعرائے وقت میں سے ایک نے اس کے حق میں کہا تھا ؎

اُن بالوں سے جو تو نے پیٹھ پر ڈالے ہیں۔ اُنہی بالوں سے تو بیشک جیحوں کو

Marfat.com

لے لے۔

اس بیان کی تحریر کے دوران میں حاضرین میں سے ایک نے یہ بیت پڑھا میں نے جواب میں کہا کہ نظم کے اس سیاق سے معنے حاصل نہیں ہوتے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے۔ وہ راوی "شعر کی آفت ناقابل راویوں سے ہے" کے قبیل سے تھا بلکہ خوبصورت اشارے کی خوبی اور الفاظ کا ربط اس طریقہ سے بھلا معلوم ہوتا ہے ؎

ص۱۲۷ اس سبب سے تو جیحون کو بے شک حاصل کریگا۔ کیونکہ وہ بال تو نے اپنی پیٹھ پر ڈال رکھے ہیں۔

ان حالات کے درمیان شاہزادہ قپچاق اور جلارتا ے کے درمیان کچھ جھگڑا ہو گیا قپچاق رنجیدہ ہو گیا۔ اور موافقت کی رسّی جو کہ خود ہی محکم نہیں ہوتی ٹوٹ گئی۔ اور وہ پیٹھ جس پر سب لوگوں کا منہ تھا۔ (سب کو اُمید تھی) دکھائی۔ اور اپنے لشکر کے ساتھ واپس لوٹا۔ راستہ میں جہاں کہیں پُہنچا لُوٹ مار کا ہاتھ کھول دیا اور بخارا کو بھی اس چاشنی (لوٹ) سے محروم نہ رکھا۔

القصہ براق نے مملکت ایلخانی (آباقاخاں) کو صاف کرنے کی ہوس میں آرزو کے میدان کو طول وعرض دیا (لمبا چوڑا کیا) چمکدار تلوار کے ساتھ جس طرح بجلی بادلوں کے اجزا کے چھپنے کے مقامات میں تیر کی طرح گھس جاتی ہے۔ شاہزادہ تبسین کے لشکر پر دوڑا اور اُن کو بھگانے اور لڑنے کے بعد۔ ستاروں کی طرح جو آسمان کے ایک سوار (سورج) کی تلوار سے متفرق ہو جاتے ہیں۔ شکست دیدی۔ ابتدائے بغاوت میں گورگان ایلچی کو اپنے بھائی کو داراغول کے پاس۔ جو آباقاخاں کے دربار میں ملازم تھا۔ بھیجا۔ اس بات کی اطلاع دینے کے لئے کہ "ہم (براق) ایسے لشکر کے ساتھ جو موجیں مارنے والے سمندر کی مانند تموج میں ہے۔ ملک آباقا کی کشایش کے ارادہ سے دریائے جیحون سے عبور کرینگے اور اس علاقہ کو لشکر کی چھاؤنی بنائینگے۔ چاہئے کہ تم زمانے سے آگاہ اور لڑائی کے منتظر رہو" خط کو توبرہ کے اندر پوشیدہ کیا۔

جب ایلچی نے براق کا پیغام پہنچایا پیچھے سے خبر پہنچی کہ براق نے دریائے جیحون کو عبور کر لیا اور پادشاہی لشکر کے ساتھ اُلجھ گئے بلکہ بہت سر خاک میں ملا دیئے اور تبسین نے ہرات میں مقام کیا ہے اور ایلخانی لشکر کی امداد اور جھنڈے سے کوروانہ کیا ہے۔ پادشاہ بھی مستعد کارزار اور لڑائی کی آگ کو ص۱۴۷ بھڑکانے والا ہو کر حدود آذربیجان اور عراق میں آیا۔ یشمت کو کثیر لشکر اور بے انتہا سامان کے ساتھ بطور مقدمہ کے خراسان کی طرف تبسین کے پاس پہلے لشکر کی مدد

کے لئے روانہ فرمایا اور فراہمی لشکر کے لئے آباد ممالک کے اطراف سے ایلچی بادل سے پانی کی طرح اور سخت پتھروں سے آگ کی طرح نکلنے لگے۔ اس اثنا میں نکودار جان خوف کے مارے اپنے لشکر کے ساتھ بھاگا اور گرجستان کی راہ لی۔ اور زمانہ کی خود بھی یہی عادت ہے۔ آباقا خان نے چاہا کہ پہلے اس (نکودار) کے حال کا انتظام کرے تاکہ اس کی سرکشی کی نافرمانی متعدی امراض کی طرح دوسرے شاہزادوں میں سرایت نہ کرے۔ شیرامون نوئین کو اس قدر لشکر کے ساتھ جو تیار اور موجود تھا اس کے پیچھے جس طرح کہ ٹوٹنے والے ستارے شیطانوں کے پیچھے بھاگتے ہیں۔ بھیجدیا۔ اس کے بعد فریقین کی ملاقات حاصل ہوئی ؎

دونوں فوجوں میں سے ایک شور اُٹھا اور میدان جنگ کی طرف ایک دم چلے گئے۔

مقابلہ اور جنگ نے طول کھینچا اور حملہ نے طوالت اختیار کی۔ سکزی بہادر نے امرائے نکودار میں سے حملہ کردیا اور تقریباً پانچسو آدمی شیرامون کے مددگاروں میں سے باریک تلواروں کی میانیں بن گئے (قتل ہوگئے) پھر ایلخانی لشکر اس حملہ اور بھاگ دوڑ میں کامیاب اور فتحمند ہوگیا اور توفیق ربانی کی مدد سے متواتر حملوں میں سکزی بہادر کو قتل کردیا۔ اور اس لشکر (نکودار) کی تمام فوج کو ہلاکت کے گڑھے میں ڈال دیا۔ اور چند کو اسیری کی قید میں گرفتار کیا۔ نکودار نے ثبات کا سامان نہ پایا ایک ہزار سوار کے ساتھ گرجستان میں چلا گیا اور داؤد ملک سے پناہ جوئی اور امان خواہی کے لئے فوراً اپنی لڑکی اس کو (نکاح میں) دیدی تاکہ شاید رشتہ داری (سمدھیانے) اور پُشت پناہی سے ۱۴۹ھ مخالفت کی تکلیف سے محفوظ رہے۔ گرجستانی فوج کی نسلی دشمنی اور اعتقاد کی بدی حرکت میں آئی۔ انہوں نے ارادہ کیا کہ نکودار کو ہلاک کر ڈالیں۔ اُس نے اُنکے مکر کی ناپاکی کی اطلاع پائی توفیق کے معلّم کی تعلیم سے اختیار کر و ننگ۔ "آگ نہ کہ عار۔ موت نہ کہ ذلت"۔ پڑھا۔ اور عقاب کے شہپروں میں رات کی تاریکیوں میں جو کوّے کے پروں کی طرح تھی (تاریک تھی) اور ضرب المثل ہے کہ "رات دُور کردیتی ہے مصیبت کو" اپنے آپکو (گرجستان کے) باہر پھینک دیا اور ایلچی کو (آباقا خاں کے) دربار میں بھیج دیا اور عذر کے طور پر استغفار کی زبان سے ایلخان کی چشم پوشی اور معافی کو وسیلہ بنایا۔ جب حاضری دربار کا شرف حاصل کیا تو آباقا خان نے اس کو نوازا اور انعامات عطا کئے۔ دلجوئی کی آستین سے رُعب، ہراس، خوف اور مایوسی کی گرد اس کے حال کی پیشانی سے دُور کی۔ نیت کی تبدیلی اور اطاعت کی رسی سے نکل جانے کی بابت اس نے سوال کیا۔ (نکودار نے) عرض کیا کہ "براق کا خط آیا جو مشتمل تھا

گمراہ کرنے، ور غلانے اور وفا اور اخلاص کے راستہ سے منحرف کرنے پر۔ اگرچہ مجھ غلام کی عقیدت اس کا انکار کرتی تھی مگر ایلدر بہادر اور کوکاچی نے مجھے اس کے اقدام کی طرف رغبت دلائی ماجرا کی کیفیت جس طرح کہ واقع ہوا عرض پہنچانے کی جگہ (آپ کے سامنے) عرض کر دیا اگر حقوق کے جلدی بھلا دینے اور انوکھی نافرمانی اور خطا کے مقابلہ میں سپاہیوں کی عقیق رنگ تلوار کو شہ رگوں کے چند قطروں کے ساتھ رنگنے کا حکم دیں۔ ع۔ تو یہ ہے سر، تلوار اور حکم تیرا ہے اور اگر بندہ پرور بادشاہ کی مہربانی آیت غیر المغضوب جن پر غضب نازل نہ ہوا ہو پڑھتی ہے اور زندہ رکھنے کی خلعت کے ساتھ بندہ کو اس نافرمانی کی تلافی نیک غلامی میں دیتی ہے تو گناہ کو جلانے والی معافی سے۔ جو ہر مجرم کی شفاعت کرنے والی اور ہر داد خواہ کو پناہ دینے والی ہے للتعجب خیز نہ ہوگا ؎

عقل کو شراب بند کر دیتی ہے اور آنکھ کو نیند ۱۵؎ گناہ کو معافی دھو دیتی ہے اور کپڑے کو پانی۔

اس عبارت کو سننے سے جس کا ترجمہ یہ کلمات (بالا) تھے۔ پادشاہانہ مہربانیوں کے اسباب اور خسروانہ عنایات کے وجوہات حرکت میں آئے اور مزید مہربانی عفو کے بعد جس کی قدرت تھی مبذول کی۔ یقیناً عذر کی خوبی اور گفتگو کی لطافت لغزشوں کے معافی میں بڑی تاثیر رکھتی ہے فریب دینے والے امیروں کو جو شہزادہ کے ساتھ تھے اور دام فریب اس کے راستہ میں بچھایا تھا بے دریغ تلوار کے گھاٹ اتارے اور نکودار کو نوئین کی دارونگی میں خدا نے اس کی مانند کسی صورت کو تتار چگل، تنقل، قرنغ اور قی میں سے نہیں بنایا تھا۔ سپرد کیا۔

جب یہ کام پورے ہوگئے اور یہ مہم طے ہوگئی تو پورے یقین، مکمل غور و خوض، محکم حکم، پختہ تدبیر، بوڑھی رائے اور جوان بخت کے ساتھ براق کی آگ کو بجھانے منتشر کرنے شر کے ساکن کرنے اور اس کی لائی ہوئی تباہی کے دفع کرنے کے لئے پچاس ہزار لشکر کے ساتھ بلاد مشرقی کا ارادہ فرمایا۔ ابتائی نوئین کو تو ادوں بہادر کے ساتھ بطور ہراول کے آگے بھیجدیا اور یرد دار قنغرا تای، اُجای، تکشی، نکودار، اور ہولاجو شاہزادگان اور ارغون آقا، ارغسون، مازوق، احمد، کوچک، تیمور، الیناق، منکسار، عبداللہ پسر تولاک باورچی اور اراجوک امرا کے مبارک فال اور نیک شگون جھنڈے حرکت میں آئے۔

جب خراسان کی زمین نے لشکر ایلخانی کے گھوڑوں کے سموں سے دائرہ فلک کے

Marfat.com

میدان پر سرفرازی کی دگرد اُڑ کر آسمان پر پہنچی) اور اس حدود کے لشکر جمع ہوئے تو بارگاہ ایلخانی (آباقاخان) میں اطلاع پہنچی کہ براق اور یشمت کے درمیان بغیر نیکی کے بُری طرح بہت حملے ہوئے۔ اور لشکر ایلخانی کو ایک سال کے عرصہ میں۔ کہ براق وہاں مقیم تھا۔ بہت دل تنگی اور آزردگی ہوئی۔

براق کے دو بہادر امیر تھے، کہ بہادری کی گٹھڑی کا مُنہ (اچھا کپڑا بُنچہ میں اوپر رکھتے ہیں) اور سپاہ صفدری کی پُشت (مدد) اس زمانے میں انہی کو جانتے تھے۔ ایک کا نام "جلار تلے" تھا جس کی کمان یقین کے ساتھ نہ کہ رشک کے ساتھ۔ چرخ فلک کی طرح کسی سے زہ نہیں ہوتی تھی اور دوسرا "مرغاول" جو حصول شجاعت، عقلمندی، کمال بہادری اور مردانگی کے ساتھ "یاے کا علم" یعنے بارش کے پتھر کا علم خوب جانتا تھا اور اس نے دعویٰ کیا تھا کہ قنغر کے گھوڑے کو قنغر الانک میں باندھونگا اور آلا کے گھوڑے کو الاطاق میں چھوڑونگا۔ ورنہ گھوڑونکی تھکاوٹ دُور کرنے کے لئے۔ لگام کو اُن کے سر سے نہ کھولونگا اور زین کا نمدہ خشک نہ کرونگا اور پور بہا (نام شاعر) نے اس بیت کے ساتھ اس قصیدہ میں سے جو صاحب شمس الدین کی مدح میں نظم کیا تھا۔ اسی کو مراد لیا ہے۔ ؎

تیرے فراق کا مرغاول صبر کے ملک میں لشکر براق کے ساتھ لُوٹ مار میں برابر ہے

آباقاخاں نے ہرات کی طرف لشکرکشی کی اور آب سیاہ کے مقام پر لڑائی کی آگ کو روشن کیا ؎

جب سُورج نے پہاڑ پر تلوار ماری تو یاقوت کی مانند دُنیا کا مُنہ چمکدار (سُرخ) ہوگیا

اور جب سبز تخت والے بادشاہ (سورج) نے جڑاؤ تاج کے گوشہ کو ظاہر کیا اور روشنی کے سلاح داروں کی تلوار کے ڈر سے ستاروں کے گروہ پردہ کی امن گاہ میں بھاگ گئے تو افراسیاب کی ہمت والے آباقا نے جو جمشید کی ہیبت اور فریدوں کے دبدبہ والا تھا اور تہمتن کے دل والے اور رستم کی طاقت والے لشکر نے زمین کو بھی ص ۱۵۲ لشکر کی مزاحمت اور گھوڑونکی دھکا پیل سے لوہے کے جسم والا بنا دیا۔

دوسری طرف سے براق بھی قوی دل، مکمّل رعب اور کثیر دبدبہ کے ساتھ اس لشکر کے درمیان جس نے اپنا مُنہ سوائے صیقل شدہ باریک تلوار ونکے (کسی چیز میں نہ) دیکھا تھا اور جس لشکر نے اپنے ابرو کی طرح ہمیشہ کمان کشی کو عادت بنا لیا تھا۔ گھوڑے پر سوار تھا اور

فتنہ کی گرد آسمان کی بلندی تک اُٹھی۔ صفوں کو برابر کرنے اور لشکر کی آراستگی کے بعد قلب (لشکر کا درمیانی حصّہ) میمنہ (دایاں حصّہ) میسرہ (بایاں حصّہ) جناح (اگلا حصّہ) اور ساقہ (پچھلا حصّہ) کو دلاور جنگجوؤں اور لڑنے والے بہادروں سے مزین کیا اور فریقین کے دل میں عاشقوں کے دل کی طرح جدائی کے دن کے خوف سے

جھنڈے کے ہلال پر چیتے اور شیر حرکت کرتے تھے (پھریرے پر شیر کی تصویر تھی)
اور جسم قیمتی کپڑے تھے اور روح شمالی ہوا (ہلتے تھے)

میدان جنگ کو دشمنی کے ہاتھوں کھول دیا اور تلواروں کے قبضہ کو پکڑ لیا۔ اور زمانہ بیچ میں لاکھ آنکھ سے نظارہ کرتا تھا

تا کہ کس کے اقبال کی آگ بلند ہوتی ہے۔ اور کس کی تلوار کا قبضہ خون سے آلودہ ہوتا ہے۔

دونوں لشکروں کے بہادروں نے آگ کی طرح بڑھنے والے گھوڑوں پر زمین کو تلوار کے چشمہ کے پانی سے سیراب کر دیا۔ جب جنگ کی چکّی پھرنے لگی اور نیزہ زنی اور شمشیر زنی کے پیالے لبالب بھر گئے تو آسمان نے گرد کی تاریک چادر اوڑھ لی اور زمین نیزوں کی چمک سے آسمان کی طرح چمکدار ستاروں سے مرصع ہو گئی ص ۱۵۳

اُس بیابان کی چوڑائی میں گھوڑوں کے سموں سے زمین چھ ہو گئی (گرد ہو کر اُڑ گئی) اور آسمان آٹھ ہو گئے (زمین کا ایک طبقہ آسمان سے جا ملا)

تلوار نے بہادروں کے ساتھ سرزنش کی زبان دراز کی اور ڈھال نے سخت منہ سامنے کیا۔ کمان کے ابرو نے ایک کرشمہ سے گوشۂ چشم سے یار کے غمزہ کی طرح خُونریز تیر روانہ کیا۔ جو سر کہ "گرز" اور "گوپال" کے دعوے سے مُلزم نہ بنتا تھا۔ آبدار تلوار قاطع حکم کے ساتھ اسکا فیصلہ کر دیتی تھی اور اس کی عمر کے عہد نامہ پر خُون کے ساتھ مُہر کر دیتی تھی اچانک براق جلار تارے کے ساتھ میمنہ سے نکلا اور صدموں کی طاقت سے میسرہ کو جو بالمقابل تھا اور دس ہزار سوار جو ارغون آقا اور شیکتور کے سپرد تھا۔ لے لیا اور بھگا دیا جس طرح باد صبا گلاب کے مقام پر چلتی ہے اور اس کو واپسی میسر نہیں آتی۔ ان کو بھی زخم لگائے اور اس طرف سے باہر نکل گیا تا کہ علم کو چھین لے۔ اور علم ارغون آقا کے پاس تھا اس نے علیحدگی اختیار کی۔ جب ان مترادف حملوں اور پے در پے لڑائیوں کی ہوا آگے گذر گئی۔ قریب تھا کہ براق مراد در کامیابی

کی گیند بہادری کے چوگان سے مقصود کے کوچہ تک پہنچادیں۔ سنتائی نوئین پیادہ ہوگیا اور کُرسی پر بیٹھا اور کہا کہ جو شخص آج لڑائی کے میدان میں ثابت قدمی اور استقلال کے پاؤں جمائیگا مَیں اُسے کیا کہوں !۔ اس کے صلے کو خدا جانتا ہے اور چنگیز خاں کی رُوح۔ ہم یہاں جان کو لٹا دینگے اور دشمن پر حملہ کرینگے اور پوربہا کا شعر یہ ہے ؎

تیرے عشق کے حملہ کی مَیں تاب لایا ہوں اور بس ۱۵۴ جیسے جنگ براق میں تمام امیروں میں سے سنتائی نوئین۔

اس تقریر سے لشکر کو سکون قلبی حاصل ہُوا اور پھر حملہ کردیا۔ خاطر داری لڑائی کے ساتھ بدل گئی۔ باردیگر مقابلہ اور جنگ کا ارادہ کیا اور بذات خود حملہ کرنے اور لڑائی میں طوالت کرنے کی طرف رُخ کیا۔ تیر اولوں کی طرح جو ابر کی چھلنیوں سے گرتے ہیں۔ چلنے لگے۔ آباقا خاں نے، بہادران لشکر کے ساتھ جو تاریک غبار میں نیزہ کے پھلوں کے ساتھ سیر و تفریح کرتے تھے اور تیروں کے ساتھ جو موت کے قاصد تھے۔ راز کے طور پر کہتا تھا۔ ؎

گویا کہ موت کے گھاٹ پر اُترتے ہیں پیاس سے۔ یا سُونگھتے ہیں نیزوں سے ریحان کو لڑائی کے میدان میں کُود پڑا اور دشمن پر کام ذلّت ہوگیا۔ ؎

ایسے وقت میں کہ جب شیر حملہ کی طاقت نہیں رکھتا اور نہ بھیڑیا کسی حیلہ و تدبیر کی گویا کہ مختاری (عثمان نام شاعر غزنی ہمعصر حکیم سنائیؒ) نے ایلخان کی تعریف میں ان دو بیتوں کو نظم کا لباس پہنایا ہے۔ ؎

(۱) اس کے زخم کے خوف سے اس کے سامنے پناہ مانگنے آتے ہیں۔ جنگ کے دن سیمرغ، چیتا، شیر اور اژدھا (۲) سیمرغ نے آنکھوں کو چنگل سے چھپالیا چیتے نے بچّہ کو گردن پر بٹھالیا۔ شیر نے بچّہ کو سر پر رکھ لیا اور اژدہے نے مُہرہ کو دانتوں میں۔

آخرکار انہوں نے مرغاول کو جو شیر کی طرح حملہ کرنے والا اور انتقام کی تلوار تھا۔ اور اسپ قنغر کو قنغر الانک میں باندھنا چاہتا تھا۔ کمان کے تیر سے زندگی کی سواری سے نیچے اُتار دیا۔ ۱۵۵ھ اور ہلاکت کے پیالہ کی چاشنی چکھائی۔ جلارتائے کو بھی چونکہ اس کا نوکر تھا اور دشمن کی سپاہ کا پُشت پناہ وہ اور پہنچ گیا اس کا پانی گر رہے ہیں" دوزخ میں اس کا کمخواب بنادیا۔ اور براقیوں میں سے بہت سے لڑائی کے میدان میں موت کا پیش کش ہوگئے۔ براق نے "نہیں نفع دیگا

تمہیں بھاگنا موت سے مگر تھوڑا" کی شاہراہ کو بے انتہا غنیمت اور خلاصۂ مقصود شمار کیا۔

اسوقت جبکہ مغربی اشرفی (سورج) نے غروب کی تھیلی میں چھپنا چاہا۔ اور روپہلی ستارے نیلگوں بساط پر ظاہر ہو گئے۔ عاجزی سے پُشت دکھائی اور اس لشکر کے حملوں کی دستبرد سے پاؤں اُکھیڑے، اشکِ حسرت بہاتی ہوئی آنکھوں اور آتشِ غیرت میں پگھلے ہُوئے دل کے ساتھ دریائے جیحون پر سے گردباد کی طرح گذرا۔ تنبو اور خیمے" اپنی چھتوں کے بل گرے پڑے ہیں" رہ گئے جلدی سے غصب کرنے اور جیتی ہوئی بازی پر غلبہ پانے میں پادشاہ کامیاب ہو گیا یہ انواعِ غنیمت میں ہاتھ دراز کئے ہوئے اور بازوں کی طرح تیتر کے شکار میں دوڑتے ہوئے اور دُشمن رُسوائی کے بیابان اور خواری کے جہنّم میں سرگردان تھا۔ پادشاہ نے بطور سابق "تبسین" کو چنیدہ لشکر کے ساتھ خراسان میں متعیّن فرمایا اور خود (اردوئے خاص) شاہی کیمپ کی طرف توجہ کے ارادے سے، فتح اور ظفر دائیں اور بائیں دوڑتی ہوئی اور زبانِ نُصرت کہہ رہی تھی۔ ۵

اس کی رکاب کے نیچے دیکھ آفتاب حلقہ بگوش ہے۔ اس کی باگ کے سامنے

دیکھ روزگار رسائیس ہے۔

باگ اُٹھائی۔ جب مبارک طالع کے دبدبہ اور روز افزوں دولت کے شکوہ کے ساتھ عزّت اور جلال کی قرارگاہ میں نزول فرمایا تو علاقہ کے ساکنوں کے کان اس فتح نامدار کی بشارتوں سے آراستہ ۱۵۶ کر دئیے اور حسب قاعدہ عدل اور انصاف کے جھنڈے کو جو پادشاہت کی ہمیشگی کا موجب ہو سکتا تھا بلند کیا ۵

دُنیا میں فتنہ کب پاؤں سے بیٹھتا۔ اگر تیری تلوار اُسے نہ کہتی کہ بیٹھ جا

براق ادھر سے تقریباً پانچ ہزار سوار کے ساتھ بہت قلق اور اضطراب اور کام کی پریشانی میں۔ ع۔ راز مؤلف (گویا کہ وہ اس معشوق کے مشکین (بکھرے ہوئے) بال تھے + پھر بخار گیا آزردگی کے آثار اس کے حالات سے ظاہر اور رنج اور بدبختی کے وفد کثیر اور متواتر۔ باوجود اسکے کہ زمانہ سے بہبودی نہ دیکھی۔ اس کو مرض فالج "میں اس سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگتا ہوں" گر جلنے سے جس کا لڑائی کے میدان میں اتفاق ہُوا تھا۔ نے مُنہ دکھایا۔ حرکت کرنیوالی قوتیں پٹھوں اور اعضا کے حرکت دلانے سے جن کے ساتھ حرکت ارادی متعلّق ہے۔ رہ گئیں چنانچہ چوبی پالکی اس کی خاص سواری کا کوتل بن گئی۔ ع۔ پیری نے بجائے عنانِ اسپ عصائے پیری

Marfat.com

ہاتھ میں دیا پھر اس (براق) نے دعویٰ کیا کہ "میں نے اسلام کے حلقہ کو گلے میں ڈال لیا ہے (مسلمان ہو گیا ہوں)" اور لوگوں نے اس کا لقب سلطان غیاث الدین رکھا۔

(براق) نے ایلچی قیدو کی خدمت میں بھیجا اور پادشاہزادوں کے واپس جانے، وعدہ خلافی لشکر کے منتشر ہونے اور پریشان حالی کی اُسے اطلاع دی۔ قیدو نے جواب میں الزام اُسی پر رکھا اور فرمایا کہ شہزادوں کا جو گروہ آیا تھا رنجیدہ خاطر ہو کر واپس گیا اگر کوئی اور آتا تو بھی یہی حالت ہوتی۔ اور دُوسری بات یہ ہے کہ اس (براق سلطان غیاث الدین) نے اپنی بات بدل دی اور وہ یورت (منزل) ۱۵۷ ؁ کے جو ہم نے اتفاق کر کے مقرر کی تھی وہ راضی نہیں ہُوا یہانتک کہ تمام لشکر کو اپنے ناموس اور رونق ملک کی طرح خود کامی سے برباد کر دیا وہ جس طرح گدھے نے دو سینگ طلب کئے تو کان بھی ضائع کر بیٹھا۔" اس جواب کے ساتھ شاہی فرمان بھیجا اور اس کے لشکر کی رسد اور چراگاہ مقرر کی اور کہا کہ اس جاڑے میں بخارا میں رہے۔ یہانتک کہ بڑے جشن کے وقت جب ہم چھوٹے بڑے اکٹھے ہونگے تو اس کے کام کا انتظام کیا جائیگا۔ براق اس جاڑے میں بُخارا میں رہا اور ہر طرف سے لشکر اس کے پاس جمع ہوتا رہا چنانچہ تیس ہزار لشکر جمع کیا اور موجودہ خزانے لے لئے۔ اور پالکی میں بیٹھ کر لشکر سمیت سیستان کی طرف چلا گیا اور چاہا کہ اُن شہزادوں سے جنھوں نے بلاد مشرقی کے ارادہ میں قصور کیا ہے اور اسکی خدمت سے پیچھے ہٹ گئے ہیں انتقام لے۔ اُس خیال سے اس نے "براق تبیکجی" کو روانہ فرمایا کہ "احمد بوری" کو حاضر کرے اور "براق تبیکجی" کی زبان سے نکلا کہ اگر وہ سرکشی کرے اور لڑائی کی ضرورت پڑے اور جنگ میں قتل ہو جائے۔ تو کیا ہو گا؟۔ براق نے فرمایا کہ اس کا تمہیں اختیار ہو گا (کوئی ہرج نہیں)

اسی طرح یاسادر بزرگ" نیک پے اغول" کے حاضر کرنے کے لئے تیار ہو گیا اتفاقاً براق تبیکجی شکارگاہ میں احمد بوری سے جا بھڑا اور اس کے ساتھ تھوڑے سے آدمی تھے چونکہ خوف رکھتا تھا براق کی خدمت میں حاضر ہونے میں تاخیر کی اور اپنی خیمہ گاہ کی طرف روانہ ہو گیا۔ براق تبیکجی نے پیچھے سے تعاقب کیا اور اس میں مبالغہ کرتا تھا اور احمد نے ایک تیر اس کی طرف پھینکا۔ براق تبیکجی نے بھی جواب میں تیر مارا تو وہ احمد بوری قتل گاہ میں آگیا اور اپنی جگہ پر ٹھنڈا ہو گیا۔ (مر گیا)۔ ع۔ (از مؤلف) اے تیز رو آسمان، تمام سردی، گرمی، عیش و مصیبت تری وجہ سے ہے۔

Marfat.com

اور دوسری طرف سے یاساور بزرگ۔ نیک پے اغول کی خدمت میں پہنچا۔ اُسے معلوم
ا کہ براق کا خیال کس طرف ہے؟ اور اس کا ضمیر پورے طور پر تُلا ہوا ہے۔ یاساور بزرگ
براہیں صـ۱۵۸ نیک پے اغول کے ساتھ ملازمت کا تعلق مضبوط رکھتا تھا اس کا خادم تھا)
زادہ نے اپنے گذشتہ حقوق نعمت کو مغلوں کی رسم کے مطابق اس عبارت کے ضمن میں مقرر
کہ "تو اتنی مدت ہمارے موٹے آختہ گھوڑوں پر بیٹھا ہے اور تُو نے زنگار رنگ کے لباس پہنے
ں اور صاف شراب کے پیالے ہمارے ہاتھ سے پیئے ہیں۔ شاید اُن حقوق کے بدلہ کے لئے
ج آیا ہے تاکہ ہمیں ہلاکت کے اژدہا کے مُنہ میں ڈالدے" اس نے انکار کیا اور کہا۔ ع
ر تو قسم چاہتا ہے تو قسم ہے خدا کی اور اس کے دیدار کی + کہ سوائے حاضر کرنے کے مَیں نے
ی مکر اور کسی مکروہ (ناگوار بات) کی اطلاع نہیں پائی ہے اور اس کا رد اور قبول کرنا شاہزادہ
ے ارادہ پر موقوف ہے۔ یہ بات ہو رہی تھی کہ احمد بوری کا ایک نوکر واقعہ کے وقوع کی کیفیت
جاننے والا پہنچ گیا۔ نیک پے اغول کو براق کا ارادہ اچھی طرح معلوم ہو گیا۔ اور اسکی خدمت
ں نہ گیا۔ تمام شاہزادے اس کے انتقام اور ارادہ سے مطلع ہو کر اس سے متنفر ہو گئے اور
دنوں یاساور (بزرگ اور کوچک) باقی اُمرا سے متفق ہو گئے اور اس (براق) کو سب نے
ک کر دیا اور قیدو کی بارگاہ کی طرف متوجہ ہو گئے۔ تمام لشکریوں نے اظہار عجز کیلئے ہتھیار
دن میں ڈال لئے اور براق کے ظلم، دلیری، تعدی اور بیجا کی کا بدلہ لینے کی فریاد کی قیدو نے
ن پر نوازش کی اور منزل مقرر کی۔

براق نے رونق کو مراد سے دُور اور خوشدلی کو سینہ کے میدان سے علیحدہ دیکھا آخر کار اپنی
ظلم تو کاری اور خادموں کے ساتھ۔ ع (از مولف) گردش چرخ سے خاموش + قیدو کی خدمت
ں پہنچ گیا۔ لشکر، اس کام کی طرح تھا جو ہاتھ سے نکل گیا ہو۔ بخت، پریشان زمانہ کی طرح تھا۔
ور اس کی مژگاں کی نوک نے آنسو کی زبان سے یہ بیت صنعت تردید (صرف یا کے ساتھ دو
مختلف چیزوں کا بیان کرنا) جب کہ صـ۱۵۹ انہوں نے اس کو بہت ہی ترو تازہ دیکھا تو چہرہ
کی بیاض (سفید کاغذ) پر سُرخی سے لکھا (خُون کے آنسو) ع زمانہ زیادہ پریشان ہے یا تیری
زلف زیادہ پریشان ہے یا میرا کام۔

قیدو کا دل اس کے ناواجب فعلوں سے ملول ہو گیا تھا اور معافی اور چشم پوشی کی باگ
س کے اختیار میں نہ تھی۔ اس کے چھوڑ دینے کی عقل سے اجازت نہ پائی کیونکہ ایک دفعہ

Marfat.com

لوگوں کو معاف کر دیتے ہیں" کی آیت کو، اگرچہ اس کے معنے سے بے خبر تھا۔ عمل میں لاچ
تھا۔ نیز داناؤں نے کہا ہے کہ آزمودہ کو آزمانا اور غضبناک شیر کی پیشانی کو اُنس کی توقع
سیلانا، اور دشمن کو قید سے رہائی کا موقع دینا دیوانوں کا کام ہوتا ہے۔

آخر کار اس کو انہوں نے ایک شربت (زہر) پلایا۔ کہ اس سے اس کی عُمر کا پیالہ بے شرا
ہو گیا۔ اور اس کے اقبال کا پانی سراب کا نمونہ بن گیا۔ اور اس کے زمانہ کا حاصل مصنف کا کہ
ہُوا یہ شعر اس کتاب میں داخل ہُوا ؎

براق کا اقبال بجلی کی چمک کی طرح تھا۔ مٹ گیا جب اُسے آنکھوں نے دیکھا (دیکھ
دیکھتے مٹ گیا) اور یہ واقعہ ۶۶۸ھ کے آخر میں ہُوا۔ اور اس کی سلطنت کی مدت چھ سال تھ
ع۔ کیا چھ کیا ساٹھ اور کیا چھ سو جب کہ انجام زوال ہے اور خدا ہی کی سلطنت باقی رہنے وا

اس ذکر کا تتمہ

براق کے چار بیٹے رہے ہیکتمور، توابور، ناہوادر لاداہی۔ اس کے بعد آلغو کے بیٹے چ
اور قیان ایک لشکر کے ساتھ اُن سے مل گئے۔ اور چونکہ اس حال کے دوران میں چار بیٹے براق
کے مثل رباعی کے تھے دو بیٹے آلغو کے مل گئے تو رباعی مزید ہو گئے اور مطابقت کے اسباب
بناء مضاعف (دو حرف ایک جنس کے۔ شد سے پڑھے جاتے ہیں) کی طرح مدغم ملادیا اتفا
کے ساتھ "قیدو" سے مخالفت شروع کر دی۔ اور خجند کی سرحد سے بخارا تک ویران کرنے اد
عذاب دینے کے لئے ہاتھ دراز کر دیا۔ ماوراء النہر کے شہر جنہیں مدت کے بعد پراگندہ لوگوں
اکٹھا ہونے اور خانما برباد لوگوں کے مل جانے سے رہنے والوں کی آبادی اور باشندگا
آرام کی امید حاصل تھی۔ پھر رہنے والوں سے خالی ہو گیا۔ اور مدتوں تک وہ علاقہ، فریقین
کشمکش اور دو لشکروں کی جنگ کے درمیان امن، خوشدلی، فراغت، اور آسودگی سے۔
تمدن اور آبادی کے دعوی میں مہجور رہا۔ اور چند دفعہ ان کے مابین لڑائی ہوئی اور ہر بار نصرت
ہوشیاری کی وجہ سے قیدو کا لشکر فتحمند ہُوا اور مخالفین شکست کھا گئے۔ یہانتک کہ ۷
میں صاحب دیوان نے آباقا خاں کی خدمت میں عرض کیا کہ "قیدو اور دوسرے شہزادوں
درمیان بلاد ماوراء النہر کی وجہ سے لڑائی کا میدان بچھا ہوا ہے جس شخص نے بھی ہاتھ
اور قدرت پائی اپنے دماغ میں محال خیالات کو جگہ دی ایک لشکر بھیجنا اور اس علاقہ کو ویرانی سے

سامنے پیش کرنا مصلحت ہوگی جائے (نہ بران کرنا) تاکہ بیفائدہ رکاوٹ درمیان سے اُٹھ جائے۔
حکم نافذ ہُوا کہ نیک پے بہادر، جاروداور آقبک ترکمان۔ بخارا کو جائیں اور اسی طرح کا لشکر
یسف، قرغدای امرا اور جنتیمور کے بیٹوں جورغدای اور ایلا بوقا کے اہتمام میں۔ خوارزم جائے اور
یک دم اس علاقہ کی عمارتوں کے نشانات مٹا ڈالیں۔ مثل مشہور ہے کہ گرگ کو چیرنا پھاڑنا نہیں
سکھایا جاسکتا۔ ع۔ تو جس کی ماں مرگئی ہو اس کو رونا نہ سکھا

فرمان شاہی کے حسب الحکم ایسا لاتعداد لشکر روانہ ہوگیا کہ لشکر مغول کی شہرت پہنچتے
ہی مسعود بیگ بھاگ گیا۔ اور بخارا اور سمرقند کے بہت سے لوگ وطن چھوڑ کر ملا اطراف
میں چلے گئے۔ اور بہت سے لوگ وطن کے خیال کو سوائے خواب کے نہ دیکھتے تھے اور جوئے مولیا
کی یاد میں یہ خط لکھتے تھے کہ ؎

اے میرے وطن اگر زمانہ سابق نے مجھے تجھ سے چھڑا دیا۔ تو چاہئے کہ تیرے ساکن کا
دل خوش رہے۔

جنتیمور کے بیٹے ایک لشکر کے ساتھ خوارزم گئے اور کرکانج جو دارالسلطنت تھا اور خیوہ اور
تراقس میں قتل عام اور بیحد لوٹ مار کی۔

اور دوسری طرف سے نیک پے بہادر ایک لشکر کے ساتھ سات رجب سال مذکور
(۶۷۰ھ) میں "بخارا" داخل ہوا اور سات دن قتل عام کیا اس طرح کہ دس ہزار آدمی نے زمین
کے پیٹ میں منزل آباد اختیار کی (مرگئے) اور سوائے مارنے، چھیننے، قتل کرنے، غارت
کرنے، بیخ و بن سے اکھیڑنے اور جلانے کے اور کوئی شغل نہ رکھا۔ سبحان اللہ گویا یہ جواب
مسعود بیگ کے اس مذاق کا تھا جو صاحب دیوان کی ملاقات کے وقت (کیا تھا)

القصہ وہ مدرسہ۔ کہ اس (مسعود بیگ) کا ایجاد کردہ تھا اور جہان کی بستی کی چوڑائی میں اس
جیسے مدرسہ کا، کمال آراستگی میں کوئی پتہ نہیں دیتا۔ اور قریب ہزار طالب علم کے اس کے گوشوں
میں علوم کی تحصیل اور نفس کی تکمیل میں مشغول رہتے تھے۔ آگ کی نذر کردیا اور اس کا غم سے ملا
ہوا دھواں بلند آسمان تک پہنچا دیا اور فردوسی کے کلام میں یہ شعر پڑھتا تھا ؎

بات لڑائی کو وہاں تک پہنچا دیتی ہے۔ کہ پرانے گھر (صدیوں کے آباد) ویران
کردیتی ہے

جب قتل اور غارت سے فارغ ہوگئے۔ پچاس ہزار جوان، کنواری لڑکیاں اور خوبصورت

لڑکے، خوش گفتار، خوش رفتار، سو معشوق کی طرح آراستہ، دل بیقرار کو پریشان کرنے وا
صہ ۱۶۲ اور بازار روزگار کے فتنہ غلاموں کی طرح دریائے جیحوں تک لے گئے پھر جوبا اور قبا
(پسران آلغو) ایک لشکر کے ساتھ پیچھے سے پہنچ گئے اور اُن قیدیوں میں سے تقریباً نصف کی
مقدار کو واپس لے لیا اور بخارا پہنچا دیا۔

ماوراءالنہر کے باشندوں نے اس جنگ اور لوٹ کو آقبک ترکمان کے ورغلانے اور برانگی
کا نتیجہ جانا۔ اور آقبک ایک غضبناک ترکمان تھا اور کانے ترکمان کا غلام تھا " کاش اس کی
دونوں آنکھیں برابر ہوتیں" (یعنی اندھا ہوتا) ظلم اور ستم کی آگ بھڑکانے کا حریص، اور شر اور
نقصان کی تُند ہواؤں کے حرکت دلانے پر راغب تھا۔ اس کی جائے پیدائش بخارا کے دیہات
میں سے تھی۔

اور اللہ تعالےٰ کے حکم سے بخارا جو کئی سال تک مسئلہ باطل کی طرح بے معنی (ویران) رہا
ان ایام میں خوشحالی کی ہوا متوطنوں کے دماغ تک پہنچی اور عیش کا گھونٹ اُن نامرادوں کے
حلق میں پہنچنے لگا کہ اس ظالم (آقبک ترکمان) کی نفس کی کمینگی سے تاریک گھر کی طرح
ہوگیا " اگرچہ امداد مذہب حمایت دین ہے اور حُبِ وطن ایمان ہے (مگر صرف) شریف رگ
اصیل اصل، اپنے مولد اور ہمعصروں کے حق میں اس قسم ہی کی کوششیں کرتی ہے ؎

عاق شدہ بیٹا شروع میں اپنے باپ کی ڈاڑھی پکڑتا ہے۔ اور بے بہرہ نسل پہلے
ماں پر ہاتھ صاف کرتی ہے۔

(داناؤں نے) سچ کہا ہے کہ تین گروہوں کی دوڑ دھوپ مطلوب کی تحصیل میں امید محال
ہے۔ اور عمر کا خرچ کرنا تلاش کرنے والے پر وبال ہوجاتا ہے (۱) پہلا وہ بیوقوف جو شور زمی
میں تخم پاشی کرے اور حصول فصل کا خواستگار رہو۔ (۲) دوسرا وہ بدبخت جو ذخیرہ کرنے اور
مال جمع کرنے کی حرص غالب رکھے اور اپنے آپ کو اور دوستوں کو اس کے منافع سے محرو
رکھے (۳) تیسرا وہ نادان جو بد اصل، بدگہر، کمینہ آدمی سے وفا کی توقع رکھے، حقوق کی ا
کا خیال کرے، اور حُسن جزا کی توقع کرے صہ ۱۶۳ ؎

بد اصل سے بھلائی کی امید رکھنا۔ آنکھوں میں مٹّی بھرنا ہے۔

۶۹۴ھ مہینوں میں جوبا اور قبان (پسران آلغو) اور براق (چاروں بھائی) جمع
اور لُوٹ مار اور غصّے کی آگ جلائی۔ مارتے، قتل کرتے، لُوٹتے اور جلاتے تھے۔ یہاں تک

Marfat.com

سونے کا ایک دینار اور ½ اسیر غلہ جو متوطنوں کے پاس باقی معلوم کرتے تھے۔ سزا عذاب اور تکلیف دے کر چھین لیتے تھے۔ چنانچہ کچھ بھی باقی نہ چھوڑا۔ کھانوں، بستروں، سامان اور لباس میں سے۔ اور مثال ہے کہ "جو غالب ہوتا ہے وہ چھین لیتا ہے"؛ متواتر سات سال تک وہ علاقہ باشندوں سے خالی رہا اور اطراف جانوروں کے اقسام سے عاری۔ اور یہی حال تھا کہ قیدو نے حکم دیا اور مسعود بیگ بن یلواج جس کا طالع اور انجام اپنے اور باپ کے نام کی طرح مسعود اور محمود تھا۔ اور ان کی کوششیں اور علامات بلندیوں اور اونچائیوں کی بلندی کی پر روزگار کی پیشانی پر لکھے ہوئے تھے۔ بُخارا اور سمرقند کو گیا اور اطراف سے متفرق لوگوں کو خاطرداری کرکے جمع کیا اور اُن کے حالات کے چشموں کو زمانے کی مصائب کی آمیزشوں سے صاف کر دیا۔ اور وہ مبارک منازل اور میدان جو یہ صفت رکھتے تھے۔ ۵ عربی شعر کا ترجمہ) اے منازل دلوں میں تمہاری جگہ ہے۔ کیا تم ویران ہوگئیں؟ اور دل تم سے آباد ہیں) تھوڑی مدت میں ترک اور تاجیک کی اُمیدوں کا مقام ہو گئے اور دور نزدیک کے طوائف کے مقصد کے لئے روز بروز نصیبہ وری اور فتحمندی کی امداد نے سلسلہ قائم کر دیا اور راحت اور فراخ عیشی کی افراط نے رعیت پروری اور مال اندوزی کا تار باندھ دیا۔ اور اب یہ حال ہے کہ اب تک ماوراء النہر کے منازل، اُنس کی چراگاہیں ہیں اور اس کا میدان، فردوس کا باغ ہے سغد (سمرقند شہر اور علاقہ کا نام ہے) مبارک فال اور نیک ستارے سے مشہور ہو گیا۔ ۱۶۴ھ اور حسین عورتوں کا لعاب دہن اور چشمہ حیوان کا پانی اس کے جیحون کے مقابلہ میں کمترین حوض تھا۔ لوگوں کے گروہ درگروہ وہاں اکٹھے ہوئے اور اس کے باشندے مختلف نعمتوں سے فائدہ اُٹھانے والے بنے زمین مٹھاس سے شیریں بیانوں کے لفظوں کی طرح قندریز تھی اور اس کی معطر ہوا زُلف جاناں کی طرح بادصبا سے جان دلکش بن گئی تھی ۵

(۱) سمرقند کے سروقد حسین محفل میں یارب ایسے خورشید کے سے چہرے اور زہرہ کی شکل والے ہیں (۲) عاشق کو قتل کرنے والے، ساغر چڑھانے والے اور چالاک ہیں۔ چاندی جیسے سفید جسم والے، فرمانبردار، اور خوش اخلاق ہیں۔

(۳) جب ہونٹ کھولتے ہیں کیا عجیب بات ہے کہ دل اُڑا لیتے ہیں۔ جب رُخ دکھاتے ہیں تو وہ کس قدر بھلے معلوم ہوتے ہیں۔

اور بخارا جب سے ہے تبحر علماء کے گروہوں کے جمع ہونے کی جگہ لطائف کے شیریں پانی کا

منبع، کمالِ بلاغت کا آشیانہ اور فصاحت کی پوشاک کا کارخانہ رہا۔ اہل شمشیر اور اہل قلم رُعب اور تیز زبانی سے رہے۔ اور گوشوارے اور پردے والی عورتیں فصاحت حُسن شمائل کے ساتھ رہیں۔

اور یہ حکایت تواریخ میں لکھی ہوئی ہے اور تلاش کرنے والوں کے سامنے مشہور رہے کہ: جب امیر نصر بن احمد سامانی۔ اللہ اس کی قبر کو سیراب کرے۔ خراسان کی منزلوں میں آیا تو میدان کی وسعت، علاقہ کی شادابی، مکانات کی تفریح گاہوں اور گھروں کی سیرگاہوں کو نہایت پسند کیا اور وہاں کی آب وہوا سے راحت حاصل کرنے والا اور آرزو پوری کرنے والا ہوا گرما۔ خزاں اور سرما میں وہاں قیام کیا۔ جُدائی کی مدّت کے بڑھ جانے سے وزراء، دوستوں امیروں اور تمام لشکروں کے دل میں ملال اور سستی ص۱۶۵ بڑھ گئی اور طبیعتوں کا میلان بخارا کی نادر چیزوں اور اس کے فردوس کی طرح کے میدانوں کی طرف غالب ہوگیا۔ یاران قدیم کے شوق کے ہاتھ نے رُوح کے گریبان کو مروڑا۔ اور ساقیٔ محبت نے سب کو آنکھوں کے آنسو سے خالص شراب پلائی۔ رات کی سیاہی میں شمع کی مانند سوز و گداز میں تھے۔ اور صبح کی تباشیر (سفیدی) کے نکلنے کے وقت بادِ صبا کے ساتھ اس راز میں تھے اور کاتب (مصنّف) کے دل کے ساتھ ہم آواز تھے ؎

(۱) صبح کے وقت جب رُوح کا قافلہ گذرتا ہے۔ ہر ہوا جو فلاں (معشوق) کے کُوچہ سے گذرتی ہے (۲) گویا کہ اُنس کی نسیم روضۂ قدس میں سے حُوران بہشتی کے ہاروں پر سے گذرتی ہے۔

گویا کہ "دوستوں کا خط وطن کی طرف" اُن کے دل کے کلمات سے جمع کیا تھا اور اُن مہجوروں کے فراقی شعروں سے رعد اور رباب نے خروش اور نالہ کو حاصل کیا تھا "جہاز قانی" کے شعر جہر لینے اور دینے کی آرزو میں ہر ایک کو موافق آ گئے ؎

(۱) اگر صبح کے وقت کی ہوا دوستانِ قدیم کے پاس میرا سلام پہنچادے اور وہاں سے جواب لائے (۲) شوق کی وجہ سے میرے جگر میں آگ لگی ہوئی ہے اسے ٹھنڈا کردے اور مجھ مصیبت زدہ کے کام پر رونق پیدا کردے (۳) اس مصیبت کی رات کی سیاہی کو میری آنکھ کے سامنے سے دُور کردے اور شورج (معشوق) کی خبر پھر لائے ص۱۶۶ دوستوں کی مجلس میں میری فغاں اور نالہ نے جائے اور

Marfat.com

اور وہاں سے چنگ اور رباب کے بجانے کی آواز لائے۔

مخفی طور پر اتفاق کر کے "رودکی" شاعر کے پاس جو سلطان کا خاص مدح کرنے والا تھا سفارش لے گئے اور عاجزی ظاہر کی:۔ تاکہ شعر کو گا کر بادشاہ کے ارادہ کے سلسلے کو حرکت دینے والا ہو۔ اور اس شرط پر سونے کے چند ہزار دیناروں کو انہوں نے قبول کیا اور ان کو ادا کرنے کے بھی آسان ہی ہیں ذمہ دار بنے۔ رودکی نے اس قصیدہ کو تصنیف کیا اور (دربار میں) خوش الحانی سے پڑھا

"جوئے مولیاں" کی ہوا آرہی ہے۔ مہربان دوست کی خوشبو آرہی ہے۔ باوجود جیحوں کی ریت اور اس کی وہ سختیاں کہ گویا میرے پاؤں کے نیچے ریشمی کپڑا آرہا ہے۔

کہتے ہیں کہ سلطان اسباب سفر کی تیاری کے بغیر ان شعروں کے گانے کی مجلس سے گھوڑے پر سوار ہو گیا محض کرتہ پہنے ہوئے اس طرح کہ جامہ داروں (داروغۂ توشہ خانہ) نے خاص موزے اور شلوار ایک فرسنگ طے کرنے کے بعد بادشاہ کے پاس پہنچائی اور اس سبب سے کہ ان شعر و الفاظ لغت عرب سے پاک۔ شوق اور خوشی کو بلانے والے اور آسانیٔ معنی اور مطلب کی وضاحت پر مبنی ہیں۔ طبیعتوں کو موافق اور مناسب معلوم ہوئے۔

چونکہ زیادہ تر ارباب عصر کی تعریف اور مذمت کا شمار از روئے تقلید ہے اس ذکر کے لکھتے وقت بعض دوستوں۔ نے اس کا جواب دینے کے لئے مجھ سے التماس کی اور مقابلہ کرنے کے لئے فی البدیہہ کہنے کو کہا "معذور رہے" کے مطابق یہ چند اشعار اگرچہ فضائل کے ظروف سے انکار کرنے والے ہیں۔ صاحب دیوان سنہ ۶۷۱ھ محکوم ممالک شمس الدین جوینی کی مدح میں نظم کئے گئے۔ چونکہ اس صاحب قران کی زندگی کے زمانہ میں ان بدائع کا مؤلف (مصنف کتاب) اس کے دربار میں حاضری کی سعادت سے محروم رہا۔ یہ قصیدہ اس کی روح پر۔ کیونکہ مومن دونوں جہان میں زندہ ہے۔ پڑھتا ہے۔ اس امید سے کہ ان دونوں قصیدوں کے درمیان تمیز کرنے والی خداوندانِ فضل کی نقادِ طبع اور روشن دل ہو گا۔ پس یہی کافی ہے۔ نظم

(۱) مشک بکھیرنے والی ہوا چلتی ہوئی آرہی ہے۔ پھول کی خوشبو جان کا پیوند معلوم ہوتی ہے (۲) صبح کے وقت مشک بید کی نسیم خوشبو دینے والے مشک سے بہتر معلوم ہوتی ہے (۳) آتش گل سے کہ اس کی مٹی ہمیشہ تازہ ہے۔ جہان کے منہ پر رونق آتی ہے (۴) گلبنوں کے کانوں اور ہاتھوں کے لئے شبنم موتیوں کی مانند

معلوم ہوتی ہے (۵) مُرغ بانسری بجاتا ہے اور سرو ناز۔ اس کی آواز سے ناچنے لگتا ہے (۶) باغ کی طرف بنفشہ اور گل لالہ کے طرف۔ کارواں کے کارواں آرہے ہیں بان (خوشبودار درخت) کی ہوا اور پھولوں کی خوشبو خوشی ہیں۔ میری کشتی کے بادبان معلوم ہوتے ہیں ص۱۶۵ (۱) لالہ کی روشنی سے ہر رات کو شام کے وقت باغ آسمان کی طرح (ستاروں سے بھرا ہوا) معلوم ہوتا ہے (۲) روشن ستارونکی چمک سے صبح کے وقت آسمان باغ کی طرح نظر آتا ہے (۳) مغز جان آسودہ حال ہو رہا ہے، شاید معشوق کی زُلفوں کی خوشبو آرہی ہے (۴) خوشی کی آنکھ پھڑکتی ہے۔ یا اللہ شاید میرا وہ نامہربان یار پھر آرہا ہے (۵) دُنیا کا دامن عنبریں ہو گیا کیونکہ وہ معشوق میرے پاس دامن سمیٹے ہوئے آرہا ہے (۶) صبر میری نیند کی طرح مجھ سے بھاگتا ہے۔ اور آنسو بن بلائے جاری ہو رہے ہیں (۷) میں شمع کی مانند جلتا ہوں اور اس کی یاد شعلہ کی طرح میری زبان پر آرہی ہے (۸) اگر میری امید یار سے پوری نہیں ہوتی، تو میرے آنسو فی الفور جاری ہو جاتے ہیں (۹) اس کی محبت وزیر ممالک (شمس الدین) کی مدح کی طرح۔ روح و رواں کی راحت بن جاتی ہے (۱۰) وہ شخص جس کا نام ہمیشہ قائم رہے ص۱۶۹ اس کے مقابلہ میں اس کے دشمن کا نام بے نشان معلوم ہوتا ہے (۱) وہ شخص جو اپنے موتی لٹانے والے ہاتھوں سے۔ دریا اور کان کے لئے آفت معلوم ہوتا ہے (۲) اس کے رحم اور سخاوت کی پناہ میں ایک جہان۔ بوڑھے ہوں کہ جوان آتا ہے (۳) اس کا بیدار بخت دوستوں کی مراد کے مطابق حاجت بر آر اور مشکل کشا ہوتا ہے (۴) یہ کلام ہے جس کی آرزو سے بہشت کے منہ میں آپ کوثر آتا ہے (۵) اگر رودکی سن پاتا تو کب کہتا کہ "جوئے مولیاں" کی ہوا آرہی ہے۔

اس بھرتی کلام سے مقصود جو اگرچہ (حلوہ کے اندر میووں کی بھرتی) کی مانند یہ ہے کہ آج کل بلاد ماوراء النہر، بہشت کی تازگی سے حصّہ رکھتے ہیں اور زمانے کی ذلتوں سے بچے ہوئے ہیں اور قہر کے لاحق ہونے سے امن میں ہیں اور بادشاہزادہ قیدو کے قبضہ کے اندر ہیں اور اُن کے باشندے اس کی قید میں پابند ہیں۔ صبا کی ہوا بغیر اس کے عدل کے اجازت نامہ کے غنچہ کے رُخ پر نہیں چلتی اور بُلبل اس کی سزا کے خار کے خوف سے گل کے عشق کا خیال نہیں

Marfat.com

پکائی ؂

ذکر ملک شمس الدین محمدؐ بن کرت

وہ ایک بُزرگ ہمّت صاحب شجاعت مرد تھا اور آداب کے فنوں میں کمال رکھتا تھا۔ اس کا باپ "کرت" سلاطین غور کے عہد میں امیر سپہ سالاروں کے شمار میں گنا جاتا تھا۔ بخت والے نصیب اور غیر محدود شان کے ساتھ تھا۔ اور قرابت کا تعلّق سلطان شہاب الدین سے رکھتا تھا۔ جو ہمّت کے سر کو سلطان محمد خوارزم شاہ کے سامنے نیچا نہیں کرتا تھا۔

منگوقاآن کے ابتدائے جلوس میں جب اس کے اور اولاد چغتائے کے درمیان منافرت کے اسباب بہت زیادہ پیدا ہوگئے اور دشمنی کی رسّیاں گرہ در گرہ ہوگئیں تو یاسون منگو۔ جو کہ چغتائے کا صلبی بیٹا تھا۔ لڑائی کے ارادہ سے سامان کرنے لگا۔ منگوقاآن نے ایسے لشکر کو بھیجا جو جنگ کی شمشیر زنی کی آواز کو سرود کی آواز سمجھتے تھے۔ لوہے کو ریشم اور فولاد کو دیبا شمار کرتے تھے۔ انہوں نے پیکانوں کے لبوں کے سامنے غنچہ کی طرح آنکھ کو ڈھال بنادیا اور سر کو خود کے آگے نرگس کی طرح تلج سے آراستہ کیا تاکہ اس سے پہلے کہ دشمن شام کا کھانا کھائے اُن پر دوپہر کے کھانے کے خون پینے والے ہوجائیں۔ چنانچہ خونریزی اور ہلاکت جانی کے بعد یاسون منگو" کو گرفتار کرکے باتو کے پاس بھیجدیا۔

اِن دنوں ملک شمس الدین کرت قید تھا۔ اس نے منگوقاآن کی سلطنت کے میدان کو دشمنوں کے ازدحام سے خالی پایا تو بادشاہ کی خدمت میں دوڑا۔ وہ فرمان جو فاتح جہان بادشاہ چنگیز خاں کے عہد میں جاری ہوا تھا۔ عرض کی بلندی پر پہنچایا اور ظاہر کیا ہم نے ابتدائے لشکر کشی میں ترغیب کے سبب اور ڈر کے واسطہ کے بغیر۔ چنگیز خاں اور اس کے مبارک خاندان کو خلوص کی راہ سے منزل بمنزل پہنچایا ہے۔ اور اطاعت کے آستانہ پر سر رکھا ہے اور صل۱اغور کے علاقہ اور شہر کو جس کا اسم جنس "سیستان" ہے ہمارا سمجھا گیا تھا اگر قاآن اس حکم کو مقرر فرمائے تو از سر نو لوازم بندگی خوب پر عمل ہو گا۔ منگوقاآن نے اس کی صورت میں ہدایت اور بزرگی کے علامات کو معلوم کیا اور انہی احکامات کے تقاضا پر حکم جاری کرنے کیلئے شاہی فرمان اور شیر کے سر والا جھنڈا دیا۔ ہرات، نیمروز اور دیگر چند قصبے اس علاقہ کے اسن پر اضافہ فرمائے اور وہ پوری نوازش کے ساتھ امیر ارغون کی خدمت میں گیا۔ اور زبان کی فصاحت

بیان کی شیرینی، چُست عادات اور عمدہ خصائل سے اس کے دل کو شکار کرلیا اور اپنے اوپر عنایت کرانے میں اس کو پابند کرلیا امیر ارغون نے دریائے سندھ کے کنارے تک کا علاقہ بطور ٹھیکہ کے اس کے اہتمام کی نظر کے حوالے کردیا۔ اور اقبال مندانہ تربیتیں کیں۔

ان اسباب سے اس کا نام شہرت کی بلندی اور اقتدار کی چوٹی پر پہنچ گیا۔ اور امور ملک کا انتظام اور مصالح ملکی کا بندوبست اس طور سے اختیار کیا۔ کہ قاآن کے حُسن قبول اور پسندیدگی کا مقرب ہوگیا۔ اور کیکانات اور قصدار کے اطراف کو بھی تابع کرلیا۔ اور سرحد دہلی تک تمام راستوں کو رہزنوں سے پُرامن اور مطمئن کردیا۔ بلند مراتب کی شہرت کو منتشر کرنے، فضیلتوں کے صحیفوں کو پھیلانے اور شجاعت اور سخاوت کی نشانیوں کے مشہور کرنے میں عمدہ کوششیں کیں۔ اور روشن شعر جو اس کی طبع کے نتیجہ تھے اطراف میں صبح اور شام کی ہواؤں کے دامن سے متعلق کردیئے

اسوقت جب کہ پادشاہ کامگار ہلاکو خاں نے تیسری اور چوتھی اقلیم کے اکثر حصّوں پر فتح پائی سببوں میں سے کسی سبب سے اور پروردگار کی تقدیر سے وہ (شمس الدین بن کرت) سرکش (متوحش) ہوگیا۔ اس نے ۶۵۸ھ میں ایک لشکر اس کے مادہ بغاوت کو روکنے کے لئے مقرر کیا اس کا افسر تغور تھا۔ اور نہایت غصّے سے حکم دیا کہ شمس الدین کے اعضا کی کھال کو بھوسہ بھر کر دربار میں بھیجدیں۔ جب اس نے احکام کے مضمون اور لشکر کی تیاری کی اطلاع پائی اس بیت کو ایک تیر پر لکھ کر ایلخاں کے پایہ تخت کو بھیجدیا ؎

اگر میں کبھی کابل کی طرف لگام موڑ دوں۔ تو تغور کا بدلہ تغر سے لوں۔

اس کے بعد حدود سیستان میں اس لشکر کے ساتھ لڑائی کی باگ کو کھول دیا۔ اور دونو طرفوں سے پیش قدمی کے پاؤں موت کے مقام پر رکھے۔ صلح لڑائی سے تبدیل ہوگئی۔ آخرکار تغور کو ہلاک کردیا اور وہ معاملہ جو شمس الدین کے متعلق دل میں رکھتا تھا خود اس کے حق میں پورا ہوا۔

جب اس حالت میں کافی مدت گذر گئی تو پھر "تسلوین" کے مرغزار میں حدود ہرات میں سے ہے ایلخانی لشکر کے ساتھ لڑائی اور جنگ کی اور اس کے بعد ایلچی اور پادشاہ دولت یار کی مہربانی سے مدد حاصل کی اُن کا اہل (رعیّت) اور مطیع ہوگیا۔ انعامات کی نظر سے دیکھا گیا اور مشہور خدمات اور قابل انعام معاملات پادشاہ کی خدمت میں کئی دفعہ انجام دیئے۔

Marfat.com

اور برکہ کی لڑائی میں حدود دربند باکو بہیں فلک فرسا رکاب کا ملازم تھا۔ اور ایلخاں کو اسکی دلاوری اور بہادری معلوم ہوئی اور تخت سلطنت پر اس کے اخلاص اور دلیری کے متعلق گفتگو کی حکایت بیان کی ہے کہ جب ملک سیستان کو اس نے قتل کیا ہلاکو خاں کی خدمت میں آیا تو (ہلاکو خاں نے) اس سے مواخذہ فرمایا کہ کیوں بغیر حکم شاہی کے نیمروز (سیستان) کے حاکم کو تو نے قتل کیا اور اس کے جوانی کے دن کو رخصت کر دیا۔ تو اس نے بغیر تاخیر اور جھجک کے جواب دیا کہ اس کا سبب یہ ہے تاکہ دشمن کُش پادشاہ یہی سوال اپنے بندہ کے متعلق اس سے نہ کرے۔ "برجستہ جواب اچھا مددگار ہے" یہ جواب۔ جو پانی کی طرح رواں تھا۔ اور جامعیت اور حاجت روائی کے فنون پر حاوی تھا فوراً ایلخان کو بہت پسند آیا اور بے انتہا مہربانی مبذول کی۔

جب سلطنت کی باری ۶۶۳ھ آباقا خاں تک پہنچی تو دلیری کی وجہ سے دربار کی طرف سے پیچھے رہ گیا (یعنے نہ گیا) اور اس "مثل" میں نہ آؤں گا تیرے پاس جب تک کہ نالہ کریں مُردہ بچے والی اُونٹنیاں، اور جب تک کہ تاریک رہے رات" کے ساتھ مثال دی اور یہ رباعی اس نیک نیتی کے خیال سے جو رکھتا تھا صاحب دیوان (شمس الدین) کے پاس بھیجی ؎

(۱) ترکوں کے پادشاہ کو اس طرح کون کہدے کہ نیمروز پسر دستان (رستم) کا وطن ہے (۲) جس کی شمشیر اور گرز گاؤ سر، کی ہیبت سے ابھی تک افراسیاب کا گھر ویران ہے۔

صاحب دیوان نے اس طرف کو نرم کرنے اور اس کے دل کو مائل کرنے کے لئے اس خط کو کہ جس سے لطافت کا پانی ٹپکتا ہے اور فضیلتوں کی بنیادیں اس سے محکم ہوتی ہیں بھیجدیا ؎

(۱) ملک شمس الدین محمد کرت! تو ہی ملک کی روشنی ہے۔ کہ فرشتے کی طرح تو سراسر جان ہی جان ہے (۲) وہ رنج جو تیرے ہجر سے میرے دل کو پہنچا ہے۔ اس کی تہ تک انس اور جن کا وہم نہیں پہنچتا (۳) سچ ہے تیری باریک بین روشن رائے سے یہی زیب دیتا ہے کہ تو جب یہ نامۂ شوق پڑھے (۴) تو گھوڑے سے، ارادہ کی آگ کو بھڑکائے، اور تدبیر کے پانی سے جو غبار کہ ہے اسے بٹھا دے۔

۶۶۴ھ چونکہ بے مہر آسمان اور جفا پیشہ زمانے کی عادت یہ ہے کہ مطلوب اور محبوب کو پردے میں روکے رکھتا ہے اور دل وجان کے مقصود کو بہت آسانی سے پورا نہیں ہونے دیتا پس ہر حیلہ اور کوشش جو والا و آدم کرتے ہیں اس سے رنج اور تکلیف زیادہ ہوتی ہے اور آرزو اور تمنا کو

جمع کرنے میں جس چیز کے ساتھ وسیلہ ڈھونڈھتے ہیں وہ محرومی اور نا امیدی کا مادہ بن جاتی ہے اس معاملہ کی تصدیق یہ ہے کہ کئی سال ہوگئے ہیں کہ روح کے کان اور کان کی رُوح ملک اسلام کے مخدوم، ایران کے پادشاہ اور خُشکی وتری کے خسرو شمس الحق والدین (محمد بن کرت) کی سخاوت کی شُہرت سے روزگار اس کے امرونہی کے تابع اور فلک کی گردش اس کے مقصد کے موافق رہے (گوش جاں) گوشوارہ پہنے ہوئے ہیں اور جان گوش راحت یافتہ ہے۔ بندۂ ادنیٰ (شمس الدین) محمد بن محمد جوینی نے چاہا کہ آنکھوں کو دل کی بصیرت کی مانند کرے (ملاقات کرے) اور جب وقت قریب آیا وہ مراد بر آئے اور زمانہ ایک قدم آگے بڑھ جائے۔ تو غیب سے تاخیر نے منہ دکھایا جو حسرت کا باعث اور ناتواں دل کی حیرت کا سبب ہوئی اور جان ہوش سے محروم ہوگئی "حریص محروم رہتا ہے" مثل مشہور ہے۔ اس سعادت (ملاقات) سے محروم رہ گیا۔ ؎

اس لاجوردی بام (آسمان) پر ایک فرشتہ ہے۔ جو عاشقوں کی آرزو کے آگے
دیوار کھینچ دیتا ہے یعنی مانع ہوتا ہے۔

ان چند ایام میں فرزند زادہ محمد کے قاصد اُدھر سے پہنچے اور مبارک دربار اور برکت والی بارگاہ کو خوش کرنے والی خبریں پہنچائیں۔ وہ نفس مسیح کی خاصیت رکھتی تھیں کہ اس مُژدہ سے مُردہ دل زندہ ہوگیا۔ حضرت عالی (آباقاں خاں) سے پرہیز اور گریز کے بارے میں انشا پرداز کے قلم نے تھوڑا سا لکھا تھا جرأت اور گستاخی کرکے اتنا ہی عرض کرتا ہے کہ کنارہ کشی اور توہم کی راہ کو بند کر دے اور اس دربار کا قصد، بطرف مشرق پُختہ اور محکم کر دے۔

اس (شمس الدین کرت) نے صاحبی کے (خط) کے جواب میں یہ خط صادر فرمایا۔ (جواب شمس الدین کرت)

"چونکہ دن اور راتیں لگا تار اور ہمیشہ اس کوشش میں رہتے ہیں کہ کوئی مخلوق دل کی مراد تک نہ پہنچے اور ہر خیال کو جس پر دل کو ٹھہرایا ہے۔ تغیر اور تبدل کر دیں۔ لہذا سعی اور کوشش مفید اور حاجت بر آر نہیں ہے اور کوشش اور نافع اور فائدہ مند نہیں کئی سال ہوگئے ہیں کہ نماز و روزہ سے دعاؤں کی امداد اور التجاؤں سے خواہش کی ہے کہ پھر عزیز صاحب اعظم بہت ہی عادل و مکرم، بابرکت رائے اور قدم والے وزیر شمس الدولۃ والدین کو دیدار کرے اور نئے اور پُرانے غموں کا اظہار کرے۔ مگر ؎

(۱) میرے دشمن کے ساتھ جب میرا دوست بہت بیٹھا۔ تو پھر مجھے دوست کے ساتھ بیٹھنا نہیں چاہیئے (۲) اس شہد سے پرہیز کر جس میں زہر مل گیا۔ اس شہد کی مکھی سے

Marfat.com

بھاگ جو سانپ پر بیٹھ گئی۔

ایام شباب کے آغاز اور اوّل جوانی کے سالوں اور برسوں سے جانبین میں اتحاد اور محبت کی قرابت اور دوستی کے طریقے پختہ اور اتحاد کی بنیادیں مضبوط اور بیگانگی کی زہریلی ہوا سے محفوظ تھے۔ اور قبلۂ حق کی طرف سے منہ کر کے اور اُس طرف (صاحب یا اباقا) سے ہر روز ایک خط آتا اور پہنچتا ہے اور وہ تتار۔ کُفّار اور فاجروں کی طرف مجھے دعوت دیتا ہے۔ ع تم سے یہ بات مجھے پسند نہ آئی کہ تم میرے آنے کو اباقا کے پاس پسند کرو۔

لیکن عقل سلیم کی راہ سے نہ کہ شریعت پاک نبوی اور رسول کی احادیث اور اخبار کے تقاضا سے (کیونکہ انکار دعوت شرع میں منع ہے) رباعی

(۱) یہ بہتر ہے کہ ہنرمند گوشہ نشینی اختیار کرے صفحہ ۱۷۶ یا کسی قلعہ کے گوشہ کو اپنا حصار بنائے (۲) شراب پیتا ہے اور حسینوں کے لبوں کو بوسہ دیتا ہے۔ تاکہ پریشان جہان آرام حاصل کرلے۔

ان چند ایام میں فرزند محمد کے پاس پہنچتا ہے۔ جو کچھ درست ہوگا اختتام کو پہنچ جائیگا اگر چاہا اللہ غالب نے (خط ختم ہوگیا)

اور عجیب بات ہے ملک شمس الدین کرت باوجود عقل و شجاعت، عمدہ عادات اور دلیری کے اس کمال کے عجمیوں کی شراب (بھنگ) پینے کا عادی تھا اور اس کی بہت سی رباعیاں ہیں اس کی مدح اور ترجیح میں شراب پر۔ حیران کرنے اور تعجّب میں ڈالنے کے لئے یہ بیت لکھے کیونکہ تحسین مستقبح (قبیح چیز کو اچھا جاننا اور بیان کرنا) کی صنعت کی قبیل میں سے ہیں ؎

(۱) شراب پینے والا اگر امیر بھی ہو تو غریب ہو جاتا ہے۔ اور اس کے جھگڑے سے جہان پر شور ہو جاتا ہے (۲) لعل کی ڈبیہ (منہ) میں زمرد (بھنگ) اس لئے ڈالتا ہوں۔ تاکہ میرے غم کے سانپ کی آنکھیں اندھی ہو جائیں (زمرد سے سانپ اندھا ہو جاتا ہے) ؎

(۱) جس وقت میں سبز (بھنگ) سے خوش ہوتا ہوں تو افلاک کے سبزہ گھوڑے کے لائق بن جاتا ہوں (۲) سبز خطوں (معشوقوں) کے ساتھ سبز (بھنگ) پیتا ہوں سبزہ میں۔ اس سے پہلے کہ سبزہ کی طرح مٹی میں مل جاؤں۔

اسوقت اس تشریح سے میرے دعوےٰ کا چہرہ شاہ (اباقا خان) کی تلوار کی طرح دشمن سفطنت

کے خون سے مٹ اسُرخ ہو جائے (دعویٰ سرخرو ہو) اور جاہل لوگ۔ سیاہ رد سبزہ (بھنگ) سے سیر ہو جائیں (مصنف نے) یہ رباعی تصنیف کی اور لکھی ہے

(۱) اے سُرخ رُخسارے والے۔ سُرخ پھول (گلاب) کے ساتھ وہ سُرخ شراب جلدی لے آ (۲) تاکہ خوشی کا چہرہ سُرخ ہو جائے سبزی (بھنگ) سے اپنا چہرہ زرد مت کر اگرچہ نیلگون آسمان سے۔ رات اور دن سیاہ اور سفید ہو گئے ہیں۔

چونکہ اس (شمس الدین کرت) کے اور ملک ضیاء الدین کابل کے درمیان دشمنی، نفرت اور ہلاکت بڑے درجہ تک پہنچ چکی تھی ملک ضیاء الدین نے یہ رباعی اس کے پاس بھیجی ہے

(۱) غوری بچّہ کابل سے دشمنی کے لئے اُٹھا وہ مجھ جیسے آدمی سے سخن آرائی کرنا چاہتا ہے (۲) تو سورج (شمس) ہے اور میں روشنی (ضیاء) اور تمام لوگ جانتے ہیں۔ کہ سُورج کا آسمان پر لانا روشنی کے لئے ہوتا ہے۔

تردید کرتے ہوئے ملک شمس الدین نے جواب میں یہ رباعی لکھی رباعی

(۱) اے اپنے آپ سے بے خبر دائیں بائیں دیکھ۔ مجھ جیسے شخص کے ساتھ تیری دشمنی کیوں پیدا ہوئی (۲) میں سورج ہوں اور تو روشنی اور سب لوگ جانتے ہیں کہ جس قدر روشنی دُنیا میں ہے سُورج ہی سے ہے۔

مٹ اس کے بعد آباقا خاں کی بندگی میں شامل ہو گیا اور مدّت تک دریا مقدار درگاہ اور آسمان مدار آستانہ کا ملازم رہا۔ اور جب سیستان کیطرف رجوع کیا تو پادشاہ کی بندگی کی اطاعت اور شاہی احکام کی تعمیل بیحد کرتا تھا۔ یہانتک کہ اس غرور کے غار (دنیا) سے خوشی کی سرائے (آخرت) میں پہنچ گیا (مرگیا)

ذکر سلاطین مصر

سات ولایتوں کے وسیع میدانوں میں سے آجکل مصر اور شام کا علاقہ ہے جو پیغمبر عربی (حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم) اس کی رُوح پر افضل رحمتیں اور پاکیزہ تحفے نازل ہوں"۔ کے مکہ چھوڑنے کے زمانہ سے چھ سو اوپر کوئی نوّے سال ہجری کے بعد سے۔ دین پروری اور حُسن اعتقاد کی جدوجہد کی راہ پر ثابت قدم اور صادق دم ہیں اور "اللہ تعالےٰ نے خرید لی ہیں مومنوں سے اُن کی جانیں اور مال۔ اس بات پر کہ ان کے لئے جنّت ہے اسی لئے یہ لوگ

خدا کی راہ میں تو کفار کو مارتے ہیں اور خود بھی مارے جاتے ہیں" کے حکم کو دین کے نگینے کا نقش اور یقین کی نئی دلہن کا لباس بنایا ہے "اور نہ اطاعت کر کافروں اور منافقوں کی" کی دوستی اور محبت کا بیج نیت کی صاف زمین میں بویا ہے او . . . . . کے پاک درخت سے جو لوگ اللہ کو مانتے ہیں اور نیک کام کرتے ہیں اُن کے لئے جنّات الفردوس میں سرائیں ہونگی" کا ثمر چنا اور معذور لوگوں کے سوا جہاد سے مُنہ چھپا کے گھر میں بیٹھ رہنے والے اور وہ لوگ جو اللہ تعالیٰ کی راہ میں اپنے جان اور مال سے جہاد کرنے والے ہیں ہرگز برابر نہیں ہیں۔ بلکہ اللہ تعالیٰ نے جہاد کرنے والوں کو گھر بیٹھ رہنے والے لوگوں پر بڑی فضیلت دی ہے" کی طواف گاہ کا طواف کر کے جان اور مال کو دین کے ۱۷۹ مددگاروں کی امداد اور سرکشوں کے گروہ کی گوشمالی اور حق کے فرقوں کو باطل سے تمیز کرنے کے لئے "تاکہ تمیز دے اللہ تعالیٰ بُرے اور بھلے میں اور بہرہ یاب اور مایوس میں امتیاز کر دے" بربادی اور ہلاکت کے میدان میں لانا پسندیدہ طریقہ جانتا ہے اور اسلام کی مملکت کی حفاظت اور ایمان کی عظمت کی حمایت کو "مدد کرو ایک دوسرے کی نیکی اور پرہیزگاری پر" کے مطابق چلنا یقینی ادا کی ہوئی پہچانتا ہے۔

یقیناً (ملک مصر اور شام) اس فضیلت سے تمام بلادِ اسلام پر برتری کی قدرت رکھتے ہیں اور امتیاز کا شرف حاصل کیا ہے۔ بلاد شامی کا روضۃ الاسلام (اسلام کا مرغزار) دمشق ہے جو تمام لوگوں کے اتفاق کے مطابق عجیب ترین علاقہ ہے جنّات اربعہ (چار بہشت) میں سے اس کی زمین کا دامن پاکیزگی سے حضرت مریمؑ کے آستین کی طرح ہے اور اس کے پامال شدہ سنگریزے لطافت میں سمندر کے بیٹے (موتی) کی مانند ہیں۔ اس کے غوطہ (دمشق) کے رخت طوبیٰ کی نازک شاخوں سے ملے ہوئے ہیں، اور اس کی نہروں کے چشمے حوض کوثر کے قطرات سے حاصل کئے ہوئے ہیں" اور فرمایا ہے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اگر آسمان میں بہشت ہوتی تو وہ دمشق سے بڑھ کر ہوتی۔ اور اگر زمین پر ہوتی تو وہ دمشق ہی میں ہوتی۔ اس کی جامع مسجد جو دوسرا کعبہ اور بہشتی تخت کا قبہ ہے دو ہزار طالب علموں کے جمع ہونے کی جگہ ہوگئی اور اس کے صداقت والے نوجوان جوانمردوں اور مروّت والوں کے سر دفتر ہوئے۔ باشندوں کے عقائد کی لڑیاں پادشاہ لایزالی (خدائے تعالیٰ) کے اخلاص کے موتیوں کے ساتھ منظم ہو کر قتال جہاد اور شرائع محمدیؐ کے شعار کو بلند کرنے کے لئے ہمیشہ کے لئے قائم ہیں۔

۵۶۹ھ کے آخر میں صلاح الدین یوسف بن ایوب نورالدین شیر کوہ کرد کا بھتیجا، جو مالک

Marfat.com

شام معین الدین محمود بن زنگی بن اقسنقر کے مقربوں کے سرداروں میں سے تھا۔ اسباب قضا کے اقتضا کے مطابق اور قدر کے اسباب کے موافق، ملک مصر پر قابض ہوگیا اور العاضد بن اللہ ابو محمد عبداللہ بن یوسف بن حافظ۔ جو کہ ابو تمیم معدّ ملقب بہ مستنصر کی نامقبول اور مذموم اصل والی شاخ میں سے تھا۔ اور حسن صبّاح منڈ۱۸ نے اس کے عہد میں دعوت لحاد کی دی اور اسکے دو بیٹوں نزار اور مستعلے کے ذریعہ جو بدعت اور الحاد کی طرف، دعوت دینے والے اور غیر مفید پھل دینے والی شاخوں میں تقسیم ہوئے۔ ایک اسماعیلی جو نزاریہ کے نام سے مشہور تھے یعنی عراق، شام، قومش اور خراسان کے ملحد اور دوسرا مستعلیوں کا گروہ جو اسماعیل مصر کے نام سے مشہور تھے۔ اس (سلطان صلاح الدین) کی سلطنت کی ابتداء کے ایام میں گذر گیا (یعنے مرگیا) اور صلاح الدین نے اس کی اولاد اور رشتہ داروں کو تلوار کے گھاٹ اُتار دیا اور انکے وجود کا پودا۔ جو اس دین متین کے اُگنے کی جگہوں (کھیتوں) میں زہریلی گھاس (پھناک) کا مرتبہ رکھتا تھا۔ پورے طور پر جڑ سے اُکھیڑ دیا گیا۔

صلاح الدین حکومت اور استقلال میں کمال کی چوٹی اور جلال کی بلندی پر پہنچ گیا پھر اس نے امامت کے شعار کی دعوت خلفائے بنی عباس کے خاندان میں منتشر کردی اور محرم ۵۶۶ھ کے پہلے جمعہ میں خُطبہ اور سکّہ خلیفہ الناصر الدین اللہ (صحیح المستضی باللہ) کے نام پر اس ملک کے تمام علاقوں کے منبروں کے کندھوں پر مزیّن اور رائج کردیا۔

اور وہ منتظر جہاد، مجاہد، کامگار اور دین دار بادشاہ تھا اور بے شمار خزانہ اور بے تعداد لشکر اُسے حاصل تھا اور اٹھارہ ہزار تلوار کے دھنی اور نیزوں سے لڑنے والے غلاموں کے سر اس کے قبضۂ ملکیّت میں بندھے ہوئے تھے۔ اور باوجود سلطنت کی اس فراخی کے شجاعت، سخاوت کے ساتھ شفاعت کرنے والی، اور دلیری، سیاست کی ساتھی اس کی ذات میں موجود تھی۔ کُفّار کے ساتھ جہاد کرنے میں "تو اپنی ذات سے شروع کر۔ یعنے خود شمشیر زنی کر" کہتا اور پاؤں میدان جنگ میں رکھتا۔

اور اٹھارہ لڑکے جو تاج اور تخت سلطنت کے مستحق اور لایق تھے۔ ہر ایک کو سلطنت کے اطراف میں سے ایک طرف مقرر فرمایا جب اس کی عمر کا سورج خاتمہ کے غروب کو پہنچا۔ تو وہ سلطنت اُسی طرح اس کی اولاد کے قبضہ میں رہی۔ یہانتک کہ زمانوں کے پے در پے آنے اور رات دن کے باری باری آنے نے سلطنت کی نوبت ملک صالح تک پہنچائی۔ جو اس (صلاح الدین)

کے نواسوں کی اولاد میں سے تھا۔ اور سلاطین سلف کے دستور کے مطابق حج کے راستے کا سامان کرنے اور بیت اللہ (کعبہ) کے قافلوں کی ترتیب میں مبالغہ کے ساتھ حکم دیا اور جہاد اور کفار کی لڑائیوں کی رسومات اور اوقات کے پیش کرنے میں پورے طور پر غور کرنے میں مشغول تھا اور ملک کی دلہن کو چونکہ وہ مقصود تھی۔ رائے کامل سے زینت دی۔

جب اس (صالح) کی عمر اور سلطنت کا حاصل انجام تک پہنچا۔ غلاموں نے کفران نعمت کے اظہار کو اختیار کیا اور ایک دوسرے کے ساتھ مل گئے۔ ایک ترکمانی غلام قنبر نام جو مطالب اور نام کا طلبگار تھا۔ مصر اور شام کی سلطنت کا مالک ہوگیا۔ اس کو ملک مظفر کہتے تھے اسکے دامر دخواہی کے بہت زیادہ اطاعت گذار اور فرمانبردار ہوگئے اس تاریخ سے پھر اُن ممالک کی سلطنت کا کاروبار غلاموں کے ہاتھوں میں آگیا" اور جو شخص غالب ہوتا ہے لے اُڑتا ہے یہ کا طریقہ اُن میں ظاہر ہوگیا" اور ہر زمانے کا کوئی مصاحب ہوتا ہے" جسوقت کہ افراد کا اتفاق کسی ایک پر ہو جاتا ہے اُسی کو بادشاہ بنا دیتے ہیں اور سلطنت کے تخت پر بٹھا دیتے ہیں اور "آج کے زمانے تک" یہی قاعدہ عام ہو گیا ہے۔

اُس علاقہ کے پادشاہ استقلال میں۔ جو ملکداری کی قوی ترین شرط اور مضبوط ترین رکن ہے۔ یکتا ہوئے ہیں (از مؤلف) ~

(۱) جس کسی کو بخت نے تخت شاہی پر بٹھا دیا پہلے تقدیر نے اُسے معزولی کا پروانہ سُنایا (۲) آسمان نے ان کے لئے ایک حلقہ بنایا ہر ایک اُس میں سے ایک دوسرے کے پیچھے باہر نکل گیا۔

بغداد کے واقعہ کے بعد منگو قاآن کے فرمان اور پادشاہ زادہ ہلاکو خان کے اشارے سے ۶۸۲ اسے جیسا کہ مقدمہ میں لکھا جا چکا ہے۔ کیدبوقا نے شامات (علاقہ شام) کی طرف لشکرکشی کی اور ملک مظفر اور اس کے لشکر کے ہاتھوں سے دیکھا جو کچھ کہ دیکھا۔ ملک مظفر نے اگرچہ اپنے نام کی طرح دولت کی قرارگاہ اور خوشی کی قیامگاہ کی طرف باگ موڑی لیکن زمانہ نے رکاب کی طرح امداد نہ کی اور قضا نے باگ کی طرح دستگیری نہ کی۔ بندق دار نے جو ایک نیک غلام تھا قبچاقی النسل تھا اُس پر چڑھائی کی۔ اُس پادشاہ (خدا) نے جس کی عام مہربانی کا درزی مستحقوں کے قیمتی قد پر رشک کے عطیہ کی پوشاک پہناتا ہے اور جس کی قدرت کا ہاتھ دولتمند ونیکے ارادے کی سر د پیشانی پر سرفرازی کی بزرگی کی کلاہ رکھتا ہے۔ بندق دار کو اس بات کی طاقت دی

Marfat.com

کہ اُس نے زمرد کے جسم والی بیجادہ (سنگ) کو گرانے والی (خونریز) اور عقیق کی چمک والی تلوار سے اس کی روح کو ارکان کے بدخشاں کی کان سے باہر نکال دیا اور ملک لازوال کے پادشاہ جس کی شان بلند ہے کے خزانہ میں بھیج دیا۔ بندق دار پیادہ کی طرح ملک مصر کی سرزمین پر حاکم منصب شاہی کے لائق ہوگیا۔ اور ملک ظاہر اس نے لقب پایا ذمہ دارانہ عدل، عام دلیری، پوری تائید قوی رائے، مکمل استقلال، اور بلند ہمت کے ساتھ مہمات ملکی کی تنظیم اور کامیابی کے مصالح کی تکمیل میں مشغول ہوگیا۔ اس کی تلوار نے روانی میں فتنہ کے ہاتھ کو کاٹ دیا اور اس کے قلم نے زیرکی میں تلوار کے گوہر کی رونق کو کھو دیا۔ پھر ممالک روم کو صاف (فتح) کرنے کی ہوس اسکو اُبھارنے والی اور ورغلانے والی ہوئی یہانتک کہ خفیہ اور پوشیدگی کے لباس میں جاسوس کی طرح اپنے خاص دو تین آدمیوں کے ساتھ روم گیا اور راستوں کی احتیاط اور لشکر کی آزمائش کرکے واپس ہُوا۔ جب سکون کے خیمہ گاہ (مصر) اور سلطنت کے سراپردہ میں پہنچا تو آباقا خاں کے پاس ایک ایلچی بھیجا اور سانپ جیسے جسم والے (قلم) اور پرندے جیسی چونچ والے کی سفارت کے ذریعہ کہ جب وہ صریر (آواز قلم) کا چہچہہ شروع کرے تو اہل کمال کے دلوں کے طاؤس ص۱۸۳ (مضامین) جلوہ نشاط دینے وجد اور (قطن) میں آجاتے ہیں اور نشیمن قدس کے طوطی (مضامین) شکر کے شکر شکن ہو جاتے ہیں وہ غوطہ خور (قلم) جو ایک ہی غوطہ میں سیاہ رنگ کے سمندر (دوات) میں سے ہزارہا قیمتی اور پاک موتی (مضمون) باہر لاتا ہے۔ وہ بغیر کان والا (قلم) وہ باتیں جو قوت واہمہ میں آتی ہیں سُنتا ہے اور بغیر دیر تک سوچنے کے اچھوتے معانی کے برجستہ جواب زبان پر رکھتا ہے۔ اور وہ ایسا طیش کھانے والا اور کینہ پرور ہے کہ چاہے کتنی ہی تیزی سے اس کو سرزنش (قط) کریں اور اس کے پہلو سے چھیلنا (گھڑنا) جب وا جانیں۔ (دیگر) اللہ تعالیٰ کی قدرت سے قوی دل اور تیز زبان ہو گا دو الف جیسی صورت والا جس نے کاف "کن" کی طرح ازل سے ہی نون (دوات) کے ساتھ اُلفت کرلی ہے۔ وہ ذوالنون مصری کی شکل والا جو وحدت کے نقطہ کی تاثیر سے الف کی طرح سیدھا پن اور سچائی پیشہ رکھتا ہے۔ وہ قصب پوش (سونے کا قلم) جو خطیب کی طرح اُنگلیوں کے تین پاؤں والے منبر پر خطیب کی سیاہ چادر (سیاہی) ڈالتا ہے واسط کی نسل والا (واسطین قلم) جس نے شروع بچپن سے شیروں کے جنگل (نیستان) میں نشو ونما پائی ہے۔ مصری نسب والا کہ جب تک وہ زندہ رہتا ہے زنگ (سیاہی) اور روم (کاغذ) کو باہم ملانے اور جُفت کرنے کے لئے صبح (کاغذ)

اور شام (سیاہی) کی رنگ آمیزی کے لئے آنے جانے کی مشقت کرتا رہتا ہے۔ وہ صاحب خط (یا سبزہ خط) کہ بلوغ کے زمانہ کے بغیر بلیغ سخن، کامل نوک جیسا کہ تو دیکھتا ہے آشکارا اس کی املاء سے تعلیم اور تعلّم کا سبق پڑھتے ہیں۔ وہ صفراوی مزاج والا (سونے کا قلم) بنی الاصفر (رومی زرد رنگ کے ہوتے ہیں) میں سے جس کے بیمار ہونے کی سچائی، زرد رنگ منہ کی کڑواہٹ (سیاہی) اور بدن کی لاغری گواہ ہے۔ وہ سودائی سر والا جنونی جس کی فضول گوئی اور بیہودہ بکواس کو اس (جنون) پر روشن دلیل اور ظاہر برہان جانتے ہیں، وہ چھوٹے چھوٹے قدموں سے دوڑنے والا جو ایک ساعت میں بلکہ ایک پلک کے جھپکنے میں قیروان مغرب (دوات) سے بلاد برفانی (کاغذ) کے خطہ میں چلا جاتا ہے۔ وہ نو عمر (قلم) جس کا اُٹھنا کہ عمر ہی کے آغاز اور نشو و نما کے ابتداء میں بڑھاپے کی منزل کے مقیموں کی طرح بغیر ہاتھ کی مدد کے نہیں ہوتا یعنے قلم کے ذریعہ اس ذکر کے ارادے کا عریضہ پردۂ فکر سے آشکار کیا۔ (لکھا) کہ "ہم ۱۸۰ھ نے بذات خود روم کی سیر کے ارادے کو پورا کر لیا اور اس علاقہ کے مقامات اور طریقے ہمارے قدم کی سیر کرنے کی جگہ کی بزرگیوں کی منزل اور ہماری آنکھوں کی شعاعوں کی پڑنے کی جگہ ہو گئے۔ (یعنے اپنے قدموں سے وہاں چلے اور آنکھوں سے دیکھا)

اور اس بات کی دلیل کہ یہ خبریں سچائی کے ساتھ تعلّق رکھتی ہیں۔ فلاں باورچی کی دکان میں جس کے شوربا کی تعریف کرنے والا الشماخ کا رائے (جس کے اخیر میں حرف راء آیا ہے والا قطعہ ہو سکتا ہے۔ میں نے اپنی انگوٹھی کو تھوڑے سے کھانے کے لئے رہن کیا ہے۔ کیونکہ تیر اندازوں کی رسم ہے نشانہ لگانے کی جگہ پر انگوٹھی رکھ دینا۔ اُمید ہے کہ پادشاہ اس کے اس طرف پہنچانے و واپس کرنے کا حکم دیگا۔ تاکہ اس احسان کے سبب سے انگوٹھی کی طرح جان کے نگینہ کو۔ سلیمان مملکت ایلخان کے اخلاص کے نقوش سے آراستہ رکھوں۔ ع۔ (از مؤلف) اور مطیع تیرے دونوں ہاتھوں کا مانند انگوٹھیوں کے" ہو جاؤں۔

آباقا خاں نے اس حکایت کے سننے اور بندق دار کے داخلہ اور کمال دلیری کے استدلال پر تعجب اور حیرت کی حالت میں منہ پر ہاتھ رکھا اور رحال کے ماتھے کو فکر کی انگلیوں سے کھجانے لگا۔ اور ایلچی کو واقعہ کی اطلاع کے لئے پروانہ (شاہ روم) کی خدمت میں بھیجدیا۔ جب سوال کی خوبی دریافت کرنے کی شرط کی رعایت کی (یعنے دریافت کیا) تو واقعہ بیان کے موافق نکلا۔ ملک مصر کے پادشاہ کی انگوٹھی اقلیم حکومت کے تاجدار (آباقا خاں) کے تخت کی خدمت میں

Marfat.com

جوزمانہ کے سرکشوں کی گردن کو اپنی غلامی کے طوق سے طوق دار سمجھتا تھا لائے اور پھر اس نے مصر کو بھیج دی۔ اس زمانے کے بادشاہ اس کے احوال کے اخبار اور دلیری کے دستور سے کانپ گئے اور دوسروں نے فضائل کے مجموعہ پر مذمت کا نقش رکھا۔

اس حال میں کوئی زیادہ زمانہ نہ گذرا ۶۷۵ھ تھا کہ پروانہ (سلطان) روم چونکہ اباقاخان کا زیادہ معتقد نہ تھا اور اس کی نیت کا موتی اخلاص کی لڑی میں پرویا ہوا نہ تھا۔ اس نے بندق کے ساتھ خط وکتابت شروع کردی اور نفاق کے سینہ کی ہڈیوں کو مکر اور فریب کے ہار دل سے زینت دی اور اس کو مملکت روم کے فتح کرنے کی ترغیب، تحریص اور رغبت دی اور برانگیختہ کیا۔ اور ظاہر کیا کہ "مغلوں کے مظالم سے اس کا دل ملال کے دائروں کا مرکز اور ندامت کے لشکر کی منزل ہے۔ اگر اس طرح بندق دار کی درست رائے مصلحت سمجھے اور وہ ادھر باگ پھیرنے والا ہو تو ممالک روم کو۔ جو دولت کو مطیع رکھنے والے بادشاہوں کا مقصد ہے بغیر درازی مدت اور انتظار اور تکلیف کے برداشت کرنے کے سپرد کردے"۔

بندق دار نے اپنی مشہور ہمت کے سبب سے اور پروانہ (بادشاہ روم) کی محبت کے اظہار کی بنا پر لشکر کے روانہ ہونے اور اسباب کی تیاری کا پروانہ (حکم) دیا اور آمادگی کے ارادہ سے سواری کی رکاب میں پاؤں رکھے اور ملک گیری کے گھوڑے کی باگ کو حرکت دی۔

منزلوں کو نہایت تیزی سے طے کرنے کے بعد، دیار روم کے نواح کو لشکر کے دائرہ کا مرکز بنایا۔ پروانہ (شاہ روم) کو خوف (آباقاخاں) کے اسباب اور ڈر خطرے کے سببوں نے اس پر مجبور کیا کہ ممالک روم کے میدانوں کو خالی چھوڑ دیا اور بھاگ گیا اور حسن عہد اور عہد کے ہار کو بیوفائی کی انگلی کے سرے سے توڑ ڈالا۔ بندق دار اُن تمام علاقوں پر۔ جس قدر کہ ایلخانیوں کے قبضہ میں تھے۔ غالب ہو گیا۔ تمام طول وعرض میں جیسے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے "بہت قریب کے ملک میں اہل روم اہل فارس سے مغلوب ہو گے" چند ماہ اس نے قیام کیا پھر بے شمار غنیمتوں اور مشکور کوششوں کے ساتھ مصر کی طرف جو اصلی دارالملک تھا توجہ فرمائی۔

پس پروانہ (شاہ روم) کے تمام خطوط جو معمّے کی تحریر اور دھوکے کے الفاظ میں اس (روم کی لشکر کشی) سے ۶۷۶ھ مراد رکھتے تھے آباقاخاں کی خدمت میں (بندق دار نے) بھیجدئے

جب ایلخاں نے اس حادثہ سے جو دل کے ٹکڑے ٹکڑے ہوجانیکا سبب اور دلی غصے کا باعث تھا۔ خبر پائی تو خشمناک شیر اور دلیر چیتے کی مانند قلق اور اضطراب میں موجودہ لشکر کے ساتھ روم کی طرف متوجہ ہُوا۔ اور پروانہ کے اقبال اور عمر کی شمع کو جو لشکر مصر کی صلح کی وجہ سے بادشاہ (آباقا خاں) کی اطاعت کی پرواہ نہ کرتی تھی۔ قہر کی آستین سے بجھا دیا اور رُوم کے حاکم (پروانہ) کو مصر کی حکومت کے مالک (بندق دار) کے ورغلانے اور موافقت کے جرم میں، سلطنت کی دوڑ دھوپ کے اندر ابرو کے ایک ہی شکن سے ہندی تلوار سے قتل کر دیا۔ اور کینہ کے زنگ کو دل کے آئینہ سے صاف کر دیا۔

اور ۶۷۱ھ میں ایک لشکر شام کے علاقہ کے لئے مقرر فرمایا کہ صبح کی طرح دشمنی کی تلوار ننگی کھینچیں اور مخالفوں کی سلطنت کے دن کو زوال کو پہنچا دیں۔ یعنے چونکہ فغفور چین کی قدرت والے اور خاقان کی ہمت والے ایل خاں (آباقا) نے مصر کی بادشاہی بندق دار کو عطا کر دی ہے ممکن ہے کہ وہ روم کی قیصری کی طلب کا خیال بھی دماغ کے محل کے حجرہ کی دیوار سے مٹا دے۔

افراسیاب جیسے تخت خانیت کے لشکر نے پہلے پہل جو کینہ کا ہاتھ کھولا۔ قلعہ بیرہ کا محاصرہ کر لیا اگرچہ وہ مضبوط جائے پناہ اور مضبوط بنیاد تھی باشندے بے شمار ذخیروں سے مستحکم تھے۔ قریب آگیا کہ لڑائی کے فن کے ماہرین یعنے مغل غلبہ کے مہرہ کو حیلہ کی بساط پر ششدر (عاجز و حیران) کر کے مقابلہ کے جوئے میں فتح کی داد جیت لیں اور باکرہ قلعہ (جس کو کسی نے ہاتھ نہ لگایا ہو) کو بغیر اشرفیوں کے حق مہر کے نیزے کے خُون آلود عضو تناسل سے بکارت کو پھاڑ ڈالیں۔ بیرہ کے باشندے پریشان حال ہوگئے۔ صورت حال اور مردوں کی مدد پہنچنے کی اطلاع لینے کے لئے ہَوا کے میدان کے سیاحوں یعنے پرندوں کے رہنماؤں (کبوتروں) "بازو والے قاصدوں" کو حماۃ اور حمص کی طرف چھوڑ دیا۔ اور وہاں سے قاہرہ تک چونکہ پرندوں کے کابک اور اس شغل کے ذمہ دار اور محافظ (کبوتر باز) موضع بموضع قریب تھے انہوں نے بھی اسی قسم کے قاصدوں کو بھیجنا ضروری خیال کیا۔

حکایت بیان کی کہ جب زرین پیکر سیمرغ (سورج) نصف النہار کے آشیانہ میں پہنچا (دوپہر ہوئی) تو وہ اُڑنے والا قاصد خط لے جانے والا بازوؤں کی حرکت سے ہَوا کے عرض کے فاصلہ کو طے کر کے مصر کی مانوس کابک میں پہنچا۔ تو بلندیوں کی چوٹی کا شہباز بندق دار جب برج ذکاوت کے کبوتر (قلعہ دار قلعہ بیرہ) کی چٹھی کے مضمون سے مطلع ہُوا۔ تو فوراً جواب

لکھنے کے لئے حکم دیا کہ:-

"قلعہ بیرہ کے محافظ مطمئن اور مضبوط دل رہیں کہ ہماری سلطنت کے جھنڈے کی صبح ساتویں دن کی صبح کو بیرہ کے مضافات پر طلوع ہوگی، اور اگر اس مدت میں بغیر زحمت کے پیچھے ہٹنا پڑے تو اُن کو قلعہ کو (دشمن کے) سپرد کر دینے کی اجازت ہے۔ والسلام"

پھر اس (بندق دار) نے بارہ ہزار سواروں کو حکم دیا تاکہ وہ سفر اور لڑائی کی تیاری کرکے روانہ ہوں اور خود سات غلاموں کے ساتھ چونکی کے گھوڑوں پر پوری تیزی سے روانہ ہُوا۔ دیکھنے والوں نے بیان کیا کہ قاہرہ سے بیرہ تک ستائیس جگہ ڈاک کی چونکی لگائی تھی۔ اگرچہ آسمان اوّل کے راستوں کا طے کرنے والا (چاند) ایک مہینے میں اٹھائیس منزلیں طے کرتا ہے (مگر) آسمان کی بلندی والا پادشاہ صرف چار دن کی مدت میں ستائیس چوکیوں کو آسمان رفتار گھوڑوں کے پاؤں سے قطع کر کے قلعہ بیرہ پہنچ گیا۔ دو سو سوار لوحما کے نواح سے شاہ کی خدمت میں مل گئے۔

اس (بندق دار) نے چاہا کہ قلعہ کے ساکنوں کو اپنے آنے کی اطلاع دے اور اُن کے چہرہ کو جو مغلوں کی نیلو فر پیکر تلوار کے پرتو سے میتھی اور زعفران (زرد) کی کیاریاں معلوم ہوتے تھے۔ خوشی کے غازہ سے گلابی بنادے اور تسکین کی آستین سے خوف اور ہراس کا غبار جو اُنکی پیشانیوں پر جم گیا ہے دُور کر دے۔

جب آسمان کی سبز رنگ کی روشن مسند کو ستاروں کے پادشاہ (سورج) کے نور بخش وجود سے آرائش اور آرام دیا۔ تو (بندق دار نے) قلعہ کے سامنے دریائے فرات کی دوسری طرف سے، جو دونوں فریق کے درمیان حائل تھا ایک ٹیلہ پر سلطنت (مصر) کا نشان ظاہر کیا۔ قلعہ کے باشندوں نے خوشی کا شور آسمان تک پہنچا دیا اور لوہے کی بانسری (کرنا) کو جو دشمنوں کے لئے خوف کا صور (قیامت کے دن کا صور) پھونکنا تھا ص۱۸۸ اور دوستوں کیلئے مسرت کے جشن کی خوشبو کا جھونکا تھا پھُونکا۔

مُغلوں کا لشکر اُن کی حرکت اور خوشی سے۔ اگرچہ اس کا سبب نہ جانتے تھے۔ تردد کے مقام میں ساکن ہو گئے (پریشان ہو گئے)

تیرہ دن کے بعد لشکر مصری۔ جو فخر کے مقام پر گردن بلند کئے ہوئے تھا پہنچا۔ لشکر کے لئے چونکہ دریائے فرات سے کشتیوں کے بغیر عبور کرنا دشواریوں میں سے تھا۔ بندق دار نے حکم دیا

"دو کہ ان جانوروں میں سے تیس ہزار جانور" اونٹ کی طرف دیکھو کہ اس کی پیدائش کیونکر ہوئی ہے"۔ جن کی پیدائش کی مددگار رہے۔ ایک ہی دفعہ دریا میں ڈال دیں۔ اور اُن عجیب شکلوں والے اور بادلوں کی سی ہیبت والے اُونٹوں پر سے شیر کی خصلت والا مصری لشکر گذرے پہلے خود اپنا گھوڑا پانی میں ڈال دیا اور تمام لشکر کو دائیں بائیں سے حکم دیا۔ آگ کی طرح دریا میں گھس گئے اور آسانی سے گذر گئے اور رودکی کا شعر اس دریا کو عبور کرنے کے بارے میں جو سمندر کی طرح پانی کی کثرت رکھتا تھا موافق حال اور اُن کے قول کا وظیفہ بن گیا ہے۔ ۵

جیحوں کا پانی باوجود اس قدر گہرائی کے۔ ہمارے گھوڑے کو کمر تک آتا ہے۔

مُغلوں نے جب مصریوں کے کمال جرأت کا مشاہدہ کیا اور اس موجوں کی طرح حرکت کرنے والے لشکر کو دریا میں دیکھا۔ مجبوراً ان کو اقامت پر کوچ اختیار کرنا چاہیئے تھا۔ مقابلے کے مہرے کو ارادے کی بساط پر سے اُٹھا لیا اور چل پڑے۔ باوجود اس کے کہ مغلوں کے لشکر کا شمار مصریوں سے دُگنا تھا۔ بندق دار نے لشکر کے ساتھ تعاقب کیا اور اُنکے پسماندوں میں سے چند مویشی پالان اور بار (سامان) غنیمت ہاتھ آیا۔ اور یہ ذکر اس کی بہادری کے علامات سے زمانہ کے روزنامہ پر یادگار رہا۔

اس کے بعد کہ تین یا پانچ سال اس نے ناپائدار سرائے میں تخت کی بلندی پر گذارے اور بے رنج خزانے قبضہ میں لایا۔ اجل کے تقاضا کرنے والے نے "الرحیل" (کوچ کرد) کی آواز دے دی۔ آخر کار اس کے جسم کو گنج بار آور (خسرو پرویز کے ایک خزانے کا نام) کی طرح زمین کے سپرد کر دیا ۵

۱۸۹ اس تنگنای (دنیا) کا حاصل سوائے حادثات کے کیا ہے؟۔ اے تنگ حوصلہ والے تنگنائے خاک (دُنیا) کو کیا کریگا۔

جب اس کی روح کے میزبان نے۔ جو جسم کے مہمان خانہ میں گوشہ گیر تھا۔ دعوت خانہ علیین کی طرف میلان کیا تو قضا اور قدر کے منشیوں نے سلطنت کے فرمان کو اس کے بیٹے ملک سعید کے نام کے ساتھ دستخط سے مزین کر دیا اور اس کے سر۔ اور قدمگاہ کو تاج سلطنت اور تخت دولت کے لائق کر دیا۔ وہ وراثت کے حق کے مطابق دُنیا میں ہے لوگوں کو ان کی مرغوب چیزیں (مثلاً) عورتوں، بچوں، سونے چاندی کے ڈھیروں، داغے ہوئے گھوڑوں، مویشیوں اور کھیتوں کے ساتھ زینت دی گئی ہے کی سلطنت کا مالک ہوگیا۔ دن اور رات کی

Marfat.com

ساعتوں کے موافق (چوبیس ساعتیں) چوبیس ماہ جو دو سال کی مدت کا زمانہ ہوگا۔ اطراف کی بساط اور ملک کے درمیانی حصّوں کو سطوت کے تازیانے، عدل کے ستونوں کے نصب کرنے اور انصاف کی کتابوں کے لکھنے کے ذریعے۔ احاطہ کئے ہوئے اور محفوظ رکھتا تھا۔ آخر کار زمانے نے مہلت نہ دی کہ آرزوؤں کے پاؤں سے اقبال کی بساط کو طے کرے اور فتح کے ہاتھوں سے امیدوں کا دامن پکڑے مجازی ملک (دنیا) کو ناچار ترک کر کے آخرت کی راہ طے کر گیا ۔

اگر سو سال رہے یا لاکھوں سال تو یہی دن ہے اور یہی کام ہے یعنی مرنا ہی ہے۔

اس کے بعد اس علاقہ کی پادشاہی سیف الدین قلاؤن المعروف الفی پر مقرر ہوئی اور قلم تقدیر سے سلطنت کا روزنامہ اس کے نام پر لکھا گیا۔ اس کی قدرت کی وسعت اور سیاست کے رُعب کا ذکر جہان میں مشہور ہوگیا اور امیروں اور لشکروں کے دل اور خواہشات ناخوشی اور خوشی میں اس کے تابع ہوگئے۔

۶۷۶ھ میں لڑائی کے ارادہ سے عرب کے دلیر اور بہادروں (لشکر الفی) کے ساتھ مبارک عہد پادشاہ آباقاخان کے لشکر نے خروج کیا۔ عرب کے دلیروں کے حامی جو لشکر ایلخانی (آباقاخان) کے سپہ سالار تغور نوئین اور تو داون بہادر تھے اور صحراء ایلستان میں قیام کیے خیموں کی ۱۹ رسیوں کو باندھا اور نیزہ زنی اور شمشیر زنی کے اسباب کو مرتب کر کے مصری لشکر نے ان پر قضاء بد کی طرح۔ جو دُور کرنے کے قابل نہیں ہوتی۔ حملہ کر دیا۔ لشکروں کے جمع ہونے اور صفوں کی جنگ کے وقت۔ جب کہ تلوار روح کی حسین عورت کو خطبہ (پیغام نکاح) سُنا رہی تھی اور نیزہ عمر کے دفتر کو لکھ رہا تھا ۔

(۱) گھوڑوں کی آواز اور سپاہ کی گرد سے۔ سُورج اور چاند کی روشنی دُور ہوگئی

(۲) ستارہ نیزہ تھا اور سُورج تلوار۔ لوہے کی زمین تھی اور گرد کا بادل تھا۔

ان دو جان توڑ لشکروں کے سختی جھیلنے، جنگ آزمائی کرنے، ایک دوسرے کو پچھاڑنے دھکیلنے، جولانی دینے اور حملہ کرنے کے بعد اسلامیوں کے لشکر (الفی) نے، چونکہ ان کا قلب اور ساقہ (لشکر کا پچھلا حصّہ) "ایسے لشکر مرد کی جن کو تم نے نہیں دیکھا" گھرا ہُوا تھا اور "وہی لوگ ہدایت پر ہیں اور وہی کامیاب ہیں" کے خطاب سے مخصوص تھا۔ حملہ کر دیا۔ اس طرح کہ مضبوط پہاڑوں نے آواز کی زبان سے نالہ و فریاد شروع کر دیا اور انہوں نے کہا اے ہمارے رب تو ہم کو صبر عطا کر اور ثابت قدم رکھ اور ہم کو کافروں کی قوم پر فتح دے" صحرا مقتولوں کے خُون سے

دریائے جیحوں بن گیا اور انہوں نے مغل امیروں کو زیادہ لشکر کے ساتھ قتل کر دیا۔ اور اُنکے ہتھیار اور سواریوں کو بطور غنیمت حاصل کیا اور غزا (غازی) کا درجہ حاصل کر کے فتحمند اور اور خوش واپس ہوئے۔

اور پھر ۶۷۹ھ میں آباقاخان نے اپنے بھائی منگو تیمور کو اُمراء۔ ایاجی، ارغسوان الیناق اور تیس ہزار لشکر کے ساتھ جو مریخ کے پتّے کو آتش ریز تلوار کے زخم سے پانی کر دیتے تھے اور ذنب فلک (منحوس ستارہ) ان کے تیز سر والے نیزوں کے ذنابہ (ستارہ از اقسام شہاب مراد دُم) کے ساتھ برابری کا دعویٰ رکھتا تھا۔ اِن (مصریوں) کی روک تھام اور لڑائی کے لئے بھیجا تاکہ مصر کی سلطنت کو فتح کریں اور اطاعت کا نقش باشندوں کے ماتھے پر لگائیں۔

الفی (نام سردار) سینکڑوں اور ہزاروں آدمیوں کے ساتھ حمص کے نواح میں لشکر ایلخانی سے جا ملا ۱۹۱ جب کام ہرزہ گوئی (دال اور قاف دِق کھٹکھٹانا، باہم گفتگو کرنا) سے لڑائی کے قیام اور وقوف تک پہنچ گیا تو بلا کے تنور نے مُنہ کھولا اور لڑائی کا شُعلہ بلند ہو گیا اور شور و غوغا فلک اعلیٰ تک جا پہنچا ؎

(۱) تیغ، گرُز، نقارے اور گرد سے۔ زمین سیاہ ہو گئی اور آسمان لاجوردی (سیاہ) ہو گیا۔

(۲) اس طرح کہ روشن آنکھ نے گھوڑے کی لگام کو نہ دیکھا۔ آسمان اور ستارے نے نیزہ کو نہ دیکھا (کیونکہ غبار بہت تھا)

میدان جنگ کے اندر سروں کے پیالے پھرنے والی گیند کی طرح تھے، اور اُن کے چوگان گھوڑوں کی ٹانگیں اور جنگ کا صحرا مقتولوں کے خون سے گہرا دریا اور اس کے تیرنے والے بغیر سر کے بدن نظر آتے تھے ؎

گرُز خود اور سروں پر اس طرح برس رہے تھے جس طرح بادِ خزاں بید سے پتّے گراتی ہے۔

تیروں کی تیر اندازی، نیزوں کی مشق اور ہندی اصل تلوار کی کاٹ سے مردانِ جنگ کے بیحد و حساب ؎

کمان ہاتھ میں، پٹکے کمر میں اور زرہ تن پر۔ زرہ پھٹ گئی۔ کمان ٹوٹ گئی اور پٹکے ڈھیلے ہو گئے۔

اچانک منگو تیمور کے لشکر سے الیناق اور ایاجی نے جو میمنہ کے حامی تھے اہل مصر کے میسرہ پر

جو دشمن کے شر کو برداشت کرنے کو ہاتھ کی اُنگلی کی طرح مددگار سمجھتے تھے تلواریں پشتوں پر سانپ کی زبان کی طرح نکالے ہوئے تھے۔ اور گُرزوں کو ہاتھی کی سُونڈ کی طرح بلند کئے ہوئے تھے۔ قضاء کی طرح بے حجاب موت کی طرح بے ہراس ہے ۱۹۲ اور رعد کی طرح گرج رہے تھے اور دریا کی طرح موجیں مار رہے تھے۔ گھوڑے ہوا کی مانند تیز اور اُونٹ پہاڑ کی طرح بھاری تھے (کے ساتھ) حملہ کر دیا (یعنے الیناق اور ریاجی نے اہل مصر کے میسرہ پر تلواروں، گُرزوں، گھوڑوں، اور اونٹوں سے حملہ کر دیا) تاکہ میدان جنگ کے دسترخوان پر ان (مصریوں) کے خون سے قبل اس کے کہ جوش میں آئے لشکر قتل کی چاشت (صبح کا کھانا) کو ترتیب دیں۔

جس طرح کہ سُورج کی کرنوں کی تلوار سے صبح کا سر پھٹ کر منتشر ہو جاتا ہے اسی طرح مصریوں کا میسرہ متفرق اور شکست خوردہ ہو گیا۔ قریب تھا کہ مصری اور شامی لشکر کی دنق جو کہ بلند مرتبہ تھے دور ہو جائے اور اس لڑائی سے اللہ کے گروہ (مصری) کی شکست (درست ہو جائے) (اسوقت) زمین کے فرشتوں (نیک لوگ) نے "زمین پر گر کر سجدہ اور زاری کرتے ہوئے کہا اے اللہ مسلمانوں کے لشکر کو مدد دے اور "نہ مددگران کے ضرر پر" کی آواز کو (آسمان کے رہنے والوں کے کانوں تک پہنچا دیا ارحم الراحمین (بہت زیادہ مہربان = خدا) کے حکم سے چونکہ "میری رحمت میرے غضب پر سبقت رکھتی ہے" کا حکم سبقت پا چکا تھا۔ مصیبت کا عُقاب دین کے دشمنوں کے سر پر پرواز میں آیا اور مسلمانوں کی بے مثل ہمت کے ہُمانے کامیابی اور رستگاری کے بازو پھیلائے، باحشمت شام کے بابرکت میمنہ سے ایک جماعت نے عرب کے حامیوں اور تیر اندازوں میں سے جو (قبیلۂ) قارہ (مشہور تیر انداز قبیلہ ہے) کو ملامت کے تیر کا نشانہ اور ہدف بناتے تھے بے خوف مغول کے قلب پر یکبارگی حملہ کر دیا۔ "اے اللہ نہ چھوڑ زمین پر کافروں میں سے کوئی رہنے والا" کی دعا مقبولیت کی مقرب ہو گئی اور سچے دین (اسلام) کے دروازے کی فتح ظاہر ہو گئی۔

منگو تیمور کا لشکر ہلاکت کی بیمارداری کے فکر میں پڑ گیا اور شہزادے نے ایک حصہ لشکر کے ساتھ رُعب اور خوف سے فرار کی راہ اختیار کی۔ اچانک منگو تیمور کو ایک تیر مارا جس کے پھل کی زبان نے موعودہ موت کے حظ کو اس پر روانی (جلدی) سے پڑھ دیا۔

باقی شام کے دلیر اور مصر کے سپاہی جو حملوں پر مصر تھے اور اعداء دین کے لئے مُضر تھے

گھاتوں کے پیٹ میں سے، چونکہ ظاہر ہونے کا وقت تھا۔ ایسے گھوڑوں پر جو ؎
صرصر کی رفتار والے، فولاد کی رگوں والے بجلی پیدا کرنے والے۔ آسمان کے
بدن والے، دیو کے دل والے اور پہاڑ کی برداشت والے تھے۔

مصرعہ سوار ہوکر باہر نکلے اور ع "عزت والی جگہ دُنیا میں گھوڑے کی زین ہے" کا مطلب ظاہر ہوگیا ؎

ہندی تلوار سے حملہ کر دیا۔ اور لوہے سے آگ گرانے لگے۔

اور تمام لشکر کو اس میدان میں تیز تلواروں کے سامنے پیش کر دیا اور وحشی جانوروں اور گدھوں (گدھ) کو اُن صحراؤں میں اُن (ایلخانیوں) کے خون اور گوشت سے سالہا سال جشن اور خوشی حاصل ہوئی۔" ہم نے اُن پر ہلاکت بھیجی اور نہ تھا اُن کا کوئی مددگار، کیا وہ لوگ باطل کو مانتے ہیں اور حق سے منہ پھیرتے ہیں عنقریب معلوم کریں گے ظالم لوگ کہ وہ کس جگہ لوٹائے جائیں گے۔"

اس ملک کے باقی حالات مجمل طور پر اپنی جگہ بیان کئے جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ کی مدد اور قوت سے اور اس کی نعمت کامل اور کثرت احسان سے۔"

اُس ذکر کے پورا کرنے کا مقام جو پہلے گذر چکا ہے اور اس کے سیاق کے متعلقات کی شرح

(مجد الملک کی مخالفت اور امرا کے ذریعہ سے ایلخانی دربار میں اسکا تقرب پانا)

جب خواجہ بہاؤالدین ابن صاحب دیوان (شمس الدین جوینی) اس پُر فریب سرائے (دُنیا) سے خوشی کے باغات (بہشت) میں چلا گیا۔ تو تھوڑی مدت میں، جس طرح کہ موتیوں کی لڑی کھل جاتی ہے اور دانے ایک دوسرے کے پیچھے گرنے لگتے ہیں، ضعف اور کمزوری کے آثار خاص کر حکومت صاحبی میں متواتر ظاہر ہونے لگے اور بہت سے حادثات پے در پے پہنچے بیشک نمک حرام فلک کا عہد اور ناہموار زمانے کی عادت کا معمول سوائے آزاد لوگوں کو آزار پہنچانے اور شریر لوگوں کی پرورش کرنے، رذیلوں کو خوشحال کرنے اور فاضل لوگوں کو مکدر کرنے کے اور کیا ہے۔ اس بیوفا سبز باغ (آسمان) کے نیچے۔ گُل کا غنچہ کس شخص کے ہاتھ میں دیا کہ پھر اُسے انکار کے کانٹوں میں

نہیں رکھا صفحہ ۱۹۴ اور مقصد کی شراب کا گھونٹ کسی امیدوار کے منہ میں کب ڈالا جو صبح کے وقت اُسے دردسر اور حوادث کے خمار سے مبتلا نہیں کیا۔ کس روز کسی صاحب دولت کی سعادت کا آفتاب مراد کے مشرق کی افق سے بلندی کے دائروں پر خط استوا تک پہنچا جو فلکی گردشوں نے اس کو پستی کے دائروں پر غروب کی پستی میں نہیں چھپایا۔ یا کس وقت کسی صاحب کمال کی امیدوں کے پودے نے جوئبار کے کنارے طراوت اور تازگی کی نشوونما حاصل کی جو بہت جلد بدبختی کی پچھوا ہوا اور ذلت کی ٹیڑھی ہوا کے ساتھ پژمردگی اور خشکی کے قابل نہیں ہوا ہے۔

(۱) جب سے امید کے باغ کی جوئبار پر میں ہوں۔ میں نے کوئی پودا سرسبز اور تازہ نہیں پایا (۲) روشنی دینے والے سورج اور روشنی حاصل کرنے والے چاند کو مٹ جانے (مہینہ کی آخری تین راتوں کو محاق کہتے ہیں) اور زوال کے عیب سے پاک نہیں پایا۔

مجدالملک کی مخالفت پہلا خلل جو اس واقعہ کے متصل ہوا مجدالملک کی مخالفت تھی اور وہ ایک شریف نسل آدمی تھا اس کی جائے پیدائش اور اس کا اصل "یزد" تھا۔ مال اور طاقت والوں میں سے تھا۔ جاہ وحشمت کا مالک۔ بلندی اور رفعت کی چوٹی کی طرف متوجہ حال کے برگشتہ ہونے اور قوت کی تنگی (تنگدستی) سے زمانے سے مغلوب اور راتوں کے حوادث سے پامال ہوگیا اور صاحبی کے خادموں اور دولت خواہوں کے اعداد میں شمار ہوگیا اور آنجناب (صاحبی) کے سخاوت کے حرم (جائے پناہ) میں۔ جو آرزوؤں کا کعبہ، اقبال کا قبلہ، فضیلتوں کی شعاعوں کے پڑنے کی جگہ، اور عزت اور جلال کے وفدوں کی راہ تھا۔ پناہ لی۔ اس نے اُسے مناسب حال کاموں پر مقرر فرمایا۔

اس کے بعد عقیدت کی تبدیلی، بیہودگی اور مکر اس کے حال کے چہرہ میں جلنے اس کے اعتماد اور اعتبار کا معیار کم ہوگیا اور اس کی طرف دلی توجہ زیادہ کم ہوئی۔

بارہا اس نے (مجدالملک نے) صاحبی کی بے دریغ مہربانیوں سے جو خلائق کے رزق کا ذریعہ صفحہ ۱۹۵ اور ہلاک کرنے والی چیزوں سے بچنے کا سبب تھیں۔ توسل ڈھونڈا اور سفارشی بنایا اور عاجزی کا اظہار کیا کامیابی کا دروازہ نہ کھلا اور اُن مہربانیوں کے باغات سے اُنس کی خوشبو اس کی آرزوؤں کے دماغ میں نہ پہنچی۔ پریشان ستارے، غصے میں آئے ہوئے بخت، نامددگار فلک اور پریشان زمانے سے چپکے سے کہتا تھا کہ اگر مجھے کہا جائے کہ صبر کر تو میں کہونگا۔ کہ نہیں ہے

صبر اس شخص کے لئے جس نے زمانے کے ایام سے اس حالت میں صبح کی کہ وہ اُسے تکلیف کے ساتھ قتل کرتا ہے" نہ طاقت تھی کہ قیام کا امکان تصور میں آتا نہ قدرت تھی خرچ اور گھوڑے کی کہ سفر اور ہجرت کو اختیار کرتا۔ نیز ہمّت کی کمینگی اور قصد کی خسّت کے ساتھ سر بھی نہیں جھکا سکتا تھا کیونکہ عادت کو چھوڑنا اور مانوس اور پسندیدہ چیز سے علیحدہ ہونا۔ فطرتاً الم رساں اور تکلیف دہ ہوتا ہے۔ مجبوراً لیت اور لعل کے ساتھ " اور حادثات کے ظاہر ہونے سے تمنا نہیں بچاتی" دن کو رات کے ساتھ ملاتا تھا امراء کے ساتھ آنا جانا رکھتا تھا اور اُن کے ساتھ دوستی کے تعلقات مضبوط کر لئے تھے اور ہمیشہ مُلک اور مال کے حالات کی جستجو میں رہتا اور علم متصدی گری سے بہرہ یاب تھا۔ آخر کار جب نا امید ہو گیا اور لوگوں نے کہا ہے۔ ع۔ نا امید دلیر اور تیز زبان ہوتا ہے پس ع۔ دل کو اپنے ہلاک ہونے پر خوش کر لیتا ہے ٥

تُو اس بات پر مجھے کلیتہً مجبور نہ کر کہ آخر کار عاجزی سے جان دیدوں۔

"جب تُو ارادہ کرتا ہے تو اللہ پر توکل کر" کا دامن کوشش کے دانتوں سے مضبوط پکڑا اور "بھاگنا اس سے جس کی طاقت نہ ہو" کا کمر بند ضرورت حال کی کمر پر باندھا۔ اور پاؤں کو " دربار کا قرب بلحاظ انجام پر ہیز کے قابل نتائج رکھتا ہے" کے دریا میں رکھ دیا۔

۶۸۰ھ میں بعض امراء کو جن کے باطن میں صاحب (شمس الدین) کی مخالفت اور دشمنی جانتا تھا اپنے کھوٹے سکّے کا رواج دینے والا بنایا۔ اُمرا کو اچھا موقعہ مل گیا اور شر انگیزی کا موقعہ اور وقت ملا۔ کہ اس کی شر پھر اس کی طرف ' رجوع کرے۔ اس کو حضرت (آباقا خان) کے دربار میں لے گئے ص۱۹۶ مکّاری کے لُطف کی حقیقت، اچھّے بیان کے ساتھ اُسے آتی تھی اور بادشاہوں کی خدمت کے آداب اور اُن کی عادت اور ادائیگی سخن کو اچھی طرح جانتا تھا عرض کیا کہ "صاحب دیوان نے اتنی مدّت، جو اس عظیم کام میں مشغول ہے اور بڑی مہموں میں شروع کرنے کے وسائل میں لگا ہُوا ہے۔ ہرگز ممالک کے مال کو ٹھیک نہیں بیان کیا اور بادشاہ کے تمام ممالک کو اپنی خاص جائداد بنالیا ہے اور اطراف کی ہر طرف میں ایک ایک دیوان مقرر کر دیا ہے"۔

اور اسی طرح ایک داستان علاؤ الدین کی چغلی میں "بڑھا چڑھا کر" بیان کی۔ اور تمہید کی سواری کی باگ کو اس مخلص (گریز) کی راہ پر لایا کہ "خواجہ بہاؤ الدین نے حکومت عراق کی مدت میں دیوانی حقوق اور ضروریات کے علاوہ چھ ہزار تومان دیہات سے وصول کر لئے ہیں اور ایک دینار اس

آمدنی میں سے خزانہ اور فتحیاب لشکر کے کام پر صرف نہیں ہُوا"۔ "جو سُنتا ہے خیال کرتا ہے" کا مقدمہ معلوم ہے اور زمانے کے سرکہ اور شراب کا مزا محسوس ہے۔

باری تعالیٰ نے اس خیال کو قبولیت کے ساتھ ایلخان کے دل میں جگہ دی اور اسکا گوہر تقریر۔ چونکہ سونے کے ساتھ تعلق حاصل کر لیا تھا ہر چند عقل کی نظر میں ایک کھوٹا سکہ معلوم آتا تھا مگر پادشاہ کے گوش ہوش اس کے ساتھ گوشوارہ دار ہوگئے دیکھتے پادشاہ نے سچ مان لیا) گلزار سعادت سے نسیم چلنے لگی ایلخان نے نوازش کی اور اس کی خواہش امید سے زیادہ مہربانی کی اور اپنے ہاتھ سے ایک پیالہ دیا اور خاص خلعت عنایت کی۔

نیز اسی مجلس میں تمام ممالک کے متعلق باتیں پوچھیں، اس نے پادشاہ کے مزاج کے موافق دلپذیر تقریر ادا کی۔ حکم شاہی نافذ ہُوا کہ وہ ممالک کا چیف آڈیٹر مقرر ہو جائے۔ اور چند سالہ حسابات کی پڑتال کرے اور اموال کے کثرت کے گمان جگہیں اور مقرر کرنے کے مقامات ظاہر کرے۔ اور کوئی فرد شاہزادوں بیگموں اور اُمراء میں سے روکنے کے لئے سامنے نہ آئے (نہ روکے)

اور ان احکام پر شیر کے سر والا جھنڈا دیا جو کبھی کسی سلطان اور بادشاہ کو نہ دیا تھا۔ بادشاہ کا اعتقاد، صاحب (شمس الدین) سے بدل گیا۔ تبریز کے نوابوں ۶۸۰ھ اور وکیلوں کو حاضر کرنے کے لئے قاصدوں نے تیزی کی باگ پھیر دی۔

صاحب نے سخت تر دشمن کے مکروں کی کثرت کے تیر کی۔ پہلی دفعہ ہی جب کہ اُسے چھوٹا گیا نشانۂ مقصود کو نشانہ بنا لیا تھا۔ خبر پائی ذلتنگی اور ندامت جو اصرار اور عناد کی ہمزاد ہیں اسکے نفس پر غالب ہوگئیں اور حکما کا قول "کہ لجاج اور اصرار موجودہ وقت میں کمترین چیز ہے اور مستقبل میں زیادہ نقصان دہ ہے" مناسب حال آیا۔

یہ حکایت مشہور ہے کہ خلیفہ ہارون رشید ایک دن سلطنت کی ملکہ اور اپنی دولت کی بیگم یعنی زبیدہ کے ساتھ شطرنج کی بازی میں دفع رنج اور حال کو خوش کر رہا تھا۔ داؤ کی شرط یہ تھی کہ غالب کا حکم مغلوب پر نافذ اور جاری ہوگا اور جو کچھ کہ فرمائش ہو (مغلوب کو) اس کا پورا کرنا ضروری ہوگا۔ پہلے ہاتھ ہارون جیتا زبیدہ کو حکم دیا کہ وہ پیرہن اور پوشاک جو انسان کے جسم پر حاوی ہو اُتار کر ہارون کی آنکھوں کے سامنے کھڑی ہو جائے۔ زبیدہ نے جتنا زر معافی مانگی مفید ثابت نہ ہوئی۔ مجبوراً حکم کی تعمیل شرط کے مطابق کی

Marfat.com

دوسری بار زبیدہ جیت گئی کہا کہ التماس یہ ہے کہ فائزہ حبشن کے ساتھ جو ادنیٰ لونڈی تھی
مجامعت کرے۔ ہارون اس کی بدصورتی اور زشت رُوئی سے عار رکھتا تھا۔ سفارش کی کہ
اس التماس کی بجائے عمدہ جواہر اور آبدار یاقوتوں میں سے جس قدر آرزو کے حوصلہ میں سما سکیں
لے لے۔ زبیدہ نے کہا کہ اگر تمام خزانے عنایت کئے جائیں اور مُلک میں شرکت دی جائے قبول
نہ ہوگا۔ اس شرط کے مطابق جو ہوگئی ہے اس پر قائم رہنا واجب ہے اور اس سے بچنے کی کوئی صورت
نہیں۔ ہر چند ہارون نے سفارش کا دروازہ زیادہ کھٹکھٹایا زبیدہ مبالغہ کو فصیح کرنے اور اصرار
ورد کرنے میں "جو دلوں کو کینہ پر برانگیختہ کرتا ہے اور لڑائی اس کا نتیجہ ہوتا ہے" صفت رکھتا ہے
مبالغہ کیا ہارون نے فائزہ کے ساتھ جماع کیا۔ تقدیر الٰہی سے اس کی پُشت کے شیشے سے وہ
قطرے، جو چوتھے ہضم کے فضلے سے اس کے قابل ہو جاتے ہیں۔ کہ نوع کی حفاظت کے لئے ایک
فرد وجود کا مبدء بن جاتے ہیں۔ (فائزہ کے) رحم کی گہرائی میں چڑھ گئے۔ اور قوت ماسکہ نے اُنکی
محافظت میں ۱۹۵ھ قیام کیا" پھر ہم نے نطفہ سے خون بستہ بنایا اور خون بستہ کو لوتھڑا بنایا اور لوتھڑے
کی ہڈیاں بنائیں پھر ہڈیوں پر گوشت چڑھایا" نے اجرام علوی کی تاثیرات کے ذریعہ سے اس کو
انشاء کے مرتبہ سے دوسری پیدائش تک پہنچا دیا (انسان بنایا)" پاک ہے اللہ۔ جو بہترین خالق ہے"
فائزہ کے وضع حمل کے وقت اور نفاس کے وقت مامون مبارک انفاس عدم کی گہرائی سے وجود کے
میدان میں آیا (پیدا ہُوا)

جب مامون شیر خواری کی پستی سے تمیز کی بلندی پر پہنچا شرافت کے دلائل اور دلیری کے فضائل
اس کے حرکات اور سکنات سے ظاہر تھے۔ ایک روز ایک شخص کو جو نبوت کا مدعی تھا خلیفہ کے دربار
میں لائے اس نے اپنے باطل دعویٰ پر اصرار کیا۔ اس کو عذاب کے تازیانوں میں کھینچ کر رعب کے
تازیانوں سے گوشمالی کی۔ جب تازیانہ کی ایک ضرب لگی تو زور سے چیخنا، شور کرنا اور واویلا کرنے لگا
مامون نے جو بھائیوں کی صف میں گمنام جگہ اور پست مقام میں کھڑا ہُوا تھا متبنی سے
کہا کہ صبر کر جیسا کہ اولوالعزم پیغمبروں نے صبر کیا ہے" ہارون اس کی تیزی ذکا زیرکی،
جودت فکر اور پختگی سے حیران ہو گیا۔ اور پدری شفقت جوش میں آئی اور کہا کہ "سچ فرمایا ہے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ ہماری اولاد ہمارے جگر ہیں" اس کے بعد روز بروز محبت اور
تربیت اس کے حق میں بڑھتی گئی یہانتک کہ مامون کُل علوم میں اپنے ہمجولیوں پر فوقیت لے گیا
اور شاہانہ آداب اور رسوم کے ساتھ شہسواری اور میدان داری میں تمام بھائیوں پر غالب آگیا۔

Marfat.com

جب ہارون نے دعوت حق کو قبول کیا (مرگیا) تو زبیدہ نے چاہا کہ اس کا بیٹا محمد امین مسند خلافت پر (باپ کا) جانشین ہو لیکن "تو بھی کچھ ارادہ کرتا ہے اور میں بھی کچھ ارادہ کرتا ہوں اور ہوتا وہی ہے جو میں چاہتا ہوں"۔

بھائیوں کے درمیان کئی دفعہ لڑائی ہوئی اور "تاریخ دولتین" میں ان حالات کی کیفیت بیان کی گئی ہے۔ جب محمد امین قتل ہوگیا۔ اور اس کی خلافت کی دعا کے لئے فرشتوں نے جس نے موافقت کی اس کی آمین کہنے کی۔ آمین کہنا ان فرشتوں کا ہے" کے حکم کے مطابق آمین نہ کہی۔ زبیدہ نے ٹھنڈے سانس بادخزاں کی طرح گرم جگر سے نکالے اور کہا:۔

"نہیں بٹھایا مجھے اس دن میں مگر اس دن نے جس دن میں نے تیرے باپ سے شرط پورا کرنے پر اصرار کیا تھا"۔

اس حکایت کے ایراد اور ترتیب سے شک کا پردہ آنکھوں کے سامنے سے اٹھ جاتا ہے کہ دشمنی اور اصرار چھوٹی چھوٹی باتوں ص۱۹۹ میں بڑی بڑی ناکامیوں کا نتیجہ دکھانے والی اور بھاری دشمنوں کی عداوتوں کا موجب ہیں اور حادثات کے واقع ہوجانے اور واقعات کے رونما ہونے کے بعد افسوس کرنے سے تکلیف اور رنج میں زیادتی ہوگی اور حسرت اور تنگی اور قضا و قدر کے مصائب کے بعد بفائدہ اور بے سود ہے۔

بغدادیوں کی مثال ہے "وہ بات سے بات پیدا کرے" (پھر اصل مطلب شروع کرتا ہے) مجدالملک کا کام ایک ہی لحظہ میں جونہی عنایت ایلخانی کے آفتاب کا پرتو اس پر پڑا شبنم کی مانند خاک سے ثریا تک پہنچ گیا (از ابو سعید ابو الخیر) ع

(۱) تیری مہربانی سے کوئی شخص ناامید نہیں ہوا اور تیرا مقبول ہمیشہ مقبل جاوید ہی ہوا (۲) تیری مہربانی جس ذرہ سے ایک دم کے لئے پیوست ہوئی۔ تو وہ ذرہ کیا ہزار خورشید سے اچھا نہیں ہوا؟

پری صورت غلمان، سنہری کمر والے اور چاندی کے رخسار دں والوں کو عربی نسل کے تیز گھوڑوں پر سوار کیا اور چالیس قبوں کا خیمہ اور شستری اطلس کی بارگاہ بلند کر دی ع

(۱) زمانے کی مجھے یہی حالت پسند آئی۔ کہ بھلا، برا، بد، اور نیک میں نے فنا ہو جانے والا پایا (۲) اس نیلگوں کاغذ (آسمان) پر سورج کے قلم سے ایک عمدہ بات سونے کے پانی سے لکھی ہوئی دیکھی (۳) کہ اے وہ شخص جو دو دن کی

دولت سے قوی ہے۔ غرور نہ کر کیونکہ میں نے تجھ سے بھی بڑے بڑے لوگ دیکھے اسکی درگاہ نے "میٹھے چشمے" کی طرح اژدحام کی صورت اختیار کر لی۔

صاحب دیوان کے ضمیر کے دامن اور حال کے صفحہ پر دہشت کی گرد بیٹھی ہوئی تھی کہ حضرت (آباقاخان) کی خدمت میں دوڑا۔ بادشاہ نے مواخذہ فرمایا کہ سالہا سال ہمارے نیک باپ کی خدمت میں تُونے کام کیا ہے اور اس عرصہ میں کہ تخت سلطنت ہمارے مبارک جلوس سے آراستہ اور مرغوب۔ ہم نے بھی حسب دستور تیرا مالوف منصب مقرر کر دیا اور تمام مال کو تیرے قلم کے ماتحت ہم نے سپرد کر دیا۔ آج مجدالملک اس طرح بیان کرتا ہے ہمارے پادشاہانہ عنایات کے حقوق کو ضائع کرنا اور کفران نعمت کو قبول کرنا تونے کس طرح مت۲۱ جائز رکھا؟

صاحبی کے ضمیر نے جو عقل کل کا رہبر، آسمانی رازوں کا کاشف۔ اور غیب کی بلندیوں پر چڑھنے والا تھا معلوم کر لیا کہ دشمن کو جھوٹا اور خطادار کہنا پادشاہ کے عتاب اور غصّے کے موقعہ پر موافق مصلحت اور پسندیدہ راستہ نہیں ہے۔ اور خلاصی اور بچاؤ کے چہرہ کو سوائے سچائی اور اخلاص کے سوراخ کے نہیں مشاہدہ کر سکتا ہے

جہاں بات کرنا مشکل ہو جائے۔ تو سوائے پاک یزداں کے کسی کی پناہ نہ لے

سعادت کے تلقین کرنے والے کی تلقین، مُرشد عقل کی امداد اور اسباب ہدایت کی موافقت سے خدمت کے مقام میں فراخ دل اور فصیح زبان سے کہا کہ سر اور مال اور تن اور جان اور تمام کُنبہ خان (آباقاخان) کی جان پر فدا ہو۔ کہاں روئے زمین کے بادشاہ کی بے انتہا نعمتوں کا کیونکر انکار کیا جا سکتا ہے۔

میں شکر کس طرح کروں کہ میں خود سب تیری نعمت ہوں۔ نعمت کس طرح اپنی زبان سے شکر ادا کر سکتی ہے۔

یقیناً اس مدت میں خود بھائی اور میرے فرزند حضرت کی فیض بخش نعمت سے لیتے دیتے کھاتے اور اُڑاتے رہے اور کسی قدر شہزادوں، خواتین اور امراء کی خدمت میں خرچ کیا اور کچھ عام مخلوق کے صدقات میں دولت روز افزوں کے دوام کے لئے مقرر ہُوا۔ اور آج جو کچھ میرے تصرف میں ہے۔ مال اور مزروعہ زمین میں سے، دیہات اور مضافات میں، خزانہ اور اسباب میں سے اور ویران جائداد غلام اور جانوروں میں سے (یہ سب کچھ)

Marfat.com

بادشاہ کے انعام کے دسترخوان کا فضلہ اور نعمتوں کے فیض میں سے قلیل حصّہ ہے۔ جس طرح حکم ہو جس وقت مصلحت ہو۔ جس کے لئے اشارہ نافذ ہو۔ دینے کے لئے رضامندی ظاہر کرکے سپرد کیا جائیگا۔ اور کسی وجہ سے کسی حال میں توقف اور تاخیر جائز نہ شمار ہوگی۔ اور خود جب تک کہ عمر سے کچھ مہلت مقدّر ہے اور زندگی کے ساغر میں کوئی جرعہ باقی ہے ۱۱ محض ایک قبا میں کمر باندھے ہوئے، زبان کے قلم کو کھولے ہوئے اور گدھے کا تنگ کسے ہوئے جاؤنگا اور حاضر رہونگا

تیری چیز تو تیری ہے میری بھی تیری ہے ع

یہ بات جو نعمت کی شکرگذاری پر مبنی، شرائط صدق اور انصاف پر مشتمل، سابقہ خدمات کو یاد دلانے والی اور لغزشوں کے اثرات کو مٹانے والی۔ جب صاحب (شمس الدین) کی زبان سے مبارک کانوں تک جسے خوشخبریاں سُنائی گئیں "پہنچی تو عنایت کی نسیم، غیب کے چلنے کی جگہ سے حرکت میں آئی اور قبولیت کا غنچہ رضامندی کی صبا سے کھلنے لگا۔ معافی کے پانی اور بات کی چشم پوشی سے اغیار کے سخن کو دل کے صفحہ سے مٹا دیا۔ اور الطاف کی امداد "صاحب" کے حق میں تازہ کردی۔ زبان اشرف سے فرمان دیا کہ "تیرے گناہ جو تھے یا نہیں تھے معاف کردئے اور قدیم خدمت پر رحم کیا گیا اور دیرینہ ملازمت بحال رکھی گئی۔ چاہئے کہ انہماک کے ساتھ کشادہ خاطری اور مضبوط دل سے باقاعدہ کام کو سرانجام دے"۔

"صاحب" نے بموجب "کبھا چڑیا اور کیا اس کی چربی" بادشاہ کی مہربانی کے عنقا اور ہمّت کے ہُما کے سامنے ہُدہُد (مطیع حضرت سلیمانؑ کا تھا) کی طرح بندگی کا سجدہ بار بار کیا اور حضرت غائی سے قُمری کی مانند جان بخشی کے احسان کے طوق سے طوق دار ہو گیا۔ فوراً ایلچیوں کو قیدی کبوتروں کی طرح جو جال کی تنگی سے خلاصی پائیں یا شاہین کی طرح جو ہوا کی بلندی سے شکار کی طرف پر جوڑ کر ٹوٹ پڑے۔ اطراف ممالک میں بھیج دیا۔ اور ایک خط حضرت کی مہربانیوں کی حرکت سے خبر دینے والا اپنے بھائی صاحب علاؤ الدین کو لکھا وہ خود ارادے کے بازو پر تھا (سفر کا ارادہ رکھتا تھا) اس کو جواب میں یہ دو شعر لکھے۔ ۵

(۱) چغلخوروں کا قول کس طرح اثر کرے میں تیری آبروئے شریف پر قربان جاؤں

(۲) کیونکہ اُن کی چغلیاں تیرے بلند مرتبے کی نسبت ایسی ہیں جیسے بچھوؤں کے ڈنک، سخت پتھر میں۔

اور "صاحب" کی انشا میں سے "بشارت نامہ" کا اتفاق ہوا اُس کا آغاز اس آیت سے مزیّن

Marfat.com

اور اس بیت پر مشتمل تھا صت۲۰۲ (آیت) "کاش میری قوم اس مغفرت کو جانتی جو میرے رب نے مجھ پر کی اور مجھے عزت والے لوگوں سے بنا دیا ہے" (رب سے مراد آباقاخاں) (بیت) ۵

آج اللہ کا شکر ہے کہ میرا دل دشمن سے بے فکر ہے۔ کیونکہ میرے تنگ دل میں
دوست کے سوا کچھ نہیں سماتا۔

اور پادشاہی مہربانیوں۔ الطاف اور نہ ختم ہونے والے انعام کے فیض کے بیان کے بعد اُن کے درمیان کامگار ایلخاں کے الفاظ کا ترجمہ اس طریقہ سے بیان کیا کہ "کئی روز ہو گئے کہ ہماری عنایت کے بدل جانے کی خبروں کے تسلسل سے سونے اور کھانے کی لذت تیرے اوپر منغص اور مکدر ہو گئی۔ اب اس جگہ سے میرے سامنے مست ہو کر پھر گھر جائے اور آج رات بے فکری، کشادہ دلی اور ہاتھ پاؤں آرام سے پھیلا کر جلدی سو جا۔ اور دیر سے اُٹھ"۔

اگرچہ فوراً "عنایت ایلخانی" کے معالجے سے "صاحب" کے مادۂ خوف کے جوش کو سکون سا حاصل ہو گیا اور سخت گیری اور غصہ سے خلاصی پا کر قدیمی اور حاصل کئے ہوئے منصب سے قوی پُشت ہو گیا۔ مگر "مجد الملک" چغلی میں کوشاں اور اس کے خاندان کے ارادہ پر۔ جو مسلمانوں کی امان اور انصاف کا موجب تھا مستعد رہا۔ ایلخان اور اشرافِ ممالک کے قرب کے شرف کی وجہ سے اطراف عالم کے اشراف کے لئے قابل رشک بن گیا اور تمام نواحی اور اطراف میں قابل پڑتال حسابات کے رفع کے لئے بڑی دشواری کے ساتھ نائب مقرر کئے اور احکام میں جو حضرت کے دیوان سے صادر ہوتے تھے۔ پہلے صاحب دیوان دائیں طرف "اور آسانی نزدیک تھی اس کے دائیں ہاتھ سے" دستخط کرتا تھا۔ اور مجد الملک بائیں طرف۔ مشرف ممالک بلکاسی کو اس طرح لکھتا تھا کہ لفظ بلکاسی کی یائے کا دنبالہ خط باطل کی طرح صاحب کے نام اور دستخطوں پر کھینچتا تھا۔

یقیناً تذلیل اور تحقیر خصوصاً اس کے شریف خاندان اور قدیمی خانمان کے ساتھ ناکامی کا نتیجہ ظاہر کرنے والی اور دوست اور دشمن کے تمسخر کا باعث ہو گی اور یہ رباعی مجد الملک نے تصنیف کی:۔

صت۲۰۳ (۱) میں تیرے غم کے سمندر میں غوطہ کھانا چاہتا ہوں۔ یا غرق ہو جاؤنگا یا موتی باہر لاؤنگا (۲) تیری دشمنی بہت قوی ہے اس لئے ضرور کرونگا۔ یا سُرخ رُو ہونگا (یا قتل ہو جاؤنگا)

Marfat.com

صاحب دیوان نے اس کے رد میں یہ رباعی کہی :-

(۱) چونکہ بادشاہ کے برخلاف نالش نہیں کرنی چاہئے۔ زمانہ کا غم بہت زیادہ کھانا چاہئے (۲) یہ کام جس میں تُو قدم رکھتا ہے۔ اس سے تو مُنہ بھی سُرخ کریگا اور گردن بھی۔

"صاحب" قوت نفس اور بلندی ہمت سے حضرت کی ملازمت سے کنارہ کش نہیں ہوتا تھا اور عاجزی اور شرمندگی کے علامات کو خواہ اُن کا محل اور موقعہ ہوتا پیدا نہ ہونے دیتا تھا۔ حکایت بیان کی کہ ایک روز (آباقاخان نے) "صاحب" کو حاضر ہونے کو فرمایا تاکہ پایۂ تخت میں "مجدالملک" کے ساتھ کسی بات میں جو سمع اشرف تک اس نے پہنچائی تھی مقابلہ کرے۔ عادت کے مطابق دونوں نے ایک دوسرے کے مقابل زانو تہ کئے۔ پادشاہ نے حکم دیا کہ "صاحب" اس (مجدالملک) سے زیادہ نیچے بیٹھے۔ عناد رکھنے والے دشمن کے سامنے پادشاہ کی نامہربانی کے ساقی کے ہاتھوں اُس ناخوشگوار جام کو چڑھا گیا۔ اسی طرح بیان کیا کہ ایک جشن میں جس کی بزم کی مجلس، میدان بہشت کی طرح غم کو دُور کرنے والی اور اس کی خالص شراب آب حیات کی مانند زندگی بڑھانے والی تھی۔ ؎

چنگ نغمہ اور بانسری کی آواز۔ مے پرستوں کے دل کو اپنی جگہ سے لے جاتی تھی (مست کر دیتی تھی)

"صاحب" نے تین دفعہ "ایلخان" کی خدمت میں پیالہ پیش کیا اور اس کے قبول کرنے سے (اس نے) رُوگردانی کی۔ چوتھی دفعہ نہایت دلیری سے دشمنوں کی طعنہ زنی کو دُور کرنے کے لئے گھٹنوں کے بل کھڑے ہو کر جام شراب پیش کیا صـ۲۰۴ تو بادشاہ نے اُس گوشت سے جس کے حرام ہونے کا صریح حکم قرآن شریف میں محقق ہے۔ چھری کی نوک سے ایک ٹکڑا اس کو دیا (صاحب) زمین کو بوسہ دے کر اُسے نگل گیا۔ اس کے بعد ایلخان نے وہ جام پی کر تمام مصاحبوں سے فرمایا کہ نہایت دلیر آدمی ہے جس قدر ہم نے پیالہ کے قبول کرنے سے گریز فرمایا اس نے اسکے پیش کرنے پر زیادتی کی۔ اس کے ساتھ دل میں تھا کہ اگر وہ بوٹی کو رد کر دے تو اسی چھری کی نوک سے اس کی آنکھوں کو حلقہ چشم سے بوٹی کی طرح نکال دیتا۔

صاحب اِن مقدمات اور ایلخانی کراہیت کے باوجود صبر پر مداومت کرتا تھا اور کینہ فلک کی سختی کے ساتھ دشمنی بڑھتی تھی۔

جب ربیع الاول ۶۸۰ھ کا چاند گردوں کی پیشانی پہنائی پر دلدار کے کماندار ابرو کی طرح لوگوں نے دیکھا تو "صاحب علاؤالدین" بغداد سے آیا اور آسمان شکوہ بارگاہ کی حاضری کا شرف حاصل کیا۔ تحائف کے پیش کرنے اور جشن اور تعظیم کی ترتیب سے فارغ ہو کر سونے کا خزانہ جو ساتھ تھا پیش کیا۔ اور اس کے بعد حاکموں کے خزانوں کے بچت کے سبب میں ایک اور خزانہ پیش کیا یقیناً حاسدوں کا گروہ فسادِ کار میں مشغول، اور ایلخانی طمع کی آگ اُن کے جھوٹ کی ہَوا سے بھڑکی ہوئی اور مشتعل تھی۔ تمام ممالک، خراسان، شیراز، کرمان، عراقین، روم، آذربیجان، دیار بکر، موصل اور میافارقین سے چغلخور، غیبت کرنے والے کام کے لئے آئے ہوئے تھے اور خوف و خطر اور ہول اور دہشت کا سیلاب دلوں میں جاری ہو گیا تھا۔ بادشاہوں اور منصبداروں صورت کی قباحت اور دشمنی کے لئے کمر باندھ لی تھی اور زبان کھول لی تھی ؎

ایک حماقت ہے کہ دُور کیا خوف کو حلم نے تجھ سے عذاب کو۔ اور گمراہی ہے جس میں نفع اور ہدایت ہے۔

اور ان میں سے بعضے حالات کا ذکر اپنی جگہ پر مطالعہ کرنے والوں کی سمجھ میں آجائیگا انشاءاللہ "مجد الملک" نے از سر نو عرض کیا کہ بارہ ۱۲ سال کا عرصہ ہو گیا ہے کہ عراق عرب اور خوزستان کے علاقے مع ۲۰۵ اور اس کے مضافات بطور اجارہ کے "خواجہ علاؤالدین" کے ذمہ اور سپرد کئے ہیں ہر سال بیس تومان بچت نکالی ہے اور پھر مال جمع کر کے زمین کے نیچے دفن کیا ہے معتبروں اور نائبوں میں سے بعض جو "صاحبی" کی نعمتوں سے مالا مال اور اس کے احسانات کے پروردہ تھے اور اُن کو دشمنوں کے دُور کرنے کے لئے مقرر کیا تھا اور معین اور مددگار جانتا تھا۔ انہوں نے بیحیائی کی پٹی ناشکری کے ماتھے پر باندھ لی اور افترا پرداز دشمن کے نابودہ (الزامات) کی تصدیق کر دی۔ اور اس " نہ ملاؤ حق کو باطل کے ساتھ، اور نہ چھپاؤ حق کو جب تم جانتے ہو" فرمان سے آزردہ خاطر نہ ہُوا۔

حقیقت حال یہ فرض کر کے کہ مبلغ مذکور "توفیر" کے نام پر حاصل کئے ہونگے زائد اخراجات بادشاہزادوں، خواتین، امراء محصلوں اور آئے ہوئے سفیروں کے نذرانے اور بادشاہوں کے تحائف کی مدد کی رقم جو عظیم الشان کاموں کے پیش آنے اور اموال دیوانی کے اجارے کا تتمہ ہوتے ہیں۔ خاص کر ایسے بادشاہ کی ایسے صاحبی کی نسبت از روئے قیاس معلوم ہو سکتا ہے کہ دو چند اور چار چند ہو گا۔ اور اعمال کے بقایا مال کی جزئیات جن کے وصول ہونے کی امید نہیں ہو سکتی

جن کی تفصیل کاتبوں کے دفاتر میں نہیں آتی اور میزان کے ساتھ شامل نہیں ہوتی اور یہی راہ اکثر تامل کرنے والوں کی رائے کو معلوم ہوگا۔

اور ان دلائل کی روشنی میں سال گذشتہ توفیر کے نام سے تمام مال خزانہ میں پہنچایا تھا اور اُن کے عوض مزید مہربانیوں کے ساتھ خصوصیت حاصل کی تھی۔ چونکہ اسوقت تنگ خو آسمان کی تنگی اور بہانہ باز زمانہ کے جھگڑے کو آنکھوں سے دیکھا اور چغلی کے کام نے مساوی قیمت سے زیادہ رواج پایا تھا۔ نیک لوگ، رنجور دل، اور شریر، خوش دل اور تعظیم کے قابل اور دولت نے عیب جو چغلخور کا آغاز کیا تھا اور نعمت نے ہر الحاح کرنے والے چغلخور کے کام کے دامن کو پکڑا تھا۔ اس نے سوچا کہ بغیر اس کے کہ کمینوں کے جھگڑے اور گفتگو اور حاسدوں کے مقابلہ اور سوال جواب سے پریشان ہوں آبروے سلیم کی سلامتی کے لئے ۲۰۶ نا حاصل کئے ہوئے ٹیکس کا قبول کرنا پوری عزت ہوگی اور زائد آمدنی کو اس صورت میں ڈالنا کفایت کہلائیگی۔ کیونکہ ان ایک دو سالوں میں ادائیگی کی کثرت اور علاقوں کی وجہ سے تنخواہ کا روپیہ قرضہ اور خاص جائداد سے حاصل کیا تھا رعایا کے دل کی بہبودی اور کام اور کام کرنے والوں کی تخفیف کے لئے صرف کردئے۔ اور جب کہ خزانہ کو مال کی ضرورت تھی جواب میں ہست اور نیست کا عذر اور حساب اور جلت اور جمع میزان کو پیش کرنے کا موقعہ نہیں پاتا تھا اس (خزانہ) کو بھی حسب طاقت بنانا چاہتا تھا اور دل کو فکر سے فارغ کرنا چاہتا تھا۔

مخالف گروہ نے اپنے دل میں کہا کہ وہ (علاؤالدین) اگر زائد آمدنی کو اس ٹیکس کے کام پر بٹھائیگا تو اس پر کوئی بوجھ نہ پڑیگا۔ بادشاہ کے سامنے رقعۂ تقریر کے چہرے پر ایک اور پیادہ روانہ کردیا اور ارادہ کرلیا کہ ۶۶۹ھ میں کہ جب بغداد اور اس کے مضافات بطور امانت کے اپنے اہتمام میں رکھتا تھا تو امیروں اور کاتبوں کی ایک جماعت نے حسابوں کی جانچ اور پڑتال کرکے دوسو پچاس تومان باقی نکالے تھے اور اسوقت تک اس آمدنی میں سے کوئی چیز خزانہ میں نہیں پہنچی اور وہ مال بعینہ اُن کے ذمہ اور باقی ہے۔

اور اس تاریخ میں بادشاہ کی رائے پر جو کہ غیب کے بھیدوں کی جاسوس اور ممالک اسرار کی ناموس ہے۔ یہ واضح ہوگیا کہ بقایا، علاقہ کے تحصیلداروں سے متعلق ہے اور اس کی تکمیل ممکنات کے دائرے سے خارج ہے اور اگر اس قسم کا کوئی حکم جاری ہو تو سوائے علاقہ کی ویرانی اور رعایا کے افتراق کے کوئی فائدہ نہ ہوگا۔ اس معاملہ کو بادشاہ نے چھوڑ دیا۔ اور اس مدح نامہ کے

کارنامہ کو تہہ کر دیا اور صاحب علاؤالدین پر عنایات مبذول فرما کر واپس اس علاقہ کی حکومت پر جانے کا حکم دیا۔ ع قصہ کو کیا کریگا لمبا ہے۔ چغلخوروں کے منہ سے بادشاہ کے دماغ میں بُرے پیسے کی کہانی پتھر کے نقش کی طرح کُھد گئی تھی اور مُلک کی دنیا میں جب کوئی آنے والی چیز پردۂ قضا سے ظہور کے میدان میں آنا چاہتی ہے تو اس کے اسباب سلسلہ وار ایک دوسرے سے ہاتھ ملاتے ہیں اور عقلمندوں کی حُسنِ تدبیر اس موقعہ پر وہی نسبت رکھتی ہے۔ جیسا کہ شعلۂ آتش کپڑے سے ڈھانپ دیں اور کوہ الوند کے ساتھ قوت بازو سے کوشش کریں۔ سمندر کو پاٹ دینے سے ڈرائیں اور سورج اور چاند کو نیچے اُتار لانے کی دھمکی دیں (گویا بیکار ہے)

ان معاملات پر دوسرا باعث کلی اور محرک اصلی لشکر فتحیاب کو مال کی ضرورت تھی کیونکہ ان دنوں حدود مصر سے اطلاع پہنچی کہ الفی اور اشقر سنقور نے ایلخان عالم کے ساتھ جنگ کرنے کے ارادہ کو مضبوطی دیدی ہے اور شاہزادہ منگوتیمور کو جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا لشکرِ جرار کے ساتھ اُنکے لئے مقرر کرتا تھا اور اسی طرح کا لشکر مشرقی بلاد کی طرف بادشاہزادہ ارغون کے پاس روانہ کرتا تھا اور حدود دربند باکو یہ سے طریقہ احتیاط کو اختیار کرنے کے لئے مدد مانگی تھی اور وہ بھی کاموں کے علاوہ ہُوا۔

اور اس اثناء میں نصرت پیکر جھنڈے بغداد کے گرم مقام کی طرف توجہ کرنے کے ارادہ پر اردبیل اور موصل کی راہ سے کُوچ کرتے تھے اور "صاحب علاؤالدین" کو ڈاک چوکیوں کی ترتیب اور سامان رسد کے انتظام کے لئے آگے بھیجدیا۔ بادشاہ نے اس گرد و نواح میں چند روز گھوڑا دوڑانے اور شکار کرنے کی تفریح کے لئے ایک گاؤں کے کنارہ پر جس کو "دیر اسیر" کہتے ہیں۔ جو "مرجتہ الشام" کے علاقہ میں سے ہے نزول فرمایا اور لشکر نے مغول کی رسم کے مطابق نرغہ کیا۔ (گھیر لیا) جب وحشی جانوروں کی تمام قسمیں جوش و خروش کے ساتھ حلقہ میں آگئیں۔ اور اُن پر نرغہ کا دائرہ تنگ ہو گیا۔ ایلخان نے بذات خود چند خواص اور مصاحبوں کے ساتھ گھوڑا دوڑایا اور "بہرام گور" کی رُوح اس حملہ اور شکار گرانے پر آفرین کرتی تھی ~~~

(۱) وحشی جانور حیرت سے سوفار کی مانند منہ کھولے ہُوئے تھے۔ پادشاہ نے زبان خنجر کی طرح ان کو تیر سے گونگا کر دیا (۲) تو جب اسد (برج) میں سُنبلہ کی مانند نیزہ تانے ہوئے پہنچا تو تُو نے اُس کے سین اور دال کو ضرب سے الف کی طرح سبد بنا دیا تھا (۳) اس کی ضربت کا شرف وحشیوں کے انواع کو شکر کی تعلیم دیتا تھا

ان کی رُوح کے جدا ہونے کے وقت۔

ایک لحظہ شکار ہی شیر (بہادر) وحشیوں میں مشغول رہے اور پہاڑ کے برابر گرا ڈالے۔

شکار کے کام سے فارغ ہو کر یکم رجب کو سنجار کے راستہ بغداد کی طرف ارادہ کرنے والا ہُوا۔

"مجدالملک" نے راستے ہی میں صاحب علاءُالدین کے جدا ہونے کے دن باقی داستان ایلخان کو سُنائی۔ اُمرا کا ایک گروہ صاحب علاءُالدین کے پیچھے رقم مطلوب کو کریدنے۔ جستجو اور تلاش کرنے۔ قبضہ کرنے اور حاصل کرنے کے لئے بادل سے بجلی کی طرح (بسرعت) روانہ کیا۔ اور وہ (طائفہ) صاحب (علاءُالدین) کے پاس پہنچا اور فرمان سُنایا۔ اُس نے جانا کہ یہ معاملہ گردش فلک پر تھا ہے اور رات دن کا کام بغیر سُستی کے۔ سوائے آرزوؤں کے دُور کرنے اور مردوں کی موتوں کو نزدیک کرنے کے کچھ نہیں ہے۔ قضائے الٰہی کے ساتھ راضی ہو گیا اور اس کے سوا کوئی چارہ بھی نہیں"۔ ان کا ہم صحبت بغداد چلا گیا۔ اور تمام مخلوق کی اس حادثہ سے آسمان پر فریاد پہنچی اس کو مالوف جگہ بند کر دیا گیا۔

سب سے پہلے جو کچھ قبضے میں رکھتا تھا سونے سے رانگ تک اور خالص سونے سے کانسی تک موتیوں کے دانوں سے جو مبارک چمکدار ستاروں کی طرح تھے، رذیل منکوں اور منحوس فال ٹھیکریوں تک، خوش منظر عبقری فرشوں سے بے شمار ٹاٹ چٹائیوں تک، پُرانے اور نئے ادنیٰ چیزوں سے عمدہ چیزوں تک۔ طلائی برتنوں اور مدفون مالوں سے پُرانے سامان تک کپڑوں کے تھانوں سے دروازوں کے پردوں تک۔ کمینے لوگوں کی آنکھوں سے دُور خوبصورت نیک کنیزوں سے لے کر اصطبل اور گایوں کے گھروں کے نوکروں تک۔

نقار خانہ سے بگل اور طبل، رڈی اور عمدہ گھوڑوں اور گدھوں سے ارزاں اور قیمتی گھوڑوں اور خچروں سے اُونٹنی اور اُونٹ، بھیڑ بکری کے بچوں سے ؎

جو شخص بکری اور بھیڑ کے بچے پر نظر رکھتا ہے۔ کمینگی کی وجہ سے وہ چھکڑے کے بیل کی مانند ہے۔

ص ۲۰۹ چونکہ غرض آبرو کے جوہر کی حفاظت تھی نہ کہ مال کی۔ وہ پیش کرنے کی صف میں حاضر کیا اور "نہ برکت دے اللہ آبرو کے بعد میرے مال میں" کی ٹھوکر بلند ہمتی سے چونکہ کام ہاتھ سے نکل چکا تھا۔ حاصل کئے ہوئے نفیس خسیس مال پر لگائی۔ کھرا سونا گم ہو گیا اور سرمایہ نمائشی ضائع ہو گیا، اور مال برباد اور املاک موجب ملال ہوئی۔

سامان کی تفصیل، قرضہ کے تمسکات اور بلاد عرب و عجم کی موروثی اور کسب کردہ بلاد املاک کے کاغذات سپرد کر دئیے۔ "نہیں کوئی معبود باقی سوائے اللہ کے" طول بیان کیسا ؟ جائداد اور ملکیت کی تختی کو ہر اُس چیز سے جس پر چیز کا نام صادق آتا تھا دھو ڈالا۔ چنانچہ رسائل تسلیۃ الاخوان' ہیں۔ جو اسی صاحب قران کے خطوط پر مشتمل ہے اس کی شرح مکمل موجود ہے۔

اور اگر جہان کا زمانے میں صرف یہی ایک عیب ہوتا کہ اس کی نعمت اور راحت۔ اس کے بعد کہ عمر اور زعمر میں اس کی طلب اور تکلیف میں صرف ہو جاتی ہیں۔ بقا اور دوام نہیں رکھتی تو واجب ہوتا کہ عقلمند آدمی اس سے دل نہ لگاتا اور اس کے بیفائدہ حاصل کرنے کے لئے اس قدر دھوڑ دھوپ اور جستجو میں نہ پڑتا۔

اس ذکر کے لکھنے کے دوران میں حاضرین میں سے ایک نے یہ دو شعر سعدیؒ رحمت ہو اللہ کی ان پر" کے کلام میں سے پڑھے ؎

(۱) اگر عقلمند کمینوں سے ظلم دیکھے۔ چاہئے کہ وہ اپنے دل کو رنجیدہ نہ کرے اور غصہ نہ ہو (۲) بدگوہر پتھر نے اگر سونے کے پیالہ کو توڑ دیا۔ تو پتھر کی قیمت نہیں بڑھتی اور سونا کی قیمت کم نہیں ہوتی۔

ان وحشتناک خبروں کے تواتر سے اس کے بھائی صاحب دیوان نے جو رکاب اعلیٰ کی خدمت میں ملازم تھا کوئی وجہ ٹھہرنے اور دیر کرنے کی نہ دیکھی۔ اجازت لے کر بغداد آیا اور اس وجہ سے کہ ایلخانی غصے کے تُند جھونکے اور غیظ کے شعلے، سکون اور آرام قبول کریں۔ مال کے حاصل کرنے اور وجوہات کے رواج دینے میں بے انتہا جدوجہد دعاؤں کے علاوہ کرتا تھا خاص اپنے اور بیٹوں کے گھر سے جواہر جڑاؤ چیزیں اور سونے چاندی کے برتن جو کچھ تھا باہر لے آیا اور نائبوں اور وکیلوں سے قرض کے طور پر مقدور کے مطابق نقد اور جنس منا لی اور اس پر اضافہ کر دیا۔

دشمنوں کے گروہ نے نقد اور جنس سے جو کچھ پیش کرنے کے لائق جانتے تھے اُٹھا کر وُجیل کے مقام پر تخت کی خدمت میں پیش کیا چونکہ بادشاہ کو اس سے دو چند کی توقع تھی اور وہ مقدار تصوّر کی ہوئی رقم کا سواں (۱/۱۰۰) حصہ بھی نہ ہوتی تھی۔ اس کی کچھ قدر نہ ہوئی اور صاحب دیوان کا حال ایسے طریقے سے پیش ہوا کہ نرمی اور ملایمت سے مشہور ہو گیا مختصر یہ کہ

Marfat.com

سرکاری مال میں سے اس کی عطا اور امداد کا ایلخاں کی ناراضگی کا موجب ہوئی۔ قضا نے
کیا اور جو کچھ ہونا تھا ہو گیا۔ اور کوشش اور دوڑ دھوپ رائگاں گئی۔

ایک دفعہ اس قطعہ کا اتفاق ہوا تھا (تصنیف کیا تھا)

(۱) آسمان اور اس کے عدل کی تقسیم دیکھ کہ جب تک میں ہوں سیاہا سال تو مجھے غم دیتا ہے اور خوشی محض چند گھنٹوں کے لئے (۲) میرا سرمایہ علم، ہنر اور حکمت ہے لیکن کیا فائدہ؟ کیونکہ اس سرمایہ سے مجھے جو حاصل ہوگا وہ نقصان ہے (۳) کسی تن آسانی کے حاصل کرنے کی امید میں جو ممکن نہیں۔ میری تمام کوششیں رائگاں گئیں۔ کس قدر بربادیاں ہیں (۴) اسواسطے کہ فلک مجھے بے ہنروں کی طرح رکھتا ہے کہاں ہے وہ شخص جو اس سے میری سفارشیں کرے (۵) قابل آدمی سے تمام کامیابیاں روک لی ہیں۔ تمام طاقتیں، سفلہ اور کمینہ لوگوں کو دی ہیں۔

(۶) زمانے کی عادت کو معلوم کرنے کے بعد اسوقت۔ میں نے اپنے نفس کی نافرمانی کی کیونکہ اس نے زمانے کی اطاعت کی۔

حکم شاہی ہوا کہ طغاچار یرغوجی (رسوا دینے والا) دشمنوں کے ایک گروہ کے ساتھ "وہ جو اعمال ضائع ہو گئے" بغداد آئے۔ اور از سر نو مواخذہ اور سختی شروع کر دی۔ آشنا و بیگانہ ہمسایہ اور اندرونی دوستوں سے خزانوں، دفینوں اور قیمتی جواہر کی کیفیت اور بظاہر مشہور تھا۔ دریافت کرنی شروع کی۔ یکے بعد دیگرے مہمان سرائے اور مقبرہ کہ اس کا تعمیر کیا ہوا تھا وہ اس کی عزیز ترین اولاد اور قبیلہ کا مدفن تھا۔ میں گئے اور پورے مبالغہ کو قبریں کھود دیں تلاشی لینے، بنیادیں گرانے اور جھاڑ دینے میں پورا کیا۔ اور چونکہ سب میں کچھ بھی نہ تھا سب کچھ بھی نہ ملا۔

آخر کار اس کو مالوف گھر سے جو عزت اور دولت کے اُنس کی جگہ، راحت کے وفدوں کی
صلا۲۱ جائے امن، خوشی کے پودوں کے لگانے کی جگہ اور حشمت اور اقبال کی منزل تھا۔ باہر لائے
اُسی گردن کو۔ جو گردش کرنے والے آسمان کے آگے سر نہیں جھکاتی تھی اور دُنیا کے گردن کشوں کی گردنیں (رقاب) اس کی نعمتوں اور احسانات سے طوق دار تھیں۔ ول کے کھوٹ سے فولاد کے طوق میں ڈال دیا۔ اور وہ ہاتھ جو زبردستی سے زمانے کے کانوں کو غلامی کے گوشوارہ سے گوشوارہ دار کرتے تھے۔ عذاب کی ہتھکڑیوں سے کنگن کی طرح کنگن دار بنا دیا۔ اور فضیلا

ور علو مرتبہ کی آنکھ خون کے آنسو روتی تھی۔

اگرچہ ظاہری اعضاء پر غموں کی زنجیریں نظر آرہی تھیں اور صبر اور قرار کے علامات دل کے یار سے مجنوں کی طرح معدوم تھے۔ مگر اعضاء کی سلطنت کا پادشاہ (دل) استقلال کے تخت پر مطمئن اور متمکن تھا۔ اور دل کا میدان صبر کی امداد سے جو نصرت کا پیش خیمہ اور بہترین صلہ کا موجب ہے "خدائے برتر نے فرمایا کہ صرف صبر کرنے والوں کو اُن کا اجر بغیر حساب کے دیا جائیگا" سے بھرا ہوا تھا۔ ؎

مَیں نے اپنی مصلحت اس پر چھوڑ دی ہے۔ خواہ مارے خواہ زندہ کرے۔ وہی جانتا ہے۔

اور چونکہ غرض مندوں کی نظر صرف مالی نقصان پر نہ تھی ایلچی کو اپنے ساتھ ملا لیا اور مُلک بغداد کی حکومت نے اسے قبول کیا۔ زنجیریں اُتار دیں اور اس کے عوض دوشاخہ لکڑی حمائل کی طرح اس کی گردن میں ڈال دی۔ عروس کی مانند پورے گلے میں ہاتھ ڈال دیئے لٹکنے کے لئے دونوں ہاتھ اس سرفراز کی گردن میں حمائل کر دیئے اور اُسی روز فتنہ کا بازار رضی الدین نشاپوری کے کلام میں سے لکڑی کی زبان سے خود گانے لگا ؎

مجھ دل شکستہ کے ہاتھ، ایک دن رات تک۔ خیال کرے کہ میرا خون ہے۔ اپنی گردن میں ڈال لے۔

یہ قطعہ اس حالت میں بھائی کے پاس بھیجا:۔

(۱) تجھ پر جاؤں قربان ہوں۔ سُن نوجوان کا قول۔ جس کو لوگوں نے خطرے میں ڈال دیا ہے ۲۱۲۔ مَیں شکوہ کرتا ہوں اپنے خدا اور منعم سے۔ زمانے کے ظلم کا جو عبرتناک امور لاتا ہے (۲) میری آرزو باریک کمر اور سرو قد معشوق سے گلے ملنا تھی یہ دوشاخہ لکڑی میری مطلوب نہ تھی۔

دشمنوں نے اس مراسلہ کی اطلاع پالی ایک دوسرے سے کہا کہ اگر اُسے مالی قوت نہ ہوتی تو اس کی طبیعت ایسے حال میں جو زندہ رہنے اور ترقی کرنے سے خلاصی کے درجہ تک مایوس ہے، کس طرح شاعری کی تصنیف سے مانوس ہوتی۔ یا نظم اور نثر سے موافقت کرتی۔ اور قوت فوائی اس قدر سختیوں کے جھیلنے اور تکالیف کے برداشت کرنے سے جن کے صدمہ سے پہاڑ "جیسے بھوسا جسے ہوا اُڑا دے" ہو جاتے ہیں وفا کرتی۔

Marfat.com

اُن نادانوں نے جہالت اور بے عقلی کی غلطی میں معرفت کا سر رشتہ گم کر دیا تھا ؎

دُنیا کا کام جو تُو نے اپنے اوپر مشکل کر دیا ہے۔ اگر تو اُسے اپنے اوپر آسان کرے تو آسان ہو جائیگا۔

اس کے مشفقوں میں سے ایک مشفق نے اُسے (علاؤالدین) چغلخوروں کے مشوروں سے مطلع کیا۔ جواب میں یہ دو شعر آب شیریں، حلال جادو اور ناز و ادا کے کرشمہ والے احباب کے کرشمہ کی طرح لکھے۔ ؎

(۱) مَیں نے تیر مارا دشمنوں کو کہ میں نہیں نرمی کرتا ذلّت اور فروتنی کے ساتھ گردش اور حادثات زمانہ کی وجہ سے، بیشک یہ عجیب بات ہے (۲) اور کیونکر پرواہ کروں میں حوادث کی، جب کہ میرا نگہبان خدا ہے۔

بغداد کے باشندے، بغداد کیا بلکہ تمام لوگ ممالک کے اندر آقا اور غلام تک انصاف کی رُو سے صاحب علاؤالدین کے ساتھ اس دل شکن رنج اور محنتوں کے تیر کی سپر کے شریک اور حصہ دار تھے۔

پس ایلخان نے ییلاق (گرم سیر) کی توجہ کے ارادہ کے لئے فرمایا یہانتک کہ لشکر کو روانہ کر دیا اور بلند جھنڈا اُٹھا لیا۔ اور ہوا پھریرے کے پیچدار زُلف کی خوشبو سے زمانہ کے دماغ کو عنبر آگیں بناتی تھی ۲۱۳ھ اور صبا کا فرش بچھانے والا منزل بمنزل، قدم بقدم رنگا رنگ کا فرش بچھاتا تھا کبھی نوروزی رعد آگے آگے نقارہ بجاتی اور کبھی چمکدار بجلی خاص سپاہیوں کی تلوار کی طرح روشنی کا عکس ڈالتی اور ہوا نے لشکر ربیع کے خوشی کے جھنڈے کو ہر طرف سے بلند کیا تھا۔

گمراہ جماعت اور رذیلوں کے فرقے نے چونکہ غرور کے عجائب کے اختراع کرنے اور خالص جھوٹ کے گھڑنے اور بے معنی دعوے سے جو ایک بھی سچائی کا زیور نہیں رکھتا تھا بلکہ سب جھوٹ بولنے اس کے متعلق جس کا انہیں علم نہیں تھا، سوائے مالی خسارہ اور مزاحمت حال کے کچھ نہ پایا۔ ہر چند مکر اور فریب کے ارد گرد آئے۔ بوڑھے، جوان، نیک و بدکار، غریب و امیر سے کسی کو جو اس کے ظلم کی حکایت بیان کرے اور شکایت سُنائے نہ پایا اور رشوت لینے دینے کے طور پر جہاں طلب کیا اور چاہا ایک چیز سے بھی اس کو ملزم نہ بنایا۔ اور غصہ کی وجہ سے زائد اخراجات اور حاجتوں کے عوض جیسا کہ دیوانی امور کے لواحق میں سے ہوتا ہے۔ اس کی آبرو کو

Marfat.com

ملوث نہ کر سکے۔ تو خوف کے سیلاب نے اُن کے ناپاک دل کو گھیر لیا اور اضطراب اور انتشار اُن کے ظاہر کو متغیر کر دیا۔ اور ظاہر سزا اور بُرے قصد کے مقابل بُرے افعال اور بد اعمال کی جزا کے منتظر ہو گئے اور اس فکر میں از سر نو مکر کے اقسام کو گھڑا اور اسباب حیلہ گری کے استعمال کو اختیار کیا۔ رذیلہ وزر اور زور سے حرص کے زیور میں خالص کھوٹ ملاتے تھے اور گھڑتے رہتے تھے کہ پھر کسی چال سے افسانہ کی گرہ کو پیچیدہ بنا دیں۔

آرا (جمع رائے) کی تیر اندازی اور خواہشات کے مشوروں سے یہ فریب کا مُہرہ عرض کی بساط پر پڑا کہ اس کو بلاد شامی کی خط و کتابت سے ملزم، اور نافرمانی کی نشانی سے واغدار کر دیں ایک گمنام یہودی کو دستیاب کیا اور اس نے کاغذ کے ٹکڑوں پر رنگدار خطوط، زعفران اور شنگرف کے پانی سے جادو کے طلسمات اور طلسم کے اشکال کی طرح کھینچے۔ مطلب یہ تھا کہ اُن کو اس کے کپڑوں کے اندر تفتیش کے وقت ملے ہیں ص۲۱۴ اور عرب کے گمنام لوگوں میں سے دو تین جو امیروں اور کوتوالوں کے ساتھ عرب کے مشائخ اور سرداروں کے پاس ہر وقت بھیجے تھے۔ طلب کئے۔ یہانتک کہ ڈرانے، رغبت دینے اور عذاب اور امید دینے سے ان کی باتوں کی تصدیق کرنے والے، باطل امور کو حق کہنے والے، کھوٹے سکے کو رواج دینے والے اور باطل لفظ کو برانگیختہ کرنے والے بنے۔

اور حال یہ تھا کہ سال مذکور ۶۹ ھ کے شروع میں الفی اور مصری امراء کے درمیان مخالفت ظاہر ہو گئی اور سنقور اشقر، بحری ترک امرا کی ایک فوج کے ساتھ مصلحت کی جانب کی شائستگی سے کنارہ کر گئے۔ اور عیسےٰ ابن مہنا۔ جو اعراب شام اور اس علاقہ کے امرا میں سے تھا۔ نے اس کے ساتھ موافقت کا دم مارا اور دوستی کے اسباب کو پختہ کر لیا۔ اور الفی دمشق میں اُن (سنقور اور عیسےٰ) کی تیغ زنی اور تیر اندازی کے ورد سے تشفی کے لئے لڑائی کے لئے مستعد اور فتنوں کی غبار انگیزی کو روکنے کیلئے تیار ہو گیا۔ اِن حالات کے اثناء میں خبر پہنچی کہ بحری ترکوں کا ایک دستہ لشکر مصری کی ٹکر سے شکست کھا کر عانہ اور حدیثہ کے نواح میں تہنچ گیا ہے ہوشیاری اور احتیاط کی رو سے دریافت حال اور بچاؤ کے واسطے ایک ایلچی کو کوتوال شہر اور اُمراء لشکر کے ساتھ بھیجا تھا۔ اور سنقور اشقر اور عیسےٰ ابن مہنا کو بندگی حضرت (آباقاخان) کی موافقت کی ترغیب دی تھی اور مخالفت سے ڈر اور نفرت ضروری معلوم کرائی تھی۔

اتفاق سے الفی سے اُن کی شکست کھانا ایلچی کے پہنچنے کے ساتھ اکٹھا ہو گیا۔ اس

پیغام سے انہوں نے خوشی کی اور اس پیام سے امداد بڑھ گئی۔ عیسے نے اپنے بھائی کو ایلچی کے ہمراہ بغداد بھیج دیا۔ صاحب علاؤ الدین نے اس کو حضرت کی خدمت عالی میں روانہ کر دیا اور صورت حال سے مطلع کیا۔ ایلخان نے سنقور اشقر کے حق میں نوازش اور مہربانی فرمائی۔ اور عیسے کے بھائی کو خلعت دی اور زر اور غلہ (اس کے لئے) بغداد کے حوالے کیا۔

اور اسی زمانہ میں شہزادہ منگو تیمور ایک لشکر کو جو بارش کے قطروں کی طرح بے شمار اور پہاڑ کو ہلا دینے والے سیلاب کی مانند تھا۔ کنارۂ فرات پر لے گیا تھا۔ شامیوں سے جنگ کے لئے اس کی خدمت میں قاصد بھیجا اور اطاعت اور تابعداری کا اظہار کیا۔ سلطان میر دین سے بھی یہی خط وکتابت ہوئی ص۲۱۵ ان میں سے ہر ایک نے اپنی جگہ سے کیفیت حال سے آباقاخان کو مطلع کیا اور حکم نافذ ہو گیا کہ منگو تیمور لشکر کو واپس کرے اور ان شامیوں سے جنگ کرنے سے روکے مگر دوسری طرف سے "بایدو اغول" نے شام کے مُلک پر لشکر کشی کی تھی اور تمام خلق کو قتل کر دیا تھا۔

اس شرح سے مطلب یہ ہے کہ اُن (دشمنان علاؤ الدین) کے خیالات کا خلاصہ ایک کشش محال اور کاذب خیال تھا۔

اس دیوانگی میں ایلخان کے پیچھے گئے اور فریب گھڑ کر اور مغالطہ میں ڈال کر بنائی ہوئی بات کو اس طرح عرض کیا۔ اس امید پر کہ مال کے محصّل (حاصل کرنے والے) چونکہ حال کو مضبوط کرنے والے اور کام کو چلانے والے تھے۔ اس تہمت اور الزام سے، جو سچائی سے کوئی نسبت نہیں رکھتا تھا۔ ایک غیر تسلّی بخش تحقیق کریں۔

ایلخان نے فراست کی نظر سے کہ جام جہاں نما اس کی تیز رائے کا عکس ہے۔ فضول فصلوں والے احوال کے دیباچہ سے افترا کی آیت پڑھ لی۔ اور ذکاوت کی اُنگلیوں سے کجی کی گھنڈیاں اس کے گناہوں کے کثیر رازوں سے کھول لیں۔ "صاحب علاؤ الدینؒ" کے حاضر کرنے کا حکم ہوا اور ایلچی بھیجا کہ سریر دولت کی خدمت میں" جو ہمیشہ مضبوط ستونوں والا رہے"۔ گھونگھٹ کا کھل جانا بخوبی ہو جائے۔

وہ جب بغداد آیا تو فریب گھڑنے والوں کے گروہ میں سے جو اس کو پورا محل اعتماد جانتے تھے فرار کو قیام پر اختیار کیا تھا۔ اور جو باقی رہ گئے تھے جھوٹ کی شہادت سے متنفر ہو گئے۔ دشمنوں کو اندیشہ ہُوا کہ اگر اُس (صاحب علاؤ الدین کو) رہا اور آزاد کر دیں تو کوئی فرد بشر ان

(مخالفوں) کی امداد میں رغبت نہ کریگا۔ بیحد اُمید بے انتہا آرزو دلانے سے انہوں نے ایلچی کو فریب دیا اور اس کو فریب کا مددگار اور اپنے حال کا مختار بنایا اور "صاحب" اسی طرح قید کی زنجیریں رکھتا تھا (یعنی قید رہا) بیشک ع

آسمان کی گردش سے ناکامی کا تسلسل ، ہر حال میں ، عجیب نہیں ہے۔

اور ان دو مثلوں (تسلسل ناکامی ، دور آسمان) کے محال ہونے میں کسی کو سوال کی طاقت نہیں ہے۔

حفاظت الٰہی پر توکل کر کے مقام تسلیم میں "اللہ تعالےٰ کا شکر ہے اس پر جو اس نے حکم کیا اور بھلائی ہے اس میں جو وہ حکم کریگا۔ جو اللہ نے چاہا وہ ہوا۔ اور جو نہ چاہا وہ نہ ہوا"
ص۲۱۶ کو زبان کا وظیفہ اور بیان کی تسبیح (ورد) بنایا۔ اور رضا کے روزنامچہ کو جو مراتب نفس میں سے بلندترین ہے "جب نہ ہو وہ جس کا تُو ارادہ کرتا ہے تو ارادہ کر تو اس کا جو ہوتا ہے" کے ذکر سے لکھ دیا اور اس کا مضبوط حلم اور محکم فکر پڑھتا تھا ؎

اگر آسمان اپنی جگہ سے پھر جائے تو تُو نہ پھر۔ اور اگر زمانہ تیرے ساتھ موافقت نہیں کرتا۔ تو تُو زمانہ سے موافقت کر۔

کہ جلدی سے غم کے ابر کے کھل جانے کا سبب ظاہر ہوگا۔ اور ایسے نشیب ہیں کہ دشمن کی کامیابی کا گڑھا اسی سے مراد ہے کامیابی کی بلندی حاصل ہو۔

ہر دانا غور کرنے والا جو اس میں غور کرنا ضروری جانتا ہے اس پر ظاہر ہو کہ کوئی بھلائی اور بُرائی ، نفع اور نقصان بندہ کے فعل اور ارادہ سے متعلّق نہیں اور تمام احکام قادر مطلق کے اندازے سے ہیں اور دُنیا کے کام اُسی کی مرضی سے لٹکے ہوئے ہیں۔ پس مصیبت کے موقعہ پر تمام دشواریاں اس پر آسان ہو جاتی ہیں۔ اور توکّل اور رضا کی برکت سے مزید نعمت اور احسان کا مستحق ہو جاتا ہے

اور یہی مقدمات اس صورت حال کے تھے شروع میں اور انجام میں اور اللہ کی تعریف ہے ابتدا اور آخر میں"

وہ گروہ جنہوں نے لغو باتوں کو اختیار کیا" بادشاہ کے جھنڈوں کے پیچھے جلدی کرنے اور سبقت کرنے میں سستی اور غفلت کرتا تھا۔ اور تاخیر کرنے اور رُک جانے کا قرعہ اندیشہ کی بساط پر ڈالتا تھا۔ ادنیٰ لوگوں کو خفیہ طور پر مختلف کناروں سے لاکر اپنے قبضہ میں کرتے تھے تاکہ ان کو اپنی افترا پردازیوں کا پیرو کار بنائیں۔ اور ان بیانات کو جھوٹے قول کے ساتھ اصل تک

Marfat.com

پہنچا دیں۔ اور ان انفرادی غیر منقول باتوں کو جو نہیں ہے یہ مگر جھوٹ گھڑا ہوا اس کے ساتھ مسلسل کردیں جو اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے رسول جس طرح یہ کفار تمہارے دشمن ہیں اسی طرح ہم نے خود شریر آدمیوں اور شیطانوں کو ہر نبی کا دشمن بنایا وہ ایک دوسرے کو فریب دینے کے لیے چکنی چپڑی باتوں کی سرگوشی کرتے ہیں۔"

انہوں نے تمام بغداد میں اپنے جیسا کوئی اور جھوٹ گھڑنے والا نہ پایا۔ جب ایک پورا مہینہ اس فکر کے میدان میں جولانی کی تو ایلچیوں کی ایک جماعت کے ساتھ "صاحب علاؤ الدین" کو قید کرکے آباقا خاں کی خدمت میں روانہ ہوگئے۔

اور اس دوزخ جیسے سفر میں خواجہ بہاؤ الدین علی بن عیسے اردبیلی اور نور الدین عبدالرحمٰن تستری ملتانا جو صاحبی کی دولت کے شیر خوار اور نعمت کے پروردہ تھے اور کوچ اور مقام میں ذلت اور سلامتی میں اُس (صاحب) کی خادم آثار مجلس اور فلک فرسا کاپ کے گرد طواف کرنے والے اور ہم صحبت تھے۔

باوجود اس کے کہ وہ اس طرح مقید رہے ہیں) تھے جس طرح ان کا نالہ ان کے سینے میں قید تھا۔ جس طرح آنکھوں سے آنسو روانہ ہوتا ہے روانہ ہوگئے اور اگرچہ گفتگو قربت اُنس اور ہمنشینی کے اسباب کا موقعہ نہ ملتا تھا۔ خطوط اور شعر بازی سے سینے کے درد والے کی آہ اور مصیبت زدہ کے غم کو دو زبانوں والے قلم کی زبان پر جو چغلخوروں کی صورت رکھتا تھا گذارتے تھے اور اس کی تاثیر سے دشمن کی طعنہ زنی کے رنج اور مسافری کی تکلیف کو سختی اور مصیبت میں اپنے اوپر آسان کرتے تھے۔

اور یہی حال رہا یہانتک کہ سواریوں کی پُشت پر مرحلوں اور منزلوں کو اسد آباد کی گھاٹی کے قریب پہنچا دیا۔ ایلچیوں کو دیکھا کہ تیر کی طرح جو شست سے نکلے ہوئے تیر کی طرح رواں اور باز کی مانند نشیب و فراز میں اڑان ہیں۔ دریافت کرنے اور پوچھنے پر حال کے قرینہ سے معلوم ہوا کہ ہمدان میں بادشاہ کو ایسی مشکل حالت نے، جس کے واقع اور حادث ہونے سے حفاظت اور بچاؤ میں بادشاہ، غلام، زبردست اور زیر دست برابر ہیں۔ منہ دکھایا اور تمام راستے اُن کی پُرانی عادت کے مطابق ہنر مندوں کے کام کی طرح بند ہوگئے اور اس سے تمام لوگوں کے کاموں کے چہرے محبوبوں کی زلف کی طرح پریشان ہوگئے تو صاحب کو بادشاہ کے دربار میں لے جانے سے انہوں (ایلچیوں) نے منع کردیا۔

Marfat.com

حیلہ گری کی پٹی باندھنے والوں اور خیالی منصوبہ کے گھڑنے والوں نے ایلچی سے کہا کہ بادشاہ کے جلوس کے وقت تک اُسے (صاحب کو) رہا کرنا، ذکاوت اور دانائی کے تقاضے سے نہیں ہوگا۔ اس بات سے باوجود بہبودی کی صبح کے تڑکے کے غموں کی تاریک رات میں رہا۔ اور محکم زنجیروں کی قید اور حاسدوں کے مکر کے ساتھ گذارا کیا۔

بھلائی اور بُرائی کے انجاموں اور آغازوں کے لئے عالم مجازی میں مقدار معیّن اور وقت مقرر ہے بیشک" اور ہر بات کا ظہور منحصر ہے اپنے اوقات پر اور ہر میعاد کے لئے ایک تحریر ہے مٹاتا ہے اللہ جسے چاہتا ہے اور ثابت رکھتا ہے جس کو چاہتا ہے اور اُسی کے پاس ہے اصل کتاب"۔

آباقاخاں کا حال اس طرح تھا کہ ہمدان میں شراب پینے سے مزاج اعتدال کی حد سے منحرف ہوگیا اور ضعف طاقت پکڑتا جاتا تھا اور طبیعت ص۲۱۸ طبیبوں سے موافقت کرتی تھی۔ لاجرم مرض بڑھتا گیا۔ ایک روز کرسی پر بیٹھا تھا کہ ایک کوّا جو جُدائی کے کوّے کی دلیل تھا، بادشاہ کی نظر کے سامنے بیٹھا اور کائیں کائیں کرتا تھا ؎

(۱) کسی شاعر نے جُدائی میں ایک قصیدہ کہا۔ جس میں مرثیہ (کسی بادشاہ کا ہے) قاف کی ردیف پر بنایا گیا ہے (۲) قصیدہ کی بنا ایطاء پر ہے اور اسمیں اقواء، اکفاء اور اصراف نہیں ہیں"

کہا کہ سیاہ غلام (موت) مجھے طلب کرتا ہے۔ اُس کی کائیں کائیں سے کراہیت رکھتا تھا فرمایا یہاں تک کہ اُسے اُڑا دیا۔ جب کوّا اُڑگیا۔ قلبی بیہوشی رونما ہوئی اور اُسی غشی میں اُس کی رُوح کا طوطی اس کے جسم کے پنجرے سے پرواز کر گیا اور یہ واقعہ بیس ماہ ذی الحجہ ۶۸۰ھ میں ہُوا۔ اور اس کی مدت سلطنت۔ کہ سیاست اور عدل کے بازار کی رونق سوائے اس کے خیال میں نہیں آتی۔ سترہ سال تھی۔ ؎

(۱) اس کے نیچے انہوں نے تخت زر رکھا۔ دیبائے زر اور سُنہری ٹپکے سے (۲) اس کے شاہانہ بدن کو آراستہ کیا۔ گل، مُشک اور کافور چاہتے تھے۔

چند روز اپنی رسم کے مطابق مقام مصیبت (سوگ) اور سوگواری کے لباس میں رہے ماہ رُخ بیگمات نے زُلفوں کی لٹوں کو ؎

(۱) نوچے بال، پیچھلے منہ۔ زبان شاہ شاہ کہتی اور رُوح شاہ کو ڈھونڈتی تھی

Marfat.com

(۲) سرکشوں کے سر گرد و غبار سے اٹ گئے۔ تمام آنکھیں خون سے پُر اور تمام کپڑے چاک چاک ہو گئے۔

اور اس واقعہ کی تاریخ کے لئے ایک ہمعصر نے یہ بیت دل کے دیباچے کا عنوان بنائے۔ ے

(۱) آباقا خاں جس کے عدل اور انصاف سے۔ جہان بہشت عدن کی طرح شاداب تھا ۷۱۹ (۲) سنہ ہجری سے ۶۸۰ اور بیس تھی۔ ماہ ذی الحجہ کی نہ زیادہ اور نہ کم تھی (۳) کہ صبح کے وقت دار بقا کو چلا گیا۔ اس دار فنا سے، اور اللہ بہتر جانتا ہے۔

جلوس سلطان احمدؒ بر تختِ سلطنت

"مراغہ" کے قیام کے زمانہ میں جب مُلک کے حالات نے خلل پذیر ہونا شروع کیا تو بادشاہ کے تعیین کے لئے مشورہ اور مصلحت میں مشغول ہوئے۔ اور استخارہ طلب خیر کا قرعہ پھرایا۔ بڑے اور چھوٹے اور امرا نے جو حاضر تھے۔ یک سخن اور ایک زبان ہو کر قرار دیا کہ بھائیوں میں سے نکودار بادشاہ بنے۔ اور اس سبب سے چونکہ وہ اسلام کا ہار پہنے ہوئے تھا۔ اُس کو "سلطان احمدؒ" کہا۔ اسی مشورہ پر تمام کی رائے ایک ہو گئی اور قرار دیا کہ دوسرے شاہزادوں اور امیروں کو جمع کرنے کے لئے اُڑنے والے ایلچی عقاب کے بازوں کی طرح روانہ ہو جائیں اور "الاطاق" میں ایک جشن منائیں۔ اور احکام اور فرمانوں کی تجدید اور احکام قانون کی حد باندھیں۔

ان کے اجتماع کے بعد سبزہ غمزدوں کے دل کی طرح پھوٹ آیا تھا۔ اور کوہ اور دشت کے اطراف کو سبز فرش سے آراستہ کیا تھا۔ اس زمانہ کے کاتب (مصنف) کی غزل روز ہو گئی۔ ے

(۱) بادِ نسیم سے عنبر کی خوشبو آئی گویا کوچہ دلبر سے آئی (۲) چمن کی خوشبو سے حسینوں کی زلفوں کی طرح۔ دل اور جان کا مغز معطّر ہو گیا (۳) لالہ نے پیالہ اُٹھایا یعنے سُرخ شراب پینے کا وقت آ گیا (۴) نرگس تخت گاہ کی طرف بادشاہ کی طرح سر پر تاج رکھے ہوئے آئی۔ صفحہ ۲۲ (۱) یہاں تک کہ صبا نے

پھول سے کہا کہ تو خوب ہے۔ وہ بھی شیریں قہقہے لگانے لگا (۲) بلبل کی گلے کے گانے کی آواز سارنگی کے نغمہ سے بہت اچھی نکلی (۳) دہانِ یار کے رشک سے غنچہ نے صبح کے وقت (ٹھنڈا) سانس لیا (۴) ہوا کے لطف سے باغ کا مزاج شرف کی غزل کی طرح شگفتہ ہو گیا۔

دور دراز ممالک سے شاہزادے، بیگمات، امرا اور بادشاہ اس ستاروں جیسی انجمن میں جمع ہوئے اور جشن منایا کہ اس زینت اور ترتیب سے کبھی اتفاق نہ ہوا تھا۔ نشاط اور طرب کی بنیاد، عدل کے فرش کی طرح بچھ گئی۔ اور دروازے کھولنے کی خوشخبری دینے والوں نے اس آواز کی سعادت سے

"زمانہ میں حسن و خوبی بڑھ گئی۔ جب سلطنت احمد نے اسلام کی تائید کی"

مرکز خاک سے محیط افلاک تک پہنچا دی۔ تائید یافتہ ہاتھ والا احمد اور عادل۔ دل بادشاہ نے بلندی اور خوش بختی کی قبا کندھے میں ڈال لی اور اقبال کے نتیجہ والا تاج مبارک سر پر رکھ کر۔ اتوار کے دن ۱۳ ربیع الاول ۶۸۱ھ کو تخت سلطنت پر ظاہر ہوا۔ شاہزادوں نے خوشی کے مارے۔ ٹوپیاں اچھالیں اور عشرت کے پاؤں سے زمین کو روندا (ناچے اور کودے) دولت روز افزوں کی دعا کی مراسم اور مبارک جلوس کی تہنیت کے شرائط قائم کئے گانے والوں نے باربد کے نغمہ کو داؤدی خوش الحانی میں رنگین آسمان کی چھت پر پہنچا دیا۔ بیگمات اور کنواری عورتیں باغ نو بہار اور صد ہزار نگار کی طرح آراستہ اور ان کی زلفوں کی بنفشہ نے ہر ایک کے کانوں میں غمازی سے یہ شعر پڑھا

اے نازنین ترک! تو دل کو بڑھانے والا اور چاند کی شکل والا ہے۔ تو یار دلربا مصاحب ہے اور عمدہ معشوق ہے۔ مثنا (۲) تیرے رخسار پر زلف اس طرح ہے جس طرح مشک چنبیلی پر ہو۔ تیرے عمدہ رخسار پر پسینہ اس طرح ہے جس طرح پھول پر شبنم کے قطرے (۳) پھول حسد کے ہاتھ سے پیراہن چاک کرتا ہے جب اس نے تیرے جسم پر زریں پیشواز کی زینت دیکھی (۴) جب سے تو نے سرخ کلاہ اپنے سرخ رنگ کے چہرہ کے اوپر (سر پر) رکھی ہے قمر کی کلاہ گر گئی

اس بہشت آثار بزم کی موافقت میں بارش کے قطروں کے موتی، سیاہ پوشین پوش بادلوں کے ہاروں سے گرتے تھے اور باد شمال کا پیراہن ماہ رخ حسینوں کی زلفوں کی طرح

Marfat.com

عنبر اور مشک چھڑکتا تھا۔ بارش کے قطروں نے عہدوں کی تجدید کے لئے "اللہ تعالیٰ کی رحمت کے آثار کو دیکھو کس طرح زندہ کرتا ہے زمین کو اس کے مرنے کے بعد" کے بستر، ٹیلوں اور وادیوں میں بچھا دئے۔ اور پرندوں نے، مختلف زبانوں میں "جس کو اللہ تعالیٰ ہدایت کرتا ہے اُسے کوئی گمراہ نہیں کرسکتا۔ اور جسے وہ گمراہ کرتا ہے اُسے کوئی ہدایت نہیں کرسکتا" کی نشانیوں سے گواہی دی۔ جہان میں شور و شر کے بعد، خوشی اور مسرت حاصل ہوئی! اور کالونچے ہار ٹوٹ جانے کے بعد پھر پروئے گئے۔

دین محمدی (اسلام) نے دولت احمدی (سلطنت احمد) سے تازگی اور سرسبزی ازسر نو حاصل کی۔ زمانہ کے سانس، سلطان کی دُعا کے پھیل جانے سے خوشبودار ہو گئے۔ اور زمانے کے خیمے اس کی تعریفوں کے طول دینے کی طنابوں سے باندھے گئے۔ منبروں کے تختے (عود) اس کے القاب فاخرہ کے ذکر سے شاخ گلبن کی طرح شگفتہ ہوگئے اور سکّہ کے چہرہ نے اس کے نام کے نقش کی خوشی "چہرہ ہے اپنے رب کی طرف دیکھنے والا" کی صفت حاصل کی۔

جب بادشاہ زادے آداب بجالانے اور شراب پینے سے فارغ ہوئے۔ تو باری باری ہر ایک نے خدمات کے رسومات سے آگے بڑھ کر ملاقات کی۔ سب سے پہلے سخاوت اور احسان کی بارش، دُور اور قریب کی تمناؤں کے کھیت پر برسائی۔ اور تمام لوگوں کو انعامات کثیر، خلعت ہائے فاخرہ اور عزّتیں عنایت کیں۔ اور مخلوق کو کامل احسانات اور اپنی مہربانیوں اور الطاف کے اقبالوں میں سے بڑا حصّہ عطا کیا ؎

وہ تخت پر کامیاب اور خوش بیٹھا۔ پُرانے خزانوں کے دروازے کھول دئے۔

ص۲۲۲ حکم دیا کہ نقد، زر، جواہرات، بالش (سکّہ کی قسم ہے) اور نئی پُرانی جڑاؤ اشیأ جو اپنے نیک بزرگوں اور آقا آباقا خان سے باقی رہے تھے اور برسوں قلعہ کے خزانہ اور دیگر اطراف میں مہیّا ہیں۔ بے آئیں اور بھائیوں، اولاد، چچاؤں، بیگمات، بہوؤں، بیٹیوں، بہنوں، دس ہزاری، ہزارہ، صدا اور دس تک کے امراء اور تمام لشکر میں تقسیم کردیں اور خزانوں سے سوائے اس ذکر جمیل اور اپنی دولت کی دعائے خیر کے کوئی ذخیرہ نہ چھوڑا ؎

(۱) تیرا ہاتھ جہان کا نفع ہوگیا، کیونکہ وہ ہاتھ۔ ایک کان ہے اور نہ صرف کان ہے۔ بلکہ کان کو لٹا دینے والا ہے (۲) تیری محبت دُنیا کی مصلحت ہوگئی کیونکہ وہ

محبت۔ جان ہے اور نہ صرف جان ہے بلکہ زندگی کو بڑھانے والی ہے۔
خاص و عام کا دل انعام کے دانہ سے کامیابی کے جال اور اپنے مقصد کی قید میں لایا۔
اس عطاء سخاوت اور خزانوں اور دفینوں کو حقیر سمجھنے سے اُس کی شاہانہ عنایات کے علامات اور نقوش زمانے کے دفاتر کے صفحوں پر نقش ہو گئے۔ اور اطراف ممالک میں احکام روانہ فرمائے جو سخاوت اور بخشش کے ہاتھ کے فراخ ہونے اور جور و ستم کے روکنے کی بشارت دینے والے تھے اور ارکان عدل کے بلند ہونے اور مہربانی کی بنیاد کے مضبوط ہونے پر مشتمل ہے۔
اور کار مملکت کو شروع کرنے سے پہلے۔ بغیر کسی کی یاد دہانی کے ایلچی بھیجا اور صاحب علاؤالدین کو۔ جو دنوں اور راتوں کے جال میں قید تھا اور بے پرواہ فلک کے تیروں سے زخمی تھا اور پریشان حال تھا اور اس کا کام کثرت نامرادی سے زمانہ کا مغلوب تھا دشمنوں کے فریبوں سے آزاد کیا۔ اور ظاہری اور معنوی قید (حساب توفیرات) سے اُسے باہر نکالا۔ اس کا ناراض بخت، صلح کرتا ہوا واپس آیا اور اقبال کا دشمن استقبال کرتے ہوئے کہتا تھا اور غنچہ کی طرح کھال میں ہنستا تھا۔ ؎

یہی وہ بات ہے امیدیں جس کے انتظار میں تھیں۔ چاہیئے کہ لوگ پوری کریں اللہ تعالیٰ کی نذریں جو انہوں نے مانی تھیں۔

ص۲۲۳ کسی وقت طبع نے ان ابیات کے خوب کہنے میں سخاوت کی تھی جو اس موقعہ سے مناسبت رکھتے ہیں ؎

(۱) میری بیحد تاریک رات پر صبح کے آثار ظاہر ہو گئے۔ میرے غم کے قفل نے صبح کے آغاز سے کُنجی پائی (۲) امید کی کھیتی لُطف کی شبنم سے کھل گئی مسرت کی شاخ کی ٹہنی پر ایک دفعہ پھر بادِ صبا چلی (۳) عُمر کی کشتی جو بحر فنا میں غرق ہو رہی تھی باد موافق ایسی آئی کہ کنارے کے نزدیک پہنچ گئی (۴) دشمنوں کا جادو اور مکر تمام مثال کے طور پر۔ ایک ہوا تھی جو کسی نے شیشہ کے پیٹ میں پھونک دی تھی ریتی سب کا نور ہو گئے) (۵) دل نے اگر ظلم کے کانٹے دیکھے تو خدا کا احسان ہے۔ کہ گلستانِ امید سے بھی ایک مُراد کا پھُول چُنا (۶) پیالے میں معطّر شراب ڈال اور یاد نہ کر۔ اگر میری دونوں آنکھوں سے خون کے قطرے ٹپکے (۷) آج میرے ہاتھ غم کو ختم کرنے والے جام کو رکھ دے۔ کیا ہوا اگر کل میرے دل نے حادثے کے

ہاتھوں تل چھٹ چکھی (۸) اگر آسمان نے عمداً دو تین دن کوتاہی کی۔ تو میرے
بخت نے آج تلافیٔ مافات کی اور اس سے بدلہ لیا (۹) اپنے عیش سے خوب لُطف اُٹھا
اور فکر کا مغز نہ جلا۔ کیونکہ زمانے میں مراد مندی کی بو کسی نے نہیں سُونگھی۔

"قریب ہے کہ جزا دیگا اللہ ان کو ان کے کاموں کی" کے حکم کے مطابق مجد الملک کو گرفتار کرکے اسی قید میں مقید کر دیا اور صاحبی کے مددگاروں کے سپرد کیا۔ زنجیروں کے وقت کینہ سے "اللہ قادر ہے اس پر کہ بھیجے تم پر عذاب" کا شور اُس کے کانوں میں بغیر کوشش کے ڈالا۔ اور لوہے کی زنجیر بے وفائی کی وجہ سے نہیں بلکہ عذر کے طور پر اُس کے پاؤں میں جو نہایت سزاوار تھی۔ اور دو شاخہ لکڑی نے از روئے ثقل اور خود بینی کی امید سے نہ کہ دل کی آرزو اور محبت کی راہ سے دونوں ہاتھ اس کی گردن میں کس کر ڈال دئے اور جس قدر میخ کو سرزنش کرتے (ٹھونکتے تھے) اُسی قدر وہ اور وصال زیادہ حاصل کرتی تھی اور کہتی تھی کہ "سر کو اس کے کام کے مطابق اور بار کو اس کے سر پر رکھونگی" آخر عمر تک اس سے (مسمار) دُور نہ ہوئی۔ اُس کے وجود کے اجزا پر "ایسی زنجیریں جن کی ماپ ستّر ہاتھ ہے" کی صورت ظاہر ہوئی۔ اپنے بُرے افعال اور غیر صاف اعمال کے ہاتھوں چند روز عذاب کی قید میں رہا۔

صـ ۲۲۴ صاحب علاؤالدین نے اپنی ذاتی خوشحالی کے کمال اور فطری عادت کی خوبی سے چاہا کہ اختیار کے زمانہ میں معافی کی خلعت، جو اعلیٰ خصلت اور بلندترین مرتبۂ فضیلت میں سے ہے۔ اُسے عطا کرے اور پاک نفس کے نتائج سے "قیس بن احنف" کے حلم کی کہانی کو منسوخ کر دے۔ تمام مخلصوں، خادموں اور مددگاروں نے ملامت کی زبان دراز کی۔ اور حقیقت درست تھی جو آخر مشاہدہ میں آئی اس دولت آشیان آستانے کی بڑی بڑی بخشائشوں اور احسانوں کے مقابلہ میں اس کے نفس کے جوہر کی خاصیت نے کس طرح ظہور پایا اور اُس حال میں حق اور مخلوق کی بال بھر رعایت نہ کی۔ آج جبکہ "بہت سے گڑھا کھودنے والے اس میں گر جاتے ہیں" کے گرد پھرتا ہے اور اپنے ہاتھ کے لگائے ہوئے درخت سے انتقاموں کا پھل توڑتا ہے۔ عقل سلیم کب روا رکھتی ہے کہ عادی حلم کی اجازت سے اُس مظلوم صورت، ظالم کو تو رہائی دیتا ہے۔ اور پھر ایک دنیا کو اُس کے جور اور ظلم کے ہاتھوں میں گرفتار کرتا ہے۔ حکما نے اجازت نہیں دی کہ دشمن کے قتل پر جلدی کریں۔ اور جب تک اُس کے فریب سے بچنے کا امکان اور دفع کی طاقت ہو اُس طریقہ کو لازم کرنا چاہئے اور چونکہ محقق لوگ جانتے ہیں کہ

Marfat.com

اگر اُسے دسترس اور طاقت ہو تو لامحالہ سوائے قلع قمع کرنے کے راضی نہ ہوگا۔ ضروری ہے کہ موقعہ کو ضائع نہ کرے اور روئے زمین اور دل کے میدان کو اُس کے ناپاک خیال اور بدنی کے ارادے سے پاک کرے اور چند روز جو عمر میں وسعت اور اجل میں تاخیر ہو اُسے شادمانی کی صبح سے ملائے اور زندگانی کی کشائشوں کا سرمایہ سمجھے ؎

پانی کا ایک گھونٹ دشمن کے (مرنے کے) بعد۔ ستر سال کی زندگی سے زیادہ خوشگوار ہوتا ہے۔

اور اس حالت میں بہت سے لوگ مغلوں اور مسلمانوں میں سے تلوار اور خنجر سے مسلح منتظر کھڑے تھے کہ کس وقت حکم ہوتا ہے (قتل کا) کہ اچانک صاحبی کے مددگار اُسے باہر لائے اور ایک ہی چشم زدن میں قربانی کے جانوروں کی طرح۔ کہ لوگ اس کے اعضاء اور اجزا کے ٹکڑے ٹکڑے کرنے اور چمڑے اور پٹھوں کے کھینچنے کے مشتاق ہوتے ہیں۔ عضو عضو ۲۲۵ عضو کر دیا۔ اور اس کے خون کو شراب کے خون کی طرح ایک دم پی گئے۔ اور اس کے اعصاب کو آگ پر بھونتے تھے اور کھاتے تھے۔ یقیناً چغلی کا سرانجام اور حسد کا نتیجہ ایسے صاحب کرم خاندان اور سخاوت کی جڑ کے ساتھ جو صاحبان نعمت ہوئے ہیں اسی طرح ہوا کرتا ہے۔

اس کے بعد اُس کے اعضا میں ہر عضو کو اطراف ممالک میں ہر طرف بھیج دیا۔ چونکہ شر کا سر بغداد میں نکالا تھا اور گالیاں دیتا تھا (اس لئے) اس کے سر کو وہاں (بغداد) بھیجدیا۔ حکایت بیان کی کہ ایک شخص نے سو دینار دئے اور اس کی زبان کو کاٹ لیا اور تبریز لے گیا اگر (مجد الملک) زبان کے سر کی حفاظت کرتا (چپ رہتا) تو انجام کار سر کا نقصان نہ کرتا (یوں نہ مارا جاتا) ؎

(۱) اگر تیری زبان رازدار ہوتی پھر تلوار کو تیرے سر پر کیا کام ہوتا (۲) اگر تیرا دل فضول کی جستجو نہ کرتا۔ تو پھر تیرے سر کی جگہ دار (سولی) پر کیوں ہوتی۔

اُس کے پاؤں شیراز بھیج دیئے۔ یعنے ابھی چغلی کا قدم وہاں نہیں رکھا ہے اور چونکہ زیادتی کی تھی اور بے ادبی کرنے میں ہاتھ کو پاؤں سے تمیز نہ کیا تھا ہاتھ بر رفتار قاصد ذکی جوانمردی سے عراق پہنچا دیئے۔

اسی حال کے متعلق بہاؤالدین جامی کا (شعر) ہے۔ ؎

وہ چاہتا تھا کہ آسمان تک ہاتھ پہنچائے (مرتبہ حاصل کرے) اُس کا ہاتھ نہ پہنچا

در رسائی نہ ہوئی) لیکن اس کا کٹا ہوا ہاتھ پہنچ گیا۔

صاحب علاؤ الدین کو "اے ایمان والو یاد کرو اللہ تعالٰی کی نعمت اور احسان کو جو تم پر کیا جب ایک قوم نے ارادہ کیا کہ تمہاری طرف اپنے ہاتھ بڑھائیں تو روک دئیے اللہ تعالٰی نے انکے ہاتھ اور خدا سے ڈرتے رہو اور مومنوں کو خدا ہی پر بھروسہ رکھنا چاہئیے" کے فرمان کے مطابق شکریہ کا حق اور حق تعالٰی کا شکریہ فرض ہو گیا اور یہ رباعی کہ صورت حال کو ظاہر کرتی ہے اہل زمانہ میں سے ایک نے بنائی۔ ؎

۲۲۶ (۱) تو دو تین دن کے لئے دفتر مکر کا سر دفتر ہو گیا ملک مال اور عزت کو ڈھونڈنے والا بنا (۲) تیرے اعضا میں سے ہر ایک کو ایک ولایت لے لیا۔ خلاصہ یہ کہ تو ایک ہفتہ میں جہانگیر ہو گیا۔

افسوس! آدمی زاد جو پانچ روزہ حقیر مال کو حاصل کرنے کے لئے اپنے نفس کو اُس جہان میں دوزخ کا ایندھن بناتا ہے اور اس جہان (دنیا) میں غیر حاصل چیز کے ورد میں مبتلا ہو کر بدنامی کا ذخیرہ اور ناکامی کا نتیجہ جمع کرتا ہے۔ ؎ (از مؤلف)

(۱) مَیں نے مانا کہ تو اس تک پہنچ گیا جس کو تُو طلب کرتا ہے۔ مَیں نے مانا کہ تُو اس طرح ہو گیا جیسا کہ ہونا چاہئیے (۲) جس نے کمال حاصل کیا اس کا انجام زوال نہیں ہوتا؟ جو کچھ چرخ مینائی نے دیا گیا پھر واپس نہیں لے لیا۔

(۱) وہ کب اس زمین پر سر نیچا کرتا ہے؟ ہر وہ شخص جو سرداری کا خیال رکھتا ہے (۲) وہ شخص جو سوائے دوست کے کچھ نہیں پہچانتا۔ اور سوائے یار کے کسی چیز کو شمار نہیں کرتا (۳) وہ اپنا نام درمیان سے مٹا دیتا ہے۔ اپنا مطلب زمانہ سے اُٹھا لیتا ہے۔

۲۲۷ شاہی حکم سے حکومتِ بغداد بدستور صاحب علاؤ الدین کے سپرد ہو گئی۔ اور قدیم سے زیادہ سلطان احمد نے اس کو تحائف دئیے اور خاص خلعت اور جھنڈا دیا اور زمانہ اپنے کئے سے معافی مانگی۔

ہر چند صاحب کے دل میں گوشہ نشینی کی نیت موجیں مارتی تھی اور نہ چاہتا تھا کہ پھر بڑے کام اور گہرے دریا (حکومت بغداد) میں غوطہ لگائے اور ظالم زمانہ کی جزا اور کمینہ شوم مرتبہ اور مال کی محبت کے بدلہ دینے کے لئے فراغت (گوشہ نشینی) کے زمانہ میں لذتوں کو بُر

جاننے اور راحتوں کو باطل سمجھنے میں پیش قدمی کرے۔ مگر وہ بادشاہ جو قریب تر زمانہ میں تخت سلطنت پر متمکن ہُوا ہو۔ بغیر سفارش کے ذرائع اور چاہنے والے کے اس قدر شاہانہ مہربانیاں اور خسروانہ رحمتیں مبذول کرے اور اُسے (علاؤ الدین) دو غِر قابیوں طعنوں اور ہلاکت سے رہا کرے اور مخالف خصم اور حاسد دشمن کو اس کی ہر چیز کے ساتھ، جو اس نے اُس سے لُوٹی اور چھینی ہو عرصۂ حکومت میں، حاصل کر کے اُس کے سپرد کرے، کس طرح اُسکی بات کو رد اور حکم کو روکنا عقل اور عرف کے مذہب میں رخصت یافتہ اور اجازت دیا ہُوا ہو سکتا ہے؟

ان وجوہات سے عہدہ کو گلے میں ڈالنے اور اُس کے ذمہ دار بننے سے اجتناب نہیں کر سکتا تھا اور خود رسم قدیم پُرانی علّت اور خُوگر عادت ہے کہ آدمی اس خاکدان (دُنیا) میں اور اس محل باد (دنیا) کا حاصل تکلیف کے وقت ایام دولت کو یاد کر کے طبیعت کو جوش دیتے ہیں اور خوشی کے دن غم کی رات کو بھُول جاتے ہیں۔ اور بیشک دُنیا کا کام جب سے دُنیا ہے۔ بے ثبات، بے قرار، جلد گذرنے والا اور ناپائدار رہا ہے۔

مردوں کی طرح کا اور ابراہیم ادہم کی صفت کا آدمی خوش ہے کہ اس بیوفا دُلہن (دُنیا) کو زفاف (پہلی رات جب دولہن اور دولہا اکٹھے ہوتے ہیں) کی پہلی رات میں ہی اطمینان سے نہ کہ منافقت سے تین طلاقیں چادر کے کونہ میں باندھ دیں اور آشیانۂ قناعت کے کونہ میں جو سکونِ قلب کا گنج خانہ ہے خوش اور آزاد بیٹھ گیا۔ اب قلم کا قدم عادت کے راستے سے پھر مقصود کے راہ راست پر رکھتے ہیں۔

سلطان (احمد) نے مہمات مُلکی کو درست کرنے اور مصالح سلطنت کو جاری کرنے کی طرف توجہ کی، نیابت کی راہ سوغونجاق نوئین کے سپرد کر دی، (نائب سلطنت بنایا) اور منصب ۶۸۲ھ صاحب دیوانی پر بدستور سابق صاحب علاؤ الدین کو مقرر فرمایا اور امورِ ممالک کے انتظام اور بند و بست کو اُس کی محکم رائے اور مضبوط فکر پر چھوڑ دیا یقیناً مُلک اور ملت کی رونق مقررہ حالت سے بڑھ گئی اور شہروں اور لوگوں کو اپنی کوششوں کی خوبی اور تدبیر کی برکت سے پُرامن اور آباد رکھا اور لوگوں کو فریدوں کے عدل کی کہانی بھُول گئی۔ اور دین محمدی (اسلام) کا باغ۔ عدل احمدی (سلطان احمد) کی نسیموں سے ہر روز شاداب اور تازہ ہوتا جاتا تھا۔ اور مسلمانوں کے قاعدہ کے مطابق یرلیغ کو فرمان اور ایلچی کو

رسول کہتے تھے۔

اور ایلخان (سلطان احمد) شراب پینے سے اعراض کرتا تھا اور کبھی کبھی شراب جو کی طرف توجّہ کرتا تھا۔

اور شیخ کمال الدین عبد الرحمٰن الرافعی کو سابقہ واقفیت کی وجہ سے انعامات عطا کئے اور اس نے قربت کا رُتبہ پایا۔ اور شیخ الاسلامی اور ممالک کے اوقاف، آبِ جیحوں سے حدودِ مصر تک کی تولیت اُس کے نظرِ اہتمام میں کر دی۔ اور حکم ہُوا کہ اوقاف کے تمام مال وقف کرنے والوں کی شرط کے مطابق نواب شیخ کمال الدین، ائمہ کبار اور علمائے نامدار کی واقفیت اور آگاہی کے لئے استحقاق کی جگہ تک پہنچادیں اور یہود اور نصاریٰ کے طبیبوں اور منجموں کی تنخواہیں روزینے اور وظیفے جو حکّام کے تعصّب سے اوقاف کے دفتر کے کاغذات میں ہمیشہ درج ہوتے تھے۔ ساقط کر کے مُلک کے مالیہ میں تبدیل کر دیئے۔ اور حاجیوں کے قافلوں کے سامان مہیّا کرنے اور بیت اللہ کے راستہ کی ضروریات کو ترتیب دینے میں پوری تاکید کے ساتھ احکام نافذ ہوئے۔ اور اس طرح مقرر ہو گیا کہ عزّت والے حرمین (مکّہ معظّمہ اور مدینہ منورہ) اللہ تعالےٰ اُن کے شرف کو زیادہ کرے۔ کے اوقاف کی آمدنی جمع کر کے ہر سال حاجیوں کی روانگی کے وقت بغداد بھیج دیں تاکہ صاحب علاؤالدین اس کو کعبہ کے خادموں اور عزّت والے گھر (بیت اللہ شریف) کے خزانچیوں تک پہنچادے اور بے نام بتوں کے مقامات، اور عبادتگاہوں اور نصاریٰ کے گرجوں کو اہل اسلام کی عبادتگاہیں اور مسجدیں بنادیں۔ اور ان مذہبی مہمّوں کے لئے حضرت کے مقربوں اور خواص میں سے ہر طرف ایک کو روانہ فرمایا اور اہل علم اور مُفتیوں کی خوشامد اور زاہد، متقی، مشائخ ۲۲۹ صوفیہ اور فقرا کی تعظیم ہزار گُنا بڑھ گئی اور شیخ کمال الدین عبد الرحمٰن رات دن کا ملازم ہو گیا (ہر وقت ساتھ رہنے لگا)

(شمس الدین) صاحب دیوان نے شروع ہونے کے آغاز اور دخل ہونے کی ابتداء میں بادشاہ کے حضور میں عرض کیا کہ ہر سال اسّی تومان سونا خواتین اور شہزادوں کے گروہ کی خوراک اور تحفہ لشکر کی رسد کی ضروریات پر خرچ ہوتا ہے اور اکثر رقم خواجہ فخر الدین ایداجی کے خاص کاموں پر لگ جاتی ہے اگر حکم ہو تو میں امسال اپنے خاص مال سے اس مہم کو پورا کروں۔ بادشاہ کو یہ بات پسند آئی اور شاہی فرمان نافذ ہو گیا کہ خواجہ فخر الدین ایداجی خوراک کے کام میں دخل نہ دے۔

Marfat.com

صاحبی کی ہمت نے اس سال خوراک کے ضروریات کو ضرورت کے مطابق جاری کیا اور بیان کیا کہ چالیس تومان زر سے زیادہ خرچ نہیں ہوا۔ اس حد تک کہ جو کچھ انہوں نے گڑبڑ کی ہے یا تو تلف ہوا ہے ۔ ۔ ۔ ۔ یا ان کی جاگیر بنی ہے اور صاحب (شمس الدین) کی نفرت کا باعث، خواجہ فخرالدین کے ساتھ، یہ تھا کہ سلطان احمد نے ابتدائے جلوس میں سابقہ خدمات اور قریبی تعلقات کی بنا پر جو بادشاہ کی خدمت میں حاصل تھے۔ حکم فرمایا کہ وہ صاحب دیوان بنے، کمال انصاف سے یہ عذر کیا کہ "میری تدبیر کا حلقہ تمام مصلحتوں پر احاطہ کرنے سے قاصر ہے اور آفتاب کے ہوتے ہوئے بیہودہ عورتوں کے (ٹمٹماتے ہوئے) چراغ سے روشنی حاصل کرنا دانائی کا تقاضا نہیں ہوگا۔ اگر بادشاہ مہربانی فرمائے تو اسی پرانی عادت اور مالوف شان سے، جس کے ساتھ میں اچھے آقا (آباقا خان) کی خدمت میں موسوم ہا ہوں کام کروں اور اوامر و نواہی کی تعمیل کے لئے کمر باندھوں"۔ سلطان نے اس کے عذر کو ترجیح دی اور آخر مطبخ شاہی کا کام، جو ہولناک بھنور اور بے کنارہ دریا تھا اس کی کفایت کے کمال کے سپرد کر دیا۔

مندرجہ بالا وجہ سے "صاحب" کے دل میں اس کے لئے تغیر پیدا ہو گیا اور سوائے اس تدبیر کے جو روح القدس کے رہنما کے لئے مناسب ہے، مطبخ شاہی کی ضروریات کو چلانے کے التزام سے اپنے خاص اموال سے صرف اس کے مقابلہ کے لئے کسی خیال نے منہ نہ دکھایا (صرف یہی تدبیر سوجھی)

اور ۶۹۲ھ میں کہ ان سطروں کے لکھنے والے کا اس طرف کے سفر کے ارادہ کا اتفاق ہوا اس فرد یگانہ (فخرالدین) کی خدمت میں سعادت حاصل کی طرح طرح کی مہربانیاں پائیں ایک مصور شخص اور بلند مراتب کے ایک عالم کی صورت میں ہمت کے تخت پر فرمانبردار نفس والا اس کی گفتگو جاری پانی کی طرح روح افزا اور لطف طبع شراب کے جوہر کی طرح خوشی بڑھانے والا اور نظم فارسی کی کاریگری اور ڈھالنے میں اس کی نظم میں چشمہ کے پانی سے زیادہ میٹھی اور لطافت کی پوشاک میں گل اور نسرین سے زیادہ خوبصورت ہے

(۱) ہاتھ کا سخی، دل کا عادل ایسا کہ اس کی قسمت میں بخل اور ظلم سے کوئی حصہ نہیں آیا ہاں مگر (۲) شراب کا پیالہ ساقی کو خالی دیتا ہے (یہ اس کا بخل ہے) اور قلم کا سر بغیر خطا کے تلوار سے کاٹ ڈالتا ہے (یہ اس کا ظلم ہے)

جس وقت کہ آنکھیں اس کے چہرہ سے روشن اور سُرمگین ہوئیں بغیر تعلق خدمت اور بغیر وسیلۂ معرفت کے جو بزرگتر مہربانیوں کی جاذب اور اختلاط اور انبساط کا باعث ہوتی ہیں۔ دلجوئی کی امداد پیچھے لگ گئی۔ اور طبیعت کی حرکت سے فضائل کے حاصل کرنے میں استعداد کے مطابق رغبت صادق اور میلان کامل ظاہر کیا اور اسوجہ سے کہ ہرگز مسافرت کی سواری اور وطن اور ہمسنوں کی جُدائی کی تکلیفوں اور دُشوار سفروں کے برداشت کرنے کا اتفاق نہیں ہُوا تھا کبھی کبھی سفر کے ایام کی درازی اور احباب اور وطن کی جُدائی کی تشویش سے اس بیت سے

”کس سے ہو مشغولیت نہ اپنے لوگ ہیں نہ وطن۔ نہ ہمنشین، نہ پیالہ اور نہ بال نہ بچّے بہانہ جوئی کرتا۔

جب ملاقات حاصل ہوتی تو وہ باوجود مشاغل کی کثرت اور موانع کے ہجوم کے لُطف طبع کی بساط کو فراخ بچھا دیتا اور اس کے ساتھ اچھی گفتگو، تعلّق خاطر کے اظہار، شعر خوانی اور ہم صحبتی سے جدائی کی وحشت ۱۲۳ زائل ہو جاتی۔ اور آرزؤں کے پُورا کرنے اور مہموںکو انجام دینے میں گفتار اور کردار سے مہربانی کرتا اور تکلیف اُٹھاتا اور چونکہ زبان ”وہ نہیں بولتا ہے“ کا عذر رکھتی تھی اُن اخلاق کی خوشبوؤں لُطف فرمائیوں کے مقابلہ میں یُں کہتا

اے (شخص) تُو جہان میں ”نادر“ ہے اور بندہ تیرے شہر کا ”مسافر“ ہے۔ ”غریب“ پروری کی۔ رسم تجھ سے عجیب کیونکر ہو سکتی ہے۔

اور جب اس کی دولتمندی کے میدان کی فراخی، جو اس کی بلند ہمّت اور سخاوت کے میدان کے لائق، مشاہدہ میں نہ آئی تو دل میں خیال گذرا کہ ایسا اللہ کی تائید یافتہ شخص جو تیس سال کے عرصہ تک گردوں غلام پادشاہوں کی خدمت میں نظر عنایت سے دیکھا جاتا رہا اور اُن کے بڑے بڑے کاموں کا ذمہ دار رہا اگر آفتاب کی طرح سونے اور دینار کے حاصل کرنے پر نظر رکھتا یا شگوفہ کی طرح چاندی کے سامان کی آرزو رکھتا تو جہان کے خزانے اسے حاصل ہوتے۔ مگر افسوس یہ توفیق یافتہ مرد، روشن رُوح عقلمند جس کے فکر کی آنکھ بصیرت کی روشنی کے سُرمہ سے روشن ہو کب اس رنگدار مٹّی (زر) سے بچّوں کی طرح مانوس بلکہ متوجہ ہوتا ہے اور اس جہان کی جاہ وحشمت اور فانی دنیا کے روپیہ پیسہ وغیرہ سے، ذکر باقی کا اکتساب کہ دوسری زندگی کی حقیقت جس کے سوا کچھ نہیں کیونکر اختیار نہ کرتا۔

اور اب بھی حال کی زبان بغیر گفتگو کی تکلیف کے ایک گواہ عدل کی ہے کہ طبعی سخاوت کے مشاہدے اور حقیقی کرم کے نتیجہ کے ذریعے سے مصاحبت کے تھوڑے عرصہ میں بعد اسکے کہ وہ اس آستانۂ غرور (دنیا) سے خوشی کی منزل (بہشت) میں پہنچ گیا اور اس کے ناز و نعمت اور عذاب کا کوئی نشان نہیں رہا۔ صرف کاغذ کے دو تختوں کے صفحوں پر قلم کے چلنے سے سیاہی کے لعاب کے قطروں کی مدد سے کس طرح مطالعہ کرنے والے اس کے ذکر جمیل کو اس عریضہ سے۔ ـــ ہ

صـ۲۳۲ یاد کسی جوان کی بعد اس کی موت کے اس کی زندگی ثانی ہے اور ضرورت اس کو اتنی ہے جو وہ کھاپی لے۔ اس سے زیادہ خوش زندگی کی تمنا محض شغل ہے

بٹھتے ہیں اس تمہید کو طول دینے سے مقصد یہ ہے کہ ایک روز اس علاقہ کے اہل فضل اور مشہور لوگوں کی ایک جماعت جو خدمت میں طواف کرنے والے اور محرم راز تھے مجلس اُنس میں حاضر ہوئے اور ایک لحظہ غیر کی قدرت کو بند رکھا۔ اس گفتگو کے درمیان جو ہو رہا تھا شمس الدین "اللہ اس پر اپنی رحمت کی بارش برسائے" کا ذکر جو اخبار کی پوشاک کا نقش اور کہانیوں کے ہاروں کا بڑا موتی ہے۔ آیا اس (کتاب) کے مصنف نے اس نفرت کے اسباب، جو صاحبی کے روشن دل کو اس (خواجہ فخرالدین) فرد وحید کے ساتھ حاصل تھی۔ اور پہلے اس کے متعلق اشارہ ہو چکا ہے۔ دریافت کئے اور تعجب کیا۔ سخت اور پختہ قسموں سے شک کا پردہ بصیرت کے سامنے سے اُٹھا دیا اور بیان کیا کہ "اس صاحب قران کی خدمت کے ساتھ خصومت کا کوئی داغ اور دشمنی کا کوئی عیب نہ تھا۔ مگر جس قدر میں محبت کے کعبہ کے گرد طواف کرتا تھا اور قبلۂ اخلاص کی طرف توجہ کرتا تھا۔ صاحبی کے دل کو زیادہ متنفر پاتا تھا اور نفرت اور تنگئ دل زیادہ مشاہدہ میں آتی تھی۔ اور باوجود اس کے کہ اس کی مہربانی اور اپنے حال کی اصلاح کو معذور ہو جانے کی گرہ میں پایا۔ اور عنایت، باہمی اُلفت، رعایت اور حلیف ہونے سے نا امید ہو گیا۔ میں اس کی دولت کا بدخواہ اور اس کے مرتبہ کا قصد کرنے والا نہ تھا اور رنجیدہ اور پس پشت مراسم خدمت اور مبالغۂ صفت میں کثرت کرتا تھا۔

اور دلیل اس پر مطبخ شاہی کے کام سے اجتناب کے زمانے میں جب مجھے معرض مؤاخذہ میں لایا تھا یہ دو تین بیت جو زیور فارسی میں حقیقۃً خلل سے خالی ہیں اور لطف طبع کے منبعے اس کے الفاظ سے جاری ہیں میں نے تصنیف کئے اور اس کی خدمت میں بھیجدئے

(۱) ہمیں ناامید نہ کر کیونکہ ناامید۔ تمام لوگوں کو ذلت کی آنکھ سے دیکھتا ہے
(۲) نہیں ڈرتا اور تمام چیزوں کو سوچتا نہیں۔ سوتا اور بہت خواب دیکھتا ہے
(۳) زیب دیتا ہے اگر مردِ عاقل فرصت کے وقت۔ دل کو رد کے اور عمل میں غور کرے۔

ان اشعار نے "صاحب" کے کانوں میں کوئی اثر نہ کیا اور یہ قطعہ (ذیل) عجیب ترکیب اور لطیف تمثیل کے ساتھ رحمت نامۂ آسمانی (قرآن کریم) کی آیت سے، جو مشتمل ہے لطیف دھمکیوں اور جرائم کے اعتراف پر۔ انشا کا ساقی ہوا اور انشاد (شعر پڑھنا) کا مرہون (قطعہ)

(۱) ۵۵ "لو تری" (ہم نے دیکھ لیا) مجرموں نے تیرے سامنے پڑھا۔ تیرے عفو کی ہمت نے اپنی عظمت کی وجہ سے (۲) از راہِ مہربانی آیت ۵۴ "ولکن" کو۔ نہیں پڑھا۔ کیا خوب رحیم اور کریم ہے۔ (۳) تعظیم کے لئے اور اس معنی کے خلاف۔ مَیں نے ایک نکتہ حاصل کیا جو دُرِّ یتیم کی طرح ہے۔ (۴) تو کریم ہے اور تو نے کریم کام کیا ہے۔ فی الواقعہ سیب دو ٹکڑے کیا گیا ہے (یعنی معاملہ برابر ہو گیا)

ص ۲۲۷ اس قدر عذروں کے سابقوں اور مقام استغفار میں قیام کرنے کے باوجود "صاحبی" کی نفرت کی گراہوں سے ایک معمولی سی گرہ بھی سست نہ ہوئی اور طرح سے ایک غلام کی تلافی کے فکر میں نہ ہوا۔ بلکہ دیگر اسباب کا مرہون ہو گیا۔

جب یہ حکایت ادا ہو چکی تو حاضرین میں سے جو حالات سے واقف تھے اس نے شہادت طلب کی ہر ایک نے ایک داستان موافق اس طریقہ کے اور مناسب اس طرز کے بیان کی۔

افسانہ اور باطل حکایتوں کے لکھنے اور احوال زمانہ کے طرح طرح کے عجائبات بیان کرنے کے بعد پھر اصل بات کی طرف آتے ہیں۔

سلطان احمد قواعد عدل اور انصاف کے پھیلانے اور ابواب ظلم اور تنگی کو بند کرنے میں بہت مبالغہ کرنے والا تھا۔ "صاحب دیوان" نے بیان کیا کہ "چونکہ مضبوط اعتقاد والا بادشاہ

---

۵۴ لیکن ازل سے یہ بات قرار پا چکی ہے کہ ہم جہنم کو جنوں اور انسانوں سے بھر دیں لہذا جو تم آج کی حضوری کو بھولے ہوئے تھے اس کا مزہ چکھو۔

۵۵ اے رسول اگر مجرموں کو دیکھو گے کہ روز حساب اپنا سر جھکائے اپنے خدا کے سامنے کھڑے ہیں اور کہتے ہیں کہ اے خدا ہم نے دیکھ لیا اور سن لیا تو ہم کو دنیا میں واپس کر دے کہ نیک کام کریں اب ہم کو قیامت کا یقین ہے ۱۲

اسلام کے جھنڈوں کو بلند کرنے اور دین محمدی، "اس کے صاحب پر سلام ہو" کے جاری کرنے کی نشانی کو شہرت دینے میں سچی رغبت اور صاف نیت رکھتا ہے۔ بلاد مصر اور شام کے بادشاہوں کے ساتھ موافقت کا اظہار اور صلح کا اعلان اختیار کرنا چاہئے تاکہ مخالفت کی تلوار دونوں طرفوں سے غلاف میں چلی جائے اور تاجروں اور مسافروں کے آنے جانے کا راہ بغیر تردد کے کھل جائے۔ اور تشویشوں کا مادہ اور جھگڑوں کی جڑیں ایک دم منقطع ہو جائیں اور جڑ سے اُکھڑ جائیں۔ اور اگر کسی مصیبت کو دُور کرنے کے لئے امداد کی ضرورت پڑے تو دین میں اتحاد اور مسلک یقین کو پکڑنے کے پُشت پناہی اور مددگاری میں کوشش کے قدم سے کوشاں ہوں۔ اور تابعداری اور اطاعت کی شرائط کی رعایت کریں اور اختلاط کی شہرت کے مشہور ہونے اور ایک دوسرے کے شریک ہونے کے ذکر کے پھیل جانے سے اہل اسلام کے دل مطیع اور نافرمان شہروں اور اطاعت کرنے والے اور سرکش علاقوں میں بادشاہ کی غلامی کی طرف "اللہ تعالےٰ زیادہ کرے اس کو محبت اور مسرت میں" مائل ہو جائیں۔

چونکہ یہ بات خالص مصلحت پر مشتمل اور مُلک و ملت کے بڑھنے اور رونق کا موجب تھی لہٰذا حکم نافذ ہوا اور شیخ کمال الدین عبدالرحمٰن کو ایلچی گری اور سفارت پر مقرر کیا۔ جو بشارت دے بادشاہ کے مذہب اسلام میں داخل ہونے اور خطۂ یقین کے راہ راست کے چلنے پر خوش ہونے کی اور ذکر کرے دو فریقوں کے درمیان ۶۸۳ھ اصلاح کرنے اور نفرت اور عیب کے طریقہ سے دوری کی آدمی بھیجے اور خط و کتابت کرنے کے بعد بڑے بڑے قاضی قطب الدین شیرازی اور اتابک پہلوان کو ایک خط بھیجا۔ (دیکھو صفحہ ۲ اصل کتاب کا)

جب ایلچیوں کے آنے جانے سے طرفین کے درمیان مطابقت کے راستے کھل گئے تو شاہزادے اور امرا سلطان کی بادشاہان مصر کے ساتھ موافقت اور اشتراک اور اُن کے درمیان دوستی کے شروع ہو جانے سے فکرمند اور پریشان ہوئے مسلمانوں اور اسلام کی قوت کے ظہور سے پیچ و تاب کھانے لگے۔

اور سلطان احمد کے جلوس کے وقت شاہزادہ ارغون نے دوسرے شاہزادوں کے ساتھ بڑے بھائی کے بادشاہ ہونے پر عہد و پیمان کیا تھا۔ اس کے بعد وہ سغورلوق سے چلا گیا امراء کے ایک گروہ کے بھڑکانے سے اُس کے دل میں تغیر کا غبار پیدا ہوا اور مخالفت کے علامات ظاہر ہوئے مقابلہ کے سامان کی تیاری کے فکر اور مخالفت کے ابواب میں مشغولی کے خیال میں بادشاہانہ تفکر

Marfat.com

کیا۔ طغاچار کو نقارہ اور علم دیا اور امیر تومان (دس ہزاری) کر دیا اور قراوناس (ترک قبیلہ) کا لشکر جو بن مانس صفت ہیں نہ کہ انسان۔ اور مغلوں کے اندر ان سے زیادہ نڈر کوئی نہیں ہوتا۔ اس کے اہتمام کے شمار میں آ گئے۔

اس کی نیت کے تغیر اور اعتقاد کے تبدیلی کی کہانی بادشاہ کی خدمت میں لوگوں نے عرض کی الیناق جو لشکر گرج کا سپہ سالار تھا اور شجاعت اور بہادری میں مشہور تھا۔ پیغام رسانی کے لئے مقرر ہوا اور امتحان کے لئے حکم اس (ارغون) کے حاضر کرنے کا نافذ ہوا۔

(الیناق) جب شاہزادہ (ارغون) کی خدمت میں پہنچا۔ شاہنشاہی مہربانی اور الطاف نے اس (الیناق) کے بیوفا اور گم گشتہ دل کو۔ جس سے ثابت رہنے کی امید کبریت احمر اور اکسیر اعظم کی طرح ناپید تھی۔ عزت دینے کے زیورات اور احسانات کے بارگراں سے مقید کر دیا (بے شمار عنایات سے اس کو اپنا ہم خیال بنا لیا) الیناق نے اللہ تعالےٰ کی بخششوں کی جسکے طوق سے مومن اور مشرک کی ہمت کی گردنیں طوق دار ہیں۔ قسم کھائی اور سچے دل اور اخلاص پر شاہزادہ کی موافقت اور غلامی میں مضبوط وعدوں کو حجت بنایا۔

اور جب (الیناق) تخت سلطنت کی خدمت میں واپس آیا۔ تو بادشاہ کے دربار کی طرف ارغون کے توجہ کے بارے میں ایسا غدر ۲۳۶ جو دلبر کی غمزہ سے بھی زیادہ بیمار تھا بیان کیا "صاحب دیوان" کو صلح کے ماجرے کی اطلاع دیدی تھی۔ اس کی تقریر کی پریشانی اور اس کی حرکات کے تزلزل سے موافقت کی نشانی پانی کی طرح صاف ظاہر ہو رہی تھی۔ اور خود ظاہری شکل اور صورت، باطنی کیفیتوں کی ترجمان ہوتی ہیں۔ اور زبان، رازوں کے احوال کو ظاہر کرنے والی ہوتی ہیں۔

صاحب نے بادشاہ کی خدمت میں مقدمات کی تمہید کے بعد عرض کر کے "سلطان کوچک" نام لڑکی کی شادی کر کے "الیناق" کو بورگ بنایا اور اس کی پرورش اور مہربانی اور اس کے عہدہ اور مرتبہ کو بلند کرنے کے لئے شاہی حکم نافذ ہو گیا۔

اس حسن تدبیر سے مخالفت کی جڑ کو اس (الیناق) کے سینہ سے اکھیڑ دیا اور نفرت کا مادہ اس حکیمانہ علاج سے روکا گیا۔

کچھ دنوں بعد شہزادہ ارغون نے "جوشی" کو سلطنت کے سرا پردہ میں بھیجا اس بات کی خبر دینے کے لئے کہ "مجد الملک" کی دارغگی اور حکومت ایلخان (آباقاخاں) کے غضب کے

Marfat.com

شعلوں کے بھڑکنے اور بخت کے ستارہ کے واپس ہونے کے وقت "صاحب دیوان" نے عہد و پیمان کیا تھا کہ وہ جو کچھ کہ ملکیت میں رکھتا ہے، نقد اور جنس، اراضی اور جاگیر سے سب پادشاہ کا ہے اور اشارے کے ساتھ بغیر تاخیر اور تردد کے سپرد کردیگا اب بارگاہ سلطنت سے یہ التماس ہے کہ اس کو "جوشی" کے ہمراہ اس جگہ بھیجے تاکہ وہ بات دریافت کرلی جائے اور وہ مصلحت فیصلہ تک پہنچادی جائے اور نیز اس (صاحب) نے چند سال تک ہمارے نیک باپ کے ملک میں تصرف کیا اور ہرگز کوئی حساب جو ممالکت کے جمع اور خرچ پر مشتمل ہو۔ پیش نہیں کیا۔ اس کا بھی جواب دے اور حساب پاک کرے۔

ان پیغامات کے بھیجنے کا سبب صرف مال کی طمع نہ تھا کیونکہ جس وقت آباقاخان کا واقعہ (وفات) مشہور ہوا اس طریقہ پر جو بیان کیا جاتا ہے اکثر گروہ گمان غالب کی وجہ سے کہتے تھے کہ صاحب دیوان نے اپنے بھائی (صاحب علاؤالدین) کی رہائی اور اس کو مدنظر رکھتے ہوئے کہ مجدالملک جب اس کام سے فارغ ہوگا تو اس (صاحب دیوان) کے حساب کو پاک کرنے میں مشغول ہوگا۔ بادشاہ کے بعض خواص اور مصاحبوں سے صلاح کی یہانتک کہ بادشاہ (آباقا) کو زہر قاتل پلا دیا ص۲۳۷ بادشاہ کے اور اس کے بھائی منگو تیمور کی وفات کو بھی چونکہ اس کے قریب زمانہ ہی میں واقع ہوئی تھی اسی روایت سے سند دار کر دیا۔

یہ غلطی شاہزادہ (ارغون) کے دل میں مضبوط ہوگئی تھی دوسرے اسباب وحشت کے ساتھ مل گئی۔ سلطان نے معلوم کرلیا کہ مقصود کی حقیقت کیا ہے؟ اور یہ التماس ایک زہر ہے گلاب میں ملا ہوا، خونریز تلوار ہے ریشمی کپڑے میں پوشیدہ، اور ناپسندیدہ صورت ہے دلکش لباسوں اور منقش پوشاکوں میں جلوہ دی ہوئی۔

(سلطان نے) اس کو یہ جواب دیا کہ "تمام ملکی اور مالی مہمات کے اصول صاحب دیوان کے زیر اہتمام اور ذمہ ہیں اگر وہ غیر حاضر ہو جائے تو ضروریات خلل اور بیکاری کے معرض میں جا پڑیں اور دیوان سلطنت میں ایسا شخص جو اس کے قائمقام ہو سکے اور امور کو جاری رکھ سکے کوئی نہیں اس کو کس طرح بھیجا جا سکتا ہے؟" قاصد اور پیغام کی طرف توجہ نہ کی اور سوالات اور باتوں پر اعتماد نہ فرمایا۔

جوشی بات ختم کر کے پورے جوش اور پیغام کی رنجیدگی کے ساتھ واپس ہوا یہ قاصد دور کردینا نفرت کا ضمیمہ ہوگیا، اور دشمنیاں پوشیدگی کی حد سے ظہور کے مقام تک

Marfat.com

پہنچ گئیں۔ ناموافقت کے باجہ پر مخالفت کے نغمہ کا سر بہت بلند ہو گیا بلکہ کام پردہ پوشی سے گذر گیا۔

ان حالات کے درمیان فضائل کا آسمان بلندی سے جُدا ہو گیا (صاحب علاؤ الدین مر گیا) اور زمانہ نے اپنی بخشش کی طرف رجوع کیا، جیسا کہ شاعر نے نظم کیا ہے۔ ؎

تمام زمانہ کا یکتا، صاحب دیوان، علاؤ الدولت والدین زمین اور زمان کا صاحب ۶۸۱ھ ہفتہ کی رات، چوتھی ذی الحجہ کی صبح کے وقت ارّان میں۔

دُنیا کے اس وحشت آباد سے جنّت سرائے عقبےٰ میں چلا گیا، اور بلند مراتب کے ایک جہان کو اپنے ساتھ خاک کے دل میں امانت رکھ دیا۔ صفحہ ۲۳۵ ع اے زمین تو کیا جانتی ہے کہ کس چیز کو تُو نے قبول کیا ہے؟

فضل کی آنکھ خالص خون کے آنسو روتی تھی اور زمانہ حسرت کے ناخن سے آرزو کا چہرہ چھیلتا تھا۔ ؎

(۱) دل ہجر سے آنکھوں کے خونباب میں غرق ہو گئے ہیں۔ جانیں مرغ بسمل کی طرح خون میں تڑپی ہیں (۲) تو جانتا ہے سبب کیا ہے؟ اور کیوں فریاد اور آہ کو۔ سبز آسمان کے طاق کی چوٹی پر لے گئے ہیں (۳) آسمانِ وزارت کا چودھویں کا چاند غروب ہو گیا۔ ایک سرو بلند مراتب کے باغ سے کاٹ لیا ہے

صاحب دیوان (شمس الدین) سوگ کی حالت میں بیٹھ گیا اور چہرے کی سرائے کے صحن کو خون آلود آنسوؤں کے سیلاب سے دھو دیا۔ کھانے کی عادت کے ساتھ نیند سے جُدا رہ گیا اور یہ مناسب تھا اور شمع کی طرح زرد چہرہ پر آنسو گراتا ہوا اور صبح کی مانند سرد آہ کے ساتھ کپڑے پھاڑتا ہوا یہ جان گداز بیت بار بار پڑھتا تھا ؎

"گویا میں اور وہ (علاؤ الدین) دو نو دو شمعیں تھے۔ ایک شمع گل ہو گئی اور دوسری جل رہی ہے"

چونکہ جنگ کی ترتیب اور لڑائی کے عزم کا وقت تھا نہ کہ سوگواری اور نوحہ خوانی کا موسم، سلطان نے اس کو خلعت خاص دے کر طرح طرح کے اقسام کے تحائف تسلی خاطر کے لئے مبذول فرمائے پھر امور کی تیاری، جوش مارنے والے مانعے کو روکنے، اور ایسے فتنہ کے موج زن سمندر کو تسکین دینے کی تدبیر میں جس نے آسمان کو زمین پر سے اُڑا دیا تھا۔

Marfat.com

ط ۲۳۹ مشغول ہو گیا۔ ارغون" نے اطراف میں فرمان بھیجا کہ صاحب علاؤالدین کی جائداد ایلچیوں اور نائبوں کو دے دیں اور اس کے وکیلوں کو بالکل مالیات کے وصول کرنے سے روک دیں۔ اور ہی مصلحت سے یولا تا موں کو عراق روانہ کیا۔ اور اس وجہ سے کہ وہ (ارغون) بذاتِ خود اس نواح میں تھا اور اہل عراق خوف رکھتے تھے۔ طاقت کے زور سے بعض کو اپنے قبضہ میں کر لیا اور اختلاف کے ذرائع اور دشمنوں کے وسائل نے حالات اور اسباب کے مطابق سلسلہ مار ہاتھ ملا یا ہاتھ ملانا کیسا ایک جہان کے کام کو درہم برہم کر دیا۔ کینہ کے پودے نے اپنی جڑ ثریٰ تک اور شاخ ثریا تک پہنچا دی۔ اور کئی دفعہ شاہزادوں کے اجتماع کے وقت حاضر کرنے کے لئے جشن میں ایلچی پے در پے اور جلدی جلدی آتے جاتے تھے وہ مگر سلامتی اور صلح کی راہ سے دوری بڑھتی گئی اور صرف لڑائی اور دشمنی کی راہ ہی پر چلے"۔

جب تقدیر کے صراف نے پرکھنے کی دوکان کے بازار میں فصلوں کی صرافی کے لئے "ورستِ مغربی" (سورج) کو میزانِ فلک (برج) پر جانچا اور زمانہ کے ترازو پر۔ ع "اور رات جب بڑھ جاتی ہے تو دن کمی میں بڑھ جاتا ہے" کا پلڑا جھک گیا۔ وکیل روزگار نے مانگے ہوئے سبز کپڑوں کو جو درختوں نے ربیع کے توشہ خانہ سے عاریتاً لئے تھے موسم کے نئے ہونے کے ہاتھ سے واپس لینے کا مطالبہ کیا۔ خزاں کے درزی نے گرد آلود بسیط خانہ (زمین) میں شاخوں کے پتوں سے سُرخ اور زرد کپڑے (پتے خزاں میں سُرخ اور زرد ہو جاتے ہیں) عروس چمن کے کندھوں سے گرا دیئے اور قوت نمو کی روح نبات (سبزی) کی لڑکیوں کی تربیت سے عاجز آ گئی۔ پیدا کرنے والی قوّت نے رانڈ خانہ کا رستہ لیا۔ ؎

باغ کی ماں بانجھ ہو گئی اور جننا چھوڑ دیا۔ وہ کیا کرے؟ قوّت نامیہ نامرد ہے اور طبیعت رانڈ ہے۔

اور سعد سلمان کا مبارک شعر وقت اور زمانے کے موافق نکلا۔ ؎

(۱) جب باغ بڈھا ہو گیا اس کا "راز" (گل) چھپ گیا۔ جب وہ جوان تھا (بہار تھی) اس کا راز (گل) ظاہر تھا (۲) ص ۲۴۰ ہاں جوان اور بوڑھے بھی اسی طرح ہوتے ہیں۔ یہ (جوان) اپنے راز کو ظاہر کرتا ہے اور وہ (پیر) چھپاتا ہے (۳) باغ میں گل، لالہ، اور سمن کی بجائے بے انتہا ترنج، نرگس اور نارنگیاں پیدا ہو گئیں (یہ خزاں میں ہوتی ہیں) (۴) اگر گل ارغوان باغ سے چلا گیا تو کچھ

Marfat.com

خوف نہیں۔ تو (شراب) ارغوانی طلب کیئے جا، گل ارغواں کی یاد میں۔

زمانے کا میزبان چلنے والی ہوا سے انگوروں کے پت جھڑ سے خزاں کے لشکر کے لئے از سرِ نو ایک باساز ساماں مہیّا کرتا تھا اور چہچہانے والے بلبل کی بانسری یہ نغمہ ؎

پتّوں کے گرانے والی کو (خزاں) ہر حال میں گرانا چاہئیے۔ پیالے میں جو کچھ کر
اس سے (راز قدح) طرب اور خوشی کا ساز و سامان ہے۔

گاتی تھی۔ باغبان صحن چمن میں درخت گل ارغوان اور سمن کے نیچے سے قیام کا سامان سایہ دار سرو کے قریب لے گیا۔

اور جب سبزہ اور گُل کی تازگی اور یاسمن اور سنبل کی شادابی اور طراوت کے دن راہ چلتے دوستوں کے عہد اور زنان حسین کے وصال کی مانند بے ثبات نظر آتے تھے ؎

تیرے وصال کی رات عجیب جلدی گذرنے والی تھی، شاید۔ تیری شب وصل
عہد شباب سے کوئی نسبت رکھتی تھی۔

عہد اور وفا کے شکریہ کا ذکر قوّت متخیلہ کے ورق پر لکھ کر قمریوں اور کبوتروں کے دلنواز گانے صلہ ۲۴۱ اور بلبلوں کے زمزمہ اور چہچہانے کے عوض دامن کوہ اور باغ کی مجلس میں کوّے کی آواز اور بیگانے کوّے کی کائیں کائیں رہ گئی۔ اور اہل زمانہ تعجب کی آنکھوں سے دیکھتے۔ اور زمانہ حال کی زبان طعنہ مارتی ہوئی کہتی تھی۔ کہ اے آسمان! کب تک حالات کی ان حالت کی تبدیلیوں سے، اور اے روزگار! کب تک اس بیحد گردش تلخ سے۔ ان دائمی حرکات سے تو کیا چاہتا ہے؟ اور ان تغیرات پر کیا بنیاد رکھتا ہے؟ ؎

(۱) کب تک اے آسمان جہان کے گرد پھرتا رہیگا۔ دن اور رات اِدھر اور اُدھر
پھرتا رہتا ہے (۲) تیرے دور میں مٹّی آدم بن گئی اور آدمی مٹّی ہو گئے۔ اور تو
اُسی طرح گردش کرتا ہے۔

نہ نو بہار کی نسیم اور باغوں کی نعمتیں، گرما کی زہریلی لُو سے محفوظ رہتی ہیں۔ اور نہ باغ کے برگ و بار حریف خزاں کے حملہ سے امان پاتے ہیں۔ اور نہ خواں کے خزانہ خانہ کی رنگدار ریشمی پوستین سرما کے صدمہ کی، لوٹ اور جھپٹ سے سلامت رہتی ہے۔ تیری جان پر فدا ہو جاؤں۔ آفرین ہے۔ ؎

برسات پرسوں تھی اور کل گرمی کا دن۔ آج خزاں ہے اور کل سردی ہوگی +

اس عرصہ میں جلالی[۵] بارہ مہینوں کے مجموعہ اور دہروں کی تاثیرات کی شرح کے لئے لوگوں کو مؤلف کی آتش کی تیزی والی طبع کے فارسی کے پانی (کلام پارسی) سے جو دشمنوں کے لئے آتش پارسی (بیماری) کی طرح جلانے والی ہے اور دوستوں کے لئے نسیم عراقی کی مانند ہے مؤلف کے ان اشعار کے موافق کرتا ہے۔ نظم

ص۲۴۲ (۱) فروردین سے جو اعتدال کا موسم ہے۔ جہان نئی دلہن کی مانند خوبصورت ہے (۲) اردی بہشت مہینہ کی تاثیر سے۔ جانوں کو راحت بہشت پہنچتی ہے (۳) ماہ خرداد نے ہمیں شادابی دی۔ نشو عالم کے کمال نے آباد کردیا ہے (۴) ماہ تیر میں خورشید کا اوج (سخت گرمی[۶]) ہوتا ہے۔ جس سے رخسار امید چمک جاتا ہے (۵) مرداد سے بیحد فریاد ہے باخوری کی۔ اپنے سایہ میں اچھی طرح حور کے ساتھ مقصد حاصل کر (۶) شہریور میں تجھے سہیل نظر آتا ہے معشوق کی پیشانی کی طرح چمکتا ہوا (۷) ماہ مہر میں خزاں کی نوبت آجاتی ہے۔ چلنے والی ہوا انگور بیل کے پتوں کو اڑائے جاتی ہے (۸) جب اچھی طرح ماہ آبان آجائے۔ تو ماہ تاباں جیسا معشوق تلاش کر (۹) آذر میں تجھے زمستان کا مژدہ ملیگا۔ حجرہ سے خلوت خانہ کی طرف انتقال کر ص۲۴۳ (۱) جب سرد ہوا اور ماہ دے کا وسط آئے۔ تو بھی شتا کا الٹا لفظ (آتش) اور پیالہ برابر طلب کر۔ (۲) جب ماہ بہمن میں زمین چاندی[۷] کی طرح ہوجائے تو شراب پیالہ میں اس طرح ہوتی ہے جیسے روح بدن میں (۳) اسفندار کے مہینہ میں پھر آگ پڑتی ہے۔ سردی کے لئے آگ اور شراب کے مثل کوئی دوسری چیز نہیں (۴) جب چوری[۸] کیا ہوا پنجہ آجائے تو بغیر جلدی کے اپنی عمر سے ایک دن عیش کرنے کے لئے چرالے۔

ارغون نے توجہ بغداد کا ارادہ مصمم فرمایا اور مدینۃ السلام (بغداد) کے نائبوں کو انتقام کی چاشنی چکھائی (انتقام لیا) موجودہ خزانہ لے لیا اور سالہائے گذشتہ کے بقایا کی علت میں رقم مقرر کرکے بے فکر ہوگیا۔ شیشی بخشی، یولاتامور اور طغاچار نے ضروریات کے مہیا کرنے اور ضروری امور کے حالات میں غور کرنے کے لئے کوشش کی۔ جب مال کے حاصل کرنے سے فارغ

---

۵ آذر۔ دے۔ بہمن۔ اسفندار۔ فروردین۔ اردی بہشت۔ خورداد۔ تیر۔ مرداد۔ شہریور۔ مہر اور آبان۔

۶ گرمی کے سخت سات دن ۷ برف باری سے ۸ تین سو ساٹھ سے اوپر کے پانچ دن ۱۲

Marfat.com

ہو گئے تو ۶۸۲ھ میں لشکر کے ساتھ بلاد مشرقی کا ارادہ ہوا۔ اس نیت سے کہ کسی طرح موروثی تختگاہ سلطنت کے دشمنوں کے قبضہ سے باہر کرے۔ اور دشمن کے بخت کی آنکھ کو خون سے پُر کرے۔ دن کو رات کے ساتھ ملاتا تھا۔ عنقریب اللہ تعالےٰ فتح دیگا یا اور کوئی بات اپنی طرف سے ظاہر کریگا۔"

چونکہ ملک گیری کا خیال بغیر لوگوں کی امداد اور موافقت مال کے محال نظر آتا تھا ان اسباب کے حاصل کرنے میں جو حصول مطلوب کی طرف پہنچادیتے ہیں ہمت کو مصروف کر دیا۔

ان امور کے اثناء میں امیر علی چنگین اور منشیوں کی ایک جماعت نے بعض امراء کے سکھانے سے شاہزادہ کی خدمت میں بیان کیا کہ "صاحب معظم وجیہ الدین زنگی فرمدی" ابن صاحب سعید عزالدین طاہر سے

۲۴۴ طاہر وہ پاک ذات ہے کہ اُس کے متعلق آسمان کہتا ہے "طاہر کا سینہ گوہر ہے اور پاک نسب والا ہے"

بلند مراتب ممالک اور بزرگیوں کے بغچہ کا مُنہ اور بلند مرتبہ اشخاص۔ بزرگوں اور بادشاہوں کے سر کا تاج تھا۔ اس کی شریف آبرو کی پاکیزگی، آسمان کی ترکیب کی طرح عیب سے محفوظ اور جس کے بلند مرتبہ کی بزرگی، چہرۂ آفتاب کی طرح تکلّف کی چھائیوں سے امن میں تھی اعمال خراسان اور اس کے مضافات کی حکومت کے عرصہ میں ہر سال کتنے ہی تومان اپنے خاص کاموں میں خرچ کئے اور طرح طرح کے جھوٹ اور سخت بہتان مکر کے زیور میں تنہائی میں ظاہر کئے۔

شہزادہ نے اس کے گرفتار کرنے اور قید کرنے کا حکم دیا۔ چونکہ پاک نسب، الاروشن خاندانی شرافت والا، پاک اصل والا، اور بلند مرتبہ والا ہر گز ذلت اور خست کے لئے راضی نہیں ہوتا اور مصیبتوں کی موجوں کے جوش مارنے اور مصیبت کی فوجوں کے سامنے آجانے کے وقت ذلت اور گھبراہٹ کے علامات اپنی طرف سے ظاہر نہیں کرتا۔ اور جب عیش کی کیچڑ میں منغص ہو گیا اور مصیبت کے راستہ پر مضطرب حال ہو گیا، تو صبر اور برداشت کے مضبوط دستہ پر مضبوطی کا ہاتھ مارتا ہے اور زمانے کی گردشوں کے تیروں کے لئے بچانے والی ثابت قدمی اور استقرار کی ڈھال سامنے کرتا ہے اور حیرانی اور پریشانی کی طرف جو پریشانی کا مادہ اور دوست اور دشمن کے تمسخر اور ملامت کا باعث ہوتی ہے، چھوڑ دیتا ہے۔

Marfat.com

خواجہ وجیہ الدین نے اس حادثہ کو روکنے میں، جو ناموافق زمانہ کا منصوبہ اور گردش کرنے والے آسمان کا کھیل تھا، فریاد اور طلب امداد کو دل میں راہ نہ دی اور بیگمات اور اُمراسے التجا نہ کی

(۱) جب نیاز کا کوتوال تیرے ہاتھ سے گم ہے۔ تو تکین، کا ڈر نہ کر اور ُطغان ٗ سے پناہ نہ مانگ ص۲۴۵ (۲) دل میں صراحی کی طرح گلے میں پھندا نہ ڈال۔ پیالہ کی طرح جسم پر کمر بند طلب نہ کر (۳) اگر درد دل زیادہ ہوجائے تپ بیقراری بڑھ جائے اِس کے لئے گُلقند نہ تلاش کر اس کے لئے انار دانہ نہ مانگ (برائے تپ قلب)

مگر سلطنت کے خیر خواہوں اور دربار کے پروردہ لوگوں نے عدم تواضع، عدم التجا، اور امداد طلبی کی کمی پر اُمرا سے مشفقانہ درخواستیں کیں اور وہ شیوہ صلح اور ملاپ میں مبالغہ کرتا تھا۔ انکی رعایت خاطر کے لئے "طغان قہستانی" کو ایک خط لکھا اور اس حسب مطلب قطعہ کو وارد کیا قطعہ

(۱) اے گردش فلک پیر میں کیونکر جوانی از سر نو حاصل کروں۔ میرا مشک (سیاہ بال) کافور (سفید) ہوگیا اور میرا ارغوان (سُرخ چہرہ) زرد (میتھی) ہوگیا (۲) میری آہ بادِ خزاں کی طرح سرد ہے، یہ عجیب نہیں۔ جب کہ ہماری عمر کی بہار کو تار یکی ایام (تیر مہینہ کا نام ہے) لے لیں (۳) ماہ مہر اور تیر مجھ پر سخت نامہربان ہوگئے۔ اے مسلمانو! فریاد ہے ماہِ مہر اور تیر کے ظلم سے (۴) میرا تیر کی طرح سیدھا قد چاچی کمان ہوگیا (اس لئے) میرا معشوق تیر کی طرح مجھے اپنے پاس سے دُور پھینک دیتا ہے (۵) آسمان نے مجھے رباب کی طرح حادثات سے گوشمالی دی۔ یقیناً چنگ کی طرح میری رگوں سے فریاد نکلتی ہے (۱) ص۲۴۶ جو کچھ میرے ساتھ آسمان نے کیا وہ اس نے بہت سوں کے ساتھ کیا۔ صبح کے وقت میں امیر تھا اور رات کو قیدی (۲) میں کل صاحب اعظم وجیہ الدین تھا۔ ملک کا حکمران اور شاہ ممالک کا وزیر تھا (۳) میں نے مصیبت کے دن کو دُور کرنے کے لئے خزانے رکھے تھے (زر) میرا رنج بڑھتا تھا اور زر میرا مددگار نہ تھا (۴) میری طرح کسی نے اوروں کے مال پر بھروسہ ہرگز نہیں کیا۔ میرا مال سانپ کی طرح ہوگیا اور میں سپیرے کی طرح (۵) میں عزیز مصر کی طرح تھا اب مٹی کی طرح ذلیل ہوگیا اگر تُو عقل رکھتا ہے تو مجھ سے اور گردش فلک سے نصیحت حاصل کر (۶) تُو نے دولت کے ذریعہ سے اونچا کیا اب مہربانی سے امداد کر۔ تجھے خدا تعالےٰ نے توفیق دی ہے گرے ہوؤں کا ہاتھ پکڑ (۷) یہ دیتی

Marfat.com

دُنیا ہے جس نے لشکروں والے بادشاہ سے تاج چھینا۔ یہ وہی آسمان ہے جس نے نوشیرواں سے تخت لے لیا۔

اُس (طوغان قہستانی) نے جواب میں یہ بیتیں لکھیں ؎

(۱) سالہا جمشید کا جام تیرے ہاتھ میں رہا۔ جب تُو نے نہ پہچانا تو کوئی کیا کرے (۲) تُو جیت گیا ہوتا اور تیرا داؤ آ گیا تھا۔ جب تُو بُری طرح ہار گیا تو کوئی کیا کرے

ھکذا (۱) تیرے پاس گوہر شب چراغ تھا۔ لیکن جب تُو نے خود پھینک دیا تو کوئی کیا کرے (۲) تیرا گھوڑا تیز تھا اور میدان تیرے ہاتھ تھا۔ جب تُو نے بُری طرح دوڑایا تو کوئی کیا کرے۔

خلاصہ یہ اس مطالبہ اور عتاب کے جواب میں کہتا تھا "بادشاہ حکم فرمائے۔ کہ اُمراء دربار کی موجودگی میں حساب کی واقفیت رکھنے والے منشی، میرے حسابوں کی جانچ اور تحصیل وصول کی پڑتال کریں۔ اگر کوئی چیز گڑ بڑ، رشوت یا غلطی میں ڈالنے والی اور اصول اموال کو معطّل کرنے کے طور پر جیسا کہ والیان اطراف کی عادت ہے، میری طرف عائد ہو تو ہر ایک دینار کے عوض ہزار دینار دُوں گا۔ وگرنہ بادشاہ کی رائے پر جو غیب کی صورتوں کے جمال کا آئینہ اور زمانے کے رازوں کے لشکروں کی محافظ ہے۔ ارباب غرض کی فریب کاری اور صحابِ طبع کی مکاری روشن ہو جائیگی اور جس طرح بے مثل شہنشاہی ہمّت تقاضا کرے ان کے ناپاک اعمال اور بدافعالیوں کی سزا کا حکم دے۔"

ہر چند دربار کے متعلّقین اور شاہزادہ کی سلطنت کے کارکُن، علم الیقین سے جانتے تھے کہ اگر دیوان کے عطارد کی رائے والے حساب دان، جو آزمائش کے قانون کے منشی اور امور تجربہ کے ناظر تھے۔ دنوں کی سفیدی (بیاض) اور راتوں کی سیاہی میں اذکار کے روز نامچہ کو نقل کرتے اور حسابات کی تحقیق، سرنامہ لکھنے حساب کو ملانے اور لکھنے میں مشغول رہتے تو ممکن نہ ہوتا کہ اس کے معاملات کے مقابلہ میں مجمل طور پر یا تفصیل وار کوئی حرف (غلطی) ظاہر ہوتا۔ محاسب عقل اس پر "نہیں جاری ہوتا" کا قلم چلائے۔ اور اس کی مضبوطی کے کمال اور ذکاوت کے مجموعہ کے میزان سے کوئی بقایا رقم طلب کرے۔

مگر ارغون، روپیہ چاہتا تھا نہ کہ جواب درست قانون کے مطابق۔ زر کے عوض قیمتی سخن کی قدر نہیں رکھتا تھا۔ اور موتیوں اور نادر یاقوتوں کا طالب۔ یواقیت المواقیت (نام کتاب)

Marfat.com

اور دمیتہ القصر (نام کتاب) کی حمائل کے موتیوں کو کیا کرتا۔

قوام الدین بخاری، بولو خان کے ساتھ ۶۴۸ھ شیراز سے بھاگ کر، "ارغوان" کی خدمت میں پہنچ گئے تھے اور مملکت شیراز کو شاہزادہ کی نظر میں رونق دی یہ برمحل بات ہوئی اِن کو (ارغون نے) تحائف کا حکم دیا اور قوام الدین بخاری کو شاہی عدالت میں محاسبی کا منصب عطا کیا۔ اِن اوقات کے مدارج کے درمیان اُمرا نے اس کو خواجہ وجیہ الدین کے پاس بھیجا۔ اس نے بیان کیا کہ ایلخان (ارغون) نے مال میں طمع مضبوط کرنی ہے اور شفقت اور مہربانی کا مادہ نہیں ہے منشیوں کا تقرر اور پرتال کے لئے ورغلانا ایک بہانہ ہے مراد اور مقصود تک پہنچنے کا۔ اچھی آبرو کی پاکیزگی اور شریف اصل کی حفاظت کے لئے یہ زیادہ مناسب ہے کہ اس روپیہ پر مصالحت کرلی جائے اور جوانمردی کو طلب کیا جائے اور خوشی کے معاملہ کے لئے "مال پھینک دے اور خوش رہو" پر کاربند ہونا۔ اور صاحب علاؤ الدین کی کہانی۔ کہ یہ مطالبہ نقدی کا ہے جو اُسی سونے پر نقش کیا گیا ہے۔ اور یہ پوشاک ہے جو اُسی تانے اور بانے سے بنی ہوئی۔ ایک تلچھٹ ہے اُسی شراب کے مٹکے سے۔ اور ایک قطرہ ہے اُسی سیلاب سے۔ پھر اس آفتاب کے پرتو والے دل کی یاد دلانی چاہئے۔

سفیروں کے اختلاف اور خیر خواہوں کی آمد و رفت کے بعد اس پر فیصلہ ہوا کہ پانچسو تومان خزانہ میں جمع کرے۔ تین سو تومان نقد اور دو سو تومان کے مویشی، غلّہ، قیمتی لباس اور سامان۔ صاحب وجیہ الدین کے معتبر نائبوں میں سے ایک نائب نے اسوقت نفس ردیّہ کے جوہر کو ظاہر کیا اور سانپ کی طرح چغلی کی زبان کو باہر نکال کر کہا کہ "اس (وجیہ الدین) نے ایک کتاب بہترین ذخیروں اور نفیس جوہروں کے ذکر پر مشتمل تھی اِن چند ایام میں اپنے ایک خاص آدمی کے ہمراہ طوس میں بھیجی کہ بطور امانت کے فلاں معتمد کے سپرد کردے۔ فوراً انہوں نے ایلچی کو اس ضروری کام کے لئے روانہ کردیا۔ مقررہ مقام پر ایلچی کی۔ اس پیغام کے پہنچانے والے اور اُٹھانے والے سے ملاقات ہوئی۔ اُس نے کتاب (فہرست) لے لی۔ اور فوراً واپس ہوا۔

جب خزانوں اور نقدی کے دفینوں کی کثرت کی اطلاع حاصل ہوئی تو اس قرارداد اور منظوری کے تقاضا سے کہ وہ دو سو تومان کے مویشی اور جنس دے۔ اعراض اور انکار فرمایا۔ مجبوراً پانچ سو تومان کی ادائیگی کا ۶۴۹ھ ذمہ دار ہوگیا۔ دیکھنے والوں نے بیان کیا کہ ایک دن میں تقریباً تین ہزار من خالص سونا وزن کیا گیا اور پرکھا گیا اور بقایا کیلئے جڑاؤ زیورات

Marfat.com

اور کپڑے، فیروزہ کوہ ہرات مرو کے خزانہ اور دیگر خزانوں سے نکالے اور حوالے کئے! د
جاگیروں کی آمدنی، ضروریاتِ مُلکی اور اخراجات میں خرچ ہوگئی۔ بغیر اس کے کہ اُن کے
ضائع ہونے پر اُس نے حسرت اور پریشانی کا اظہار کیا۔

آراستہ دُنیا کے بازار میں خوش ہے وہ بزرگ ہمّت جس نے سوائے قطع تعلق دُنیا کی پوستین کے
کچھ نہ خریدا اور زیادہ طلب کرنے کی نظر سے۔ کہ ع۔ آدمی کے لئے دنیا میں زیادتی، نقصان ہے،
اُس کے برومندی کے متاع کی طرف نہ دیکھا، اور دل اُس کے فانی مال پر نہ رکھا اور اپنی
نازنین جان پر اس کی محنت اور مشقت کے چاروں دروازے نہ کھولے" اور "دُنیا کی محبت
ہر گناہ کی جڑ ہے" کا دانہ سینہ کی زمین میں نہ بکھیرا اور "سونا لُوٹ لیتا ہے تیرے دین کو" کے
تعلق سے خوش ہو کر نہ رہا۔ تاہم اوّل مال کے حاصل کرنے کی دوڑ دھوپ اور فکر سے فارغ
ہوگیا اور آخر میں زوال کے افسوس اور پریشانی سے، جو مال کے وجود کے لئے لازمی ہے۔
رہائی پائی۔

"صاحب الدیوان شمس الدین" اس نقصان کے سُننے سے، جو کہ چہرۂ اقبال کے لئے فساد
کا خال تھا غمگین ہوا کیونکہ آپس کی رشتہ داری کی نسبت اور سمدھیانہ کا تعلق پختہ
ہوگیا تھا۔ اور باہمی مشارکت کے تعلق کے ذرائع گُتھ گئے تھے۔ اس حال میں ایلچی بھیجے
اور خطِ اشرف سے ایک تسلّی نامہ لکھا اور ظاہر کیا کہ وہ (شمس الدین) اس واقعہ میں اُس
(وجیہ الدین) کے ساتھ شرکت رکھتا ہے اور صبح و شام نیز اس جانگداز غم اور پریشان کام
میں اس کا شریک ہے۔ ع۔ درد کو وہ شخص جانتا ہے جو درد رکھتا ہے۔

جب شاہزادہ کی غرض اس مال سے حاصل ہوگئی تو اُسے (وجیہ الدین) خلعت دے کے
رہا کر دیا اور پھر زبردستی اعمال خراسان کی حکومت کی ذمّہ داری اس پر لازم ہوگئی۔

مغلوں کی طبیعت اور طینت میں یہ طریقہ نہایت بُرا ہے اور بے خردی سے موسوم ہے
کہ کبھی نواب اور وزیر صـ۲۵ اُن کے عذاب اور خطاب کے صدمہ سے سلامتی نہیں دیکھیں گے
اور پچاس سالہ حقوقِ خدمات کا انجام بدانجامی تک پہنچتا ہے اور اچھی خدمات کسی مفسد کے
برانگیختہ کرنے اور کسی حاسد کے سرزنش کرنے سے بالکل فراموش ہو جاتی ہیں۔ ع

بسم اللہ ایسا کھیل ہے پھر کون ہے جس کو رغبت ہو؟

آخر کار اللہ بزرگ اور بلند قناعت کے دروازوں کو۔ جو فراغتِ دنیا اور سعادت آخرت کا

Marfat.com

موجب ہیں سب لوگوں کے حال پر کھولے رکھے اور تمام لوگوں کی بصیرت کی آنکھ کو پروردگاری کی درگاہ کے معرفت کے سُرمہ سے سُرمگین بنائے۔ تاکہ ان ناپائدار دُنیوی آرائشوں کے سامنے ہمت کے سر کو نیچا نہ کریں اور اس بے نظام حقیر مال سے ہاتھ اُٹھالیں" اور اسی سے ہے توفیق اور ہدایت، سیدھی راہ کی طرف"

ذکر حادثہ قنغراتائی اور اس کی چال کی ابتداء سلطان کیساتھ

مختلف اسباب کے مہیا ہونے کی نسبت عالم ملک میں جذب کرلینے والے حادثات اور لازم ہو جانے والے شدائد غم کے ساتھ علاّم قدیم (خدا) کے علم کو معلوم اور قدیر، حکیم (خدا) کی حکمت کے مقدور میں ہوسکتی ہے۔ اور واقعہ کے وقوع اور حادثہ کے ظاہر ہو جانے کے بعد، عقلیں اور نفوس، تجربہ، قیاس، رہبری عقل، اندازہ کے آلہ اور حواس کے مطابق مشکلات کا حل، قضاو قدر کی دشواریوں کا انکشاف اور نفع و نقصان کے موجبات میں تمیز کرنا مقرر اور تصور کرتی ہیں۔

چونکہ سلطان احمد اسلام اور مسلمانوں کی رونق بڑھانے میں مبالغہ کرتا تھا شہزادوں اور امیروں کے عقائد اور رائیں تبدیل ہوتی جاتی تھیں شروع اور اس کے عذاب اور وبال کے خوف سے خفیہ ایک دوسرے کے ساتھ مشورہ کرتے تھے۔ ۶۸۱ھ کے ابتداء میں سلطان نے قنغراتائی کو ایک پورے لشکر کے ساتھ روم کی سرحد کو اور اس علاقہ کی نافرمانیوں کو دُور کرنے کے لئے بھیجا تھا۔ بداندیش شیطان نے اس کے دماغ کے گھونسلے میں وسواس کا انڈا رکھا۔ اور سلطنت کی دیوانگی نے اختیار اور نگہداشت کی باگ ذکاوت کے ہاتھ سے چھین لی۔ بعض امرا کے ساتھ وہ مخالفت پر متحد ہوگیا اور ایک مکر سوچ لیا کہ ناگہاں سلطان کو اُٹھادے اور خود سلطنت کی مسند پر بیٹھ جائے۔ اس ارادہ کو پورا کرنے اور اس مصلحت کو جاری کرنے کے لئے لشکر کی طرف متوجہ ہُوا اور منتظر اور کمربستہ تھا کہ کسی وقت جنگ کی کمان کھینچے اور مکر کی گھات کو کھولے۔

غرائب کے پیدا کرنے والے اور مرغوب چیزوں کے عطا کرنے والے" جس کی نعمتیں بزرگ ہیں" کی توفیق نے نہ چاہا کہ تاریکی نور پر غالب اور کُفر ایمان پر حاوی ہو۔ دائرہ اتفاق کے رازداروں اور دشمنی کی موافقت کے زمرہ میں سے ایک نے وفاداری کی وجہ سے

مفسدین کے گروہ کے فساد کے رازِ سربستہ کو بادشاہ کی خدمت میں کھول دیا اور حیلہ گری کی کیفیت، حقیقی بھائی کے قتل اور باہمی جنگ کے وقت کا راز کہدیا۔ تہمت زدہ گروہ۔ "ان میں سے کوئی ایسا بھی ہے جو بیہودہ سخن مانتا ہے" جو مبہم عقیدہ کو دولت اور ملت کے امور پر مارنا چاہتے تھے۔ کو گرفتار کر کے حاضر کیا۔ اور ان کو بڑے مواخذہ کے مقام میں سوال اور جواب بلکہ عقوبت اور عذاب کے مقام میں لایا۔ ہر ایک نے دلوں کے پوشیدہ رازوں اور بھیدوں کی پوشیدگیاں آشکارا کر کے کاتب (مصنف) کے کلام سے پڑھا۔ ۵

(۱) تیرا عدل، نفع اور نقصان کی جزا دیتا ہے۔ تیرا عفو، حقیقی ہے نہ کہ مجازی (غیر حقیقی) (۲) اگر سر کاٹ کر قدموں میں گرا دے تو وہ اس کی جگہ ہے! اور اگر تو معاف کردے تو یہ بندہ نوازی ہوگی۔

انہوں نے اختلاف کے راستوں کی بے راہی اور تنگ کرنے اور گناہ کے اکتساب کا اعتراف کیا (سلطان نے) جب غداری اور خیانت کے دلائل اپنے بھائی کے اوپر۔ جسے سختی اور نرمی کے وقت اور حکومت م۲۵۲ اور دبدبہ کے زمانہ میں پُشت پناہ اور امداد کی گٹھڑی کا مُنہ جانتا تھا۔ درست پائے تو حکم دیا یہانتک کہ اس کی کمر کو دلبرانِ پُشت (نام شہر) کے زُلفوں کے مُنہ کی طرح توڑ دیا اور شادی اقتاچی، اور امرائے بزرگ کی تمام جماعت جنہوں نے اس راہ میں رہبری اور اس کام میں امداد کی تھی۔ وہ انتقام کی تلوار سے خوار ہوئے۔

اس حال کے ظاہر ہونے اور اس فعل بد کے معلوم ہو جانے کے بعد سلطان کا اعتماد کا مواد مغلوں کی طرف سے کُلی طور پر منقطع ہو گیا اور ہلاک کرنے والی چیزوں اور باقی امرائے بچاؤ اور حفاظت ایک سے ہزار گنا ہو گئی۔

اور تعجب ہے کہ یہی حال حقیقت میں امراء مغول کے غدر اور مکر کے طریقہ کا سبب اور مکر و فریب کی روش کا باعث اور اُن کے زوال اور عقوبت کا موجب ہو گیا۔ اس کے بعد برسوں یہ ضرب المثل۔ ع۔ قوم پڑگئی اونٹ کے مشیمہ میں" "قائم ہوگئی" اور پھیل گیا ان کے درمیان شہرہ حال کی صورت ہو گئی۔ جیسا کہ تمام خانوں (بادشاہوں) کے جلوس کے دوران اور طاری ہونے والے احوال کے اثبات کے اثناء میں غور کرنے والوں کو معلوم

سلے نر اونٹ میں مشیمہ (وہ جھلی جس میں وقت پیدائش بچہ لپٹا ہوا ہوتا ہے) نہیں ہوتا۔

ہوتا ہے +

شہزادہ ارغون کی سلطان احمد کیسا اظہار بدی اور جنگ

بے شل خدا کی تائید کی برکت اور توفیق خداوندی کا ورغلانے والا اور "ارغون" کی گردن فرسا ہمت کا تقاضا کرنے والا اجازت نہ دیتا تھا کہ وہ (ارغون) ایک لحظہ مقصود تک پہنچ جانے کے راستہ میں طلب اور اجتہاد سے غافل ہوتا۔ بزرگ منش، عالی پرواز باز، جس کا نشیمن بلند پہاڑوں کی چوٹیوں کے اوپر اور مضبوط پتھروں کے قلعہ کے قبہ پر زیب دیتا ہے + وہ کب ویرانہ نشین چغد کے گھر میں ہمت کا سر نیچا کرتا ہے ؟۔ اور غضبناک شیر، جن کے شکار کے پس خوردہ کا شیر کے بچوں اور اُن کے امثال کے لئے جائے طمع اور مدنظر بننا مناسب ہو۔ وہ کس طرح بھیڑیوں اور کتوں کے پس خوردہ ۲۵۳ اپنی چاشت (غذائے صبح) کا سامان کریں +

مُلک کی بیگم (یعنی ملک) کی صورت اور خیال اس کے دل کے محاذ سے دُور نہ ہوتا تھا اور اسی نامی آرزو میں شام کی سیاہی کو صبح کی سفیدی تک پہنچاتا تھا۔ (رات سے دن کرتا تھا) تہامی کے قول کے مطابق۔ ے

مَیں خُوش ہوتا ہوں معشوقہ کے وصل کی تمنا سے از روئے نشاط و شوق اور
بہت سی آرزوئیں ہوتی ہیں جو زیادہ شیریں ہوتی ہیں کامیابی وصال سے +

جب موروثی سلطنت اور متوقع بادشاہت سے خراسان کو قیمت کی سبیل سے نہ لیا تو بہانہ کے طور پر ایلچی بھیجا اور تومانات عراق اور شیراز جو اکثر خاص جاگیروں سے خصوصیت رکھتا تھا کی التماس اور سوال درمیان میں ڈال دیا اور اس بیت کے اشارے کی اُنگلی۔ ے

عنقریب لیلٰے کو معلوم ہو جائیگا کہ کونسا قرض اس نے لیا ہے اور کونسا قرض
خواہ تقاضا کے وقت اس کا قرضخواہ ہے۔ (میں ہی عاشق ہوں)

سے دھوکہ کا سرپوش غرض کے تھال پر سے اُٹھا دیا۔ خلاصہ یہ کہ چونکہ نیک باپ کا تخت سلطنت استحقاق اور رائے عامہ کی رو سے سُلطانی تکیہ گاہ اور مسند کے لئے مناسب ہے تو ضروری ہے ہمیں بھی ایک علاقہ چاہیئے تاکہ لشکر کی رسد۔ جو خیال میں ہے۔ وہاں تیار کی جائے۔ اب التماس کے مقابلہ میں اگر قبولیت کے آثار مشاہدہ میں آئیں۔ اور جو کچھ کہ

Marfat.com

سرکاری جاگیروں سے تعلق رکھتا ہے عنایت ہو جائے تو البتہ بڑے اور چھوٹے بھائی کے ہمراہی اور پیروی کا طریقہ چلتا رہیگا اور دوستی اور موافقت کا گھاٹ جاری رہیگا۔ ورنہ اگر اس درخواست کے پورا کرنے سے انکار اور غفلت کی جائیگی تو جنگ کے لئے تیاری کر اور صلح اور نرمی کو ترک کر کیونکہ آج کے بعد تخت ولایت حاشیہ ۲۵۴ اور تاج سلطنت کے عوض۔ ص

میرا تخت زین ہوگی اور تاج، خود ہوگا۔ قبا، زرہ اور دل موت کے لئے تیار ہوگا

سلطان نے جب یہ سخت پیغام اور درخواست، جو وحشت کا باعث تھی معلوم کی کہا ص

اور میرے پاس جواب ہے اگر میں چاہوں تو کہدوں۔ اور اگر میں کہوں تو صلح

کے لئے کوئی جگہ نہیں رہیگی۔

ایک جواب اسی گول مول طریقے سے اختصار کے طور پر فرمایا کہ "اس کی مقررہ منزل اور مالوف ملک خراسان کے میدان ہیں اور ہم نے از روئے شفقت اور اہتمام کے اس کے حال پر مقرر کئے ہیں۔ اور اگر وہ خواہش رکھتا ہے کہ ہم ایک اور علاقہ، اطراف میں سے اُس پر اضافہ کریں تو وہ جشن میں حاضر ہو تاکہ جس طرح روشن رائے ع۔ ایک ذرہ اُس کے نور کی بدولت آفتاب ہے + درست دیکھے، خواہشات کے درخت کو سونگھنے اور آراء کے چقماق سے آگ نکالنے کے بعد مہربانی اور عنایت سے دریغ نہ کرینگے اور اگر گمراہی کی راہ کو طے کریگا اور اطاعت کا نقش یک دلی کی تختی سے بالکل دھو ڈالیگا تو ہم حکم دینگے کہ ایک موج سمندر کی یعنے ایک فوج فتحیاب لشکر میں سے جن کے ارادوں کی عنان کش ابدی نصرت اور اُن کی ہدایت کی پیشرو سعادت کلی ہے۔ اُدھر آئیں اور ارغون کو اس لشکر کے ساتھ جنکے وجود سے وہ غرور میں ہے۔ پکڑتے اور دھکیلتے ہوئے ہمارے کیوان رفعت پایہ تخت میں لے آئیں اور میں بڑھاؤنگا تیرے رنج کو اور بھگاؤنگا تیرے غصہ کو" کی شکل کو حاشیہ ۲۵۵ ظاہر کرے اس لطیف جواب اور سخت دھمکی کے ساتھ، ایلچی کو واپس کیا اور صلاح اور اصلاح کی امید دامن کی مانند محو ہوگئی۔ اور کام کی تلافی آستین کی طرح اختیار سے باہر ہوگئی۔

سلطان نے پہلے ۶۸۲ھ کے آخر میں اُمراء قراؤناس کی باز پرس کا حکم دیا اور بغداد میں ایلچی بھیجا اور شہزادہ ارغون کے اُمراء اور نوابوں، طغاچار، جاغر، طولادای، انجی اباے پسر سنتائے نوئین جوشی اور جنغاتو کو مشکیں کسے ہوئے اور مختلف قسموں کی مصیبتوں میں محصور کر دیا۔ اور عاشقوں کے دل کی مانند قید میں ڈال دیا۔

اور اس اثناء میں "کیخاتو اغول" نے تماجی اقتاجی اور تھوڑی سی فوج کے ساتھ دغاباز فلک اور حریف زمانۂ بے وفا کے خوف سے اِقامت کے مہروں کو اُٹھا لیا اور بھاگ گئے۔ اور رات دن کے دونوں پانسوں اور قمار باز روزگار کے زخم سے خراسان کی طویل راہ اختیار کی۔ اور حکم شاہی سے جونغر ایلچی کو اتابک یوسف شاہ لُر کے پاس بھیج دیا۔ تاکہ وہ پورے لشکر سے تیار اور آمادہ ہو کر اُن حدود کی حفاظت کرے اور فراہمی لشکر کے وقت اور امداد کے موقعہ پر فتحمند لشکر اپنی جگہ سے حرکت میں آئے۔ اور صاحب دیوان رات دن لشکر کی ضروریات کو دُور اور نزدیک، ترک اور تاجیک سے مہیّا کرنے میں مشغول ہو گیا۔ اور آفتاب صفت، رائے کی درستی سے دُور اور نزدیک والوں کو مطیع اور معتقد بنا کر آلات حرب کی تیاری اور ہتھیار کے اسباب کو ترتیب دیتا تھا۔ پس لشکر کی روانگی کا حکم نافذ ہو گیا۔ ارباب جنگ، جلدی میں تھے ہر ایک شخص نے اپنی جگہ سے لڑائی کے سامان کو تیار کرنے کا انتظام کیا۔ اور مقدمہ میں ہلاجو شاہزادہ، باسار اغول اور الیناق، جس کا نام رکھا گیا تھا لشکر منصور کی رہنمائی اور سپہ سالاری سے موسوم اور صف شکنی میں مشہور تھا اور جمہور کی بہترین پُشت پناہ تھا۔ ارغسون، تکتا، نارین احمد اور اشغان کے ساتھ آہستہ آہستہ خراسان کی طرف متوجہ ہوئے۔ جیسا کہ میں نے (مصنف) ان کی تعریف میں کہا ہے۔ ؎

(۱) ۲۵۶ ترک جو شیر کی طرح لڑائی میں غُرّاتے ہیں۔ صلح میں نرمی اور تواضع کی کوشش کرتے ہیں (۲) کبھی جنگ کی صف میں خنجر کی طرح زہر ہیں کبھی مجلس کے ہاتھ میں ساغر کی مانند امرت ہیں۔

اُدھر شہزادہ ارغون جب ایلچی کے واپس ہونے سے سلطان کے دل کے مضمون سے واقف ہُوا اور کیخاتو کے پیچھے بھاگ کر، مددگاروں کی پکڑ دھکڑ کی خبر پہنچی۔ جان لیا کہ پانی سر سے جس طرح کہ۔ ع۔ کام لب خشک اور دیدۂ تر سے گذر گیا۔ جنگ وجدال کے سامان کے مکمل کرنے، اور آلات جنگ کے حاصل کرنے، لشکر کی ضروریات مہیا کرنے اور ہر امیر اور صف شکن کی پرورش کرنے سے فارغ ہو گیا تو قرا و ناس کے بعض سپہ سالاروں نے عرض کیا کہ اگر ہم مقدمہ لشکر بنائے جائیں تو عہد کرتے ہیں کہ "یہ ایک تومان لشکر دس تومان کا مقابلہ کریں گے"۔

چونکہ ان کے تمام لوگ حاضر نہ تھے باقیوں کو مکانوں اور منزلوں سے حاضر کرنے کیلئے ایلچی روانہ کئے کہ بغیر تاخیر اور انکار کے ہر ایک شخص مقام معلوم سے جھنڈوں کے پیچھے، فتح

Marfat.com

اور نصرت کی طرح جلدی کرے۔ کیونکہ زمانہ توقف اور انتظار کو برداشت نہیں کرتا۔ پس یولاتامور، جورغدای اور بولوغان کو ملازم رکھ کر ایک ہزار خاص فوجیوں کے ساتھ بطریق مقدمہ کے پہلے روانہ کر دیا اور خود نجومیوں کے کہنے کے مطابق صفر ۶۸۳ھ کی یکم کو جو مخالف سلطنت کی عمر کا آخر ماہ تھا، اماکاجی، نقای یارغوجی، تاوتای۔ قازون پسر قتلغ بوقا بائیمش قوشچی۔ سرطاق، آلغو، اولادلے، قدرخان ۲۵۷ اغمان امراء اور چار ہزار سوار جنگجوؤں کی مقدار کے ساتھ حرکت کی۔

جب گھوڑوں کے متواتر سفر کرنے سے نواحی دامغان، اُن کی آنکھوں کی شعاعوں کی جائے نزول ہو گیا۔ تو خبر لائے کہ "الیناق" ولایت رے کی طرف چلا گیا اور مکانات، باشندے اور اسباب جلا دئے، قتل کر ڈالے اور چلا گیا۔ اور "سرائے لار" کو کہ ارغون کی جاگیر تھی ویران کر دیا پس تمام مال و اسباب کو لوٹ کر آذربیجان بھیج دیا۔ اور وہ (الیناق) اس دلیری سے فارغ دل اور آزاد ہے (اس خبر نے) ارغون کے غصہ کی آگ کو سودا کی نے میں لگا دیا، غصہ بڑھ گیا، زخم خوردہ شیر کی طرح اضطراب میں آکر قسم اُٹھائی کہ اس ظلم (نقصان) کے بدلہ میں گھوڑوں کو آرام نہ دُونگا۔ جب تک کہ بغیر رحم کے گزند پہنچانیوالی اور کینہ کش تلوار کے زخم سے سرائے کی، بادی کی سزا اس کے زمانے کی بغل میں نہ رکھونگا۔

وہاں سے لشکر کے پہنچنے کا انتظار نہ کرکے رات کو رات اور دن کو دن نہ سمجھا اور دو منزلوں کو ایک منزل میں طے کرتا تھا یہانتک کہ صحراءِ آق خواجہ میں دونوں لشکروں کی ملاقات اور فریقین کا مقابلہ ہو گیا۔ دونوں طرفیں لڑائی کی طرف متوجہ ہوئیں۔ جس وقت کہ خود (خود) کی گردش سے۔ ٥

سُورج نے سنہری تلوار نکالی اور چاند کو نقرئی ڈھال کی طرح چھپا دیا۔

لڑائی کی صف آراستہ ہو گئی۔

ارغوں کی طرف سے یولاتامور اور اماکاجی میمنہ میں تھے، بولوغان میسرہ میں۔ اور تاوتائے قلب میں اس کے مرکز اقبال کی طرح قائم تھا۔ اور سلطان کی طرف سے ہولاجو شاہزادہ قلب میں مقیم تھا اور یاسار اغول میسرہ کا محافظ تھا، اور الیناق لشکر کا سپہ سالار اور فتح کا پیرو کار میمنہ میں کھڑا ہُوا تھا۔ کہ ناگاہ بہادروں کے دل جوش میں آئے۔ اور دونو طرف سے سوار جولانی میں آئے، مجلس بزم کے لئے جنگ کا نغمہ تیز ہو گیا۔ نیزوں کی مضراب شرائین (رگوں کے)

تاروں کو پردہ عجازی (نغمہ) میں شور میں لاتی تھی۔ اور خنجروں اور تلواروں کی چا کا چاک آہستہ ۲۵۷ اور زور سے اصول ضرب (تال کے اصول) دکھاتی تھی۔ اور ڈھول (نقارہ) کی آواز پر عمدہ نسل کے (یالدار) گھوڑے ؛ جو تیز دوڑنے والی گھوڑیاں اور چنگاریاں نکالنے والی ہیں اپنے سُموں سے" کی صفت رکھتے تھے ناچنے لگے۔ قضا کے ساقی، سُرخ پیالوں (کھوپریوں) میں ہلاکت کے ذائقہ والی قاتل شراب کو ناپتے تھے، تلواروں کے پانی کے دانت والے حریف شاہ رگ کے خون سے چہرہ کو سُرخ کرتے تھے۔ اور جیسا کہ فردوسی نے کہا ہے ہر گوشہ سے ایک دلاور اور ہر ایک طرف کمان والا جنگ کے صحراء میں ؎

(۱) ایک کمان کو ظلم سے کھینچتا تھا۔ تو کہیگا کہ خورشید رخصت ہو گیا (۲) کیمخت کی کابک (ترکش) کا مُنہ کھول دیا۔ اس میں جس قدر مرغ (تیر) تھے اُڑگئے (۳) آسمان تیز پَر زنبوروں (تیر) سے بھر گیا۔ جو نیزے کے جسم والے اور آہنی نشتر والے تھے (۴) پہلوانوں میں سے جو بھی وہاں سے گذرا۔ اسکا خیال اس فراخ دشت میں اس طرح تھا (۵) گدھ اور عقاب دوڑ گئے۔ اور ایکدوسرے کے پروں سے پَر ملادئے (اُڑ گئے)

جب کمان کے بادل نے تیروں کی بارش کی تو عجب نہیں اگر سبزہ زار سے گُل اور لالہ کے خنجر کھل گئے۔ ؎

تیروں کی فولاد اور عقاب (تیر) کے پروں سے۔ آفتاب نے تیروں کے آگے ڈھال بنائی تھی ارغون، سیاوش (پسر کیکاؤس) کی شکل والا اور تہمتن (رستم) کے بدن والا۔ اُونٹ کے قد والا جس کی چستی سے آسمان کا خوش خرام گھوڑا عاجزی کی پچھاڑی سے بندھا ہوا نظر آتا تھا۔ ؎ وہ ایسا جہان نورد تھا کہ اگر آج تو اُسے حرکت میں لائے۔ تو تجھے ایسے جہان میں پہنچاوے جس میں فردا ہے۔

سوار تھا۔ ع گویا کہ اس کی زین پر چاند یا شیر ہے اور میدان کے دورہ کرنے کی جگہ میں ہنگم کی باری تھی یہ ہزار آنکھوں والا آسمان اس نیزہ گذاری، میدان داری اور خنجر گذاری پر اخلاص سے آیت وَاِن یَکَادُ (دفع نظر بد کے لئے) پڑھتا تھا۔ اور سوفار کی زبان تیر کی طرح یہ سچا کلام پڑھتی تھی ؎ بادشاہ نے فیل تن گھوڑے پر پلنگ کو مغلوب کر لیا۔ شیر فلک (برج اسد) کون ہوتا ہے کہ تو اُسے پیادہ نہ خیال کرے۔

Marfat.com

جسوقت کہ (ارغون) کمان چاچی کو ابروئے بُتاں کی مانند بل دیتا تھا چاند قوس (ابروئین کج) میں آجاتا تھا۔ اور جب آتش کردار اور بجلی گرانے والی تلوار دشمنوں کے سر پر چلاتا تھا تو زمانہ کہتا تھا۔

جب وہ (تلوار) برق سے بازی کرتا ہے۔ اس حال میں جب کہ اس کے ہاتھ میں تلوار ہے۔ میں نے اس کو چودھویں کے چاند سے تشبیہ دی۔

ص۲۶۱ اگرچہ ارغون کا لشکر، سلطانی لشکر کے درمیان گویا کہ ایک قطرہ تھا اور دریائے محیط (سمندر) یا ذرہ بہ نسبت اجرام بسیط کے۔ مگر شہزادہ پانچسو سواروں کی قلیل مقدار کے ساتھ شکاری شیر کی مانند، جو ہرنوں کے گلے کو مال غنیمت سمجھتا ہے۔ یا باز جو چوہوں کو چونچ اور پنجوں سے شکار کرتا ہے۔ ایک لحظہ قلب پر، ایک گھڑی اطراف پر جان توڑ حملے کرتا تھا قتل کرتا تھا اور لوٹ مار کرتا تھا اور ہر حملہ سے سروں کو گیند کی طرح مٹی میں پھینکتا تھا۔

لڑائی کا تنور گرم ہوگیا اور بہادروں کے دماغوں کے خول سودا کے دھوئیں اور غصے کی آگ سے ابھر گئے۔

(۱) اس شور میں ترکوں نے بند کر دئے، ترکی نلئے کی آواز سے ترکوں کے گلے۔ (۲) سر بریدہ سرداروں کی موت سے۔ زمین نے گریبان اور آسمان نے دامن پھاڑ ڈالا (۳) جھنڈیوں کے سُرخ ریشم کھل گئے اور ایک جنگل آگ میں پڑ گیا۔

ناگہاں "الیناق" نے اپنے میمنہ سے میسرہ پر حملہ کیا۔ پہلے حملہ میں، "اور صبر صدمہ کے وقت بہتر ہے"۔ "بولوغان" شکست کھا گیا اور اس کے استقلال کا پُشتہ رخنہ دار ہوگیا۔ اس نے وہیں سے اپنے ارادے اور لشکر گاہ سلطانی کا راستہ اختیار کیا۔ یولا تامور نے بھی اما کاجی کے ساتھ اپنے میمنہ سے مقابل طرف پر حملہ کر دیا۔ یاسارا غول نے سامان اور لشکر کے ساتھ فرار کی باگ موڑ دی۔ یولا تامور قزوین کے قریب تک اس کے تعاقب میں گیا، جب اس کو نہ پایا۔ اس کی بیوی اور بچوں کو پکڑ لیا اور دیۂ "گرگان" کو مانند بھیڑیوں کے گوسفندوں کو تباہ کر دیا۔ طرفین سے سخت قتل اور ص۲۶۲ بُرا عذاب عمل میں آیا۔ اور ہر گاؤں اور ولایت، جو اُن کی گذرگاہ پر پڑی، عمارت کا نشان اس علاقہ سے مٹا دیا۔ اور ابھی وہ علاقہ سابق حالت پر نہیں پہنچا تھا۔ جب دونوں لشکر ایک دوسرے سے گڈمڈ ہو گئے۔ ع اُس گیرودار اور اُس پکڑ دھکڑ میں، ارغون تھوڑی سی فوج کے ساتھ قلب لشکر سے جدا رہ گیا۔ ع۔ عجیب بات ہے کہ تیرے شہد میں زہر مل گیا ہے، قیام کی طاقت اور ٹھہرنے کا موقعہ نہ دیکھا، فیروز کوہ کے راہ سے روانہ ہوگیا اور تعداد اس لشکر کی جو اس کے

ہمرکاب تھے۔ تین سو تک نہیں پہنچتی تھی (۳۰۰ بھی نہ تھی) خیال تھا کہ لشکر قراوناس سے مل جائے اور دوبارہ لڑائی کو از سرِ نو شروع کرنے اور مقابلہ کی تیاری کے لئے حکم دے اور بقایا لشکر چونکہ شہزادہ کے حال سے بیخبر تھا۔ سب منتشر ہو گئے۔

فریقین نے لڑائی کا فرش لپیٹ دیا اور جنگ سے دست کش ہو گئے۔

جب آفتاب کے سنہری پروں والے سیمرغ نے آشیانہ مغرب کا عزم کیا اور رات کے کوے نے سیاہ بازوؤں کو وادیوں اور پہاڑوں کے اطراف پر پھیلا دیا تو مشہور ہو گیا کہ ارغون موجود نہیں ہے۔ اتفاقاً لشکر قراوناس پہنچ گیا۔ جب انہوں نے شہزادہ کی حالت سے اطلاع پائی تو واپس چلے گئے۔ اور راستہ میں ظلم، جو اُن کی عادت ہے شروع کرکے، پردہ دری، خونریزی اور بے انتہا لوٹ مار کا ہاتھ کھول دیا اور دامغان اور نواح کو لوٹ مار کی آگ لگا دی، جہان زلزلہ اور چیخ پکار میں پڑ گیا، اور ان دو لشکروں کے ٹکرانے سے دلوں میں ولولہ اور جوش پیدا ہو گیا

ارغون جلدی سے لشکر کے ساتھ دھوئیں کی مانند جاتا تھا اس طرح کہ ٹھہرنے کا وقت اور کھانے کی فرصت نہ تھی۔ راستہ میں سلطان کی طرف سے ایک ایلچی پہنچا اور پیغام دیا کہ ہم نے الیناق کو نہیں کہا تھا کہ ارغون کے ساتھ عرصۂ جنگ میں ۲۶ جولانی دکھائے حکم یرلیغ اس طرح تھا کہ ارغون بارگاہ سلطنت میں حاضر ہو تاکہ "تھوڑی بہت باتوں" کے بعد محبت کی مجلس میں تھوڑی دیر شراب کے پیالہ سے ہم پیالہ ہونے اور دوستی کے طریق پر خوشی حاصل کی جائے چاہیئے کہ ارغون بیگانگی اور نفرت کی راہ کو بند اور دوستی اور تقرب کی گرہ کو استوار رکھے۔ اور وہم کے پیش آنے اور خطرات کی آمیزشوں کی طرف توجہ نہ کرے اور صاف اعتقاد اور پورے خلوص کے ساتھ دربار کی طرف توجہ کرے۔

اس طرح کی چند خوشامدانہ اور عقلمندانہ غلطی میں ڈالنے والی باتیں کیں۔ ارغون نے قتلغشاہ نوئین اور لکوی گورگان کو سلطان کی خدمت میں بھیجا تاکہ اسی قسم کا ایک پیمانہ جواب میں نلپے۔ اور عذر کی تمہید کرے۔ لکوی نے صورت حال کی راز گوئی میں، گروہوں کے متفرق ہونے شاہزادہ کے لشکر کی قلت اور بیحد خوف کے متعلق وضاحت سے بیان کیا اور کہا کہ "اگر ارغون کے کام کی روک تھام اسوقت مہمل رہی تو جب لشکر قراوناس اس کے ساتھ مل جائیگا تو اس موقعہ کی صورت پھر آئینہ مثال آسمان میں مشاہدہ نہیں کی جاسکتی۔ جلدی کر کہ نازک مہمات، توقف نہیں کرتیں اور ملکی ضروریات تاخیر قبول نہیں کرتیں

اور عقلمندوں نے کہا ہے کہ زمانہ کی نہ آئی ہوئی بدانجامیوں سے بچنا کم آزاری اور طرح طرح کے حیلوں سے حاصل ہوتا ہے، اور نقد وقت کی تازہ روئی اور خوش خوئی سے ملاقات کرنا سلامتی کے زیادہ نزدیک نظر آتی ہے مگر روز گذشتہ کو واپس نہیں لایا جاسکتا اور شست سے نکلا ہُوا تیر زیادہ قبضۂ امکان میں نہیں آتا۔ غلاموں پر لوازمات خیر خواہی کا ادا کرنا، وصیّت کے رسوم کو پُورا کرنا اور اس کا جتلانا جو مخدوم کے دل کی فراغت کا موجب ہو ضروری ہے۔ ؎

شہنشاہ کا درست خیال گرم روی میں بادل کی طرح ہوتا ہے۔ ص۲۶۳ وہ حاصل کر کہ

معاذ اللہ۔ اگر وہ فوت ہو جائے تو افسوس ہوگا۔

قُدرت کے فوت ہو جانے کے بعد افسوس اور حسرت فائدہ مند نہیں ہوتی اور فکر کی دوڑ دھوپ حاجت برآر نہیں ہوتی۔ سلطان بارہ تومان لشکر کے ساتھ۔ ؎

پہلوان کو گرانے والے، شیر کو پکڑنے والے سوار۔ زرہ، تلوار اور تیر کے ساتھ

جوش وخروش میں تھے۔

حرکت میں آیا۔ "خیل بزرگ" میں لشکر کو پیش کیا اور کوئی لشکر اس سامان، آراستگی، شان وشوکت اور پیراستگی کے ساتھ کسی تاریخ میں مطالعہ نہیں کیا گیا۔ اور جس طرف کہ اُن کا گذر ہوتا تھا ظُلم اور لُوٹ کا ہاتھ دراز کرتے تھے اور مخلوق کو رنج اور عذاب کے گڑھوں میں ڈالتے تھے خصوصاً دامغان اور اس کے نواحی میں "ہم عنقریب اُن کو دو دفعہ عذاب میں ڈالینگے" کی آیت اُن بیچاروں پر پڑھی۔ اور جو کچھ کہ پہلے حملہ میں باقی چھوڑ گئے تھے لُوٹ لے گئے۔

علاقہ کے رہنے والوں اور کثیر رعایا نے سلطان کے گذرنے کے وقت فریاد، انتقام چاہنا، دادخواہی اور مدد طلب کی "اور تیرا رب شہروں کو ظلم سے ہلاک نہیں کرتا اس حال میں کہ اسکے لوگ اصلاح کرنے والے ہوں" کی فریاد بلند کی۔

سلطان نے اس مصلحت کا رجوع "صاحب دیوان" کی طرف فرمایا، اس نے عرض کیا کہ لشکر کو ایسے حال میں اس جیسی حرکتوں سے منع نہیں کیا جاسکتا تاکہ دل شکستہ نہ ہو جائیں کیونکہ شکاری پرندے خواہ شکار کے لئے کتنے ہی سکھائے ہوئے ہوں اور اس بارے میں مشق حاصل کئے ہوئے ہوں (مگر) ان کو باجلی (گوشت) دینے کے سوا چارہ نہیں ہوتا" اور یہ خیال صاحب دیوان کا مبارک نہ ہُوا اور جلدی ہی مملکت اور سلطنت کو فنا کا نقصان پُہنچا۔

Marfat.com

سلطان نے راستہ میں شہزادہ ؁۲۶۴ طغا تامور اور بوقا کو بھیجا۔ اور وہ پہنچا تو اغول کو منزل "کبود جامہ" میں سلطان کے لشکر میں لے آئے دوسری طرف سے الیناق نے جب معلوم کیا کہ ارغون لشکر سے جدا ہو کر واپس پھر رہا ہے۔ اپنے زرین سوار شیروں کے ایک تومان لشکر کے ساتھ جو آتش برزین (آتشکدہ) کی طرح جوش مارتے تھے۔ پیچھے سے روانہ ہوگیا۔ کیونکہ جدائی کے وقت اس شیطان (الیناق) نے بادشاہ سے شرط کی تھی کہ میں غلام "ارغون" کو سدرہ کی بلندی والے تخت کے سامنے حاضر کرونگا۔

ارغون غوجان تک چلا گیا متفرق لشکر کا کوئی نشان نہ دیکھا اور دائمی گھوڑا دوڑانے اور تیزی کرنے سے اکثر سوار اختیار اور جبر سے پھر گئے تھے۔ پس قلعۂ کلات میں باوجود اس کے کہ کسی قسم کی حفاظت کی اس سے توقع نہیں رکھتا تھا۔ پناہ لی۔ اور وہ ایک قلعہ ہے جو رود خانہ کا سر ہیں، سرخس، ابیورد اور طوس کے درمیان واقع ہے۔ حفاظت سے دُور اور اس کی بہت سی عمارتیں مٹی ہوئی ہیں۔ اور ابو نصر محمد بن عبدالجبار العتبی نے کتاب یمینی میں اس قلعہ کے صفات کے متعلق اس طرح بیان کیا ہے "اور وہ ایسا قلعہ ہے جسکے بلند میدانوں میں ہواؤں کے پاؤں گھس جاتے ہیں اور آنکھیں اسکی چوٹیوں اور گھاٹیوں سے ادھر ہی پھسل جاتی ہیں"

وہ ایک سو آدمی کی تعداد کے ساتھ جو مصاحبوں اور ملازموں میں سے تھے۔ وہاں رہ گیا۔ فکر دل پر غلبہ پائے ہوئے تھا اور صبر اور تاخیر کے ہاتھ پھیر دیئے تھے کہ خود اس بیفائدہ کام کا انجام کس طرح؟ اور کہاں؟ اور کب ہوگا؟" اور آخری دوا داغ دینا ہے" پھر امید کے میدان کی رسیوں کو وسیع کرتا تھا اور اپنے دل میں کہتا تھا کہ ممکن ہے کہ کسی دن۔ ؎

اس کی رحمت سے کام اچھے ہوجائیں۔ اور مطیع ہوجائے میرا زمانہ خوشی سے یا ناخوشی سے

الیناق تین دن کے بعد وہاں پہنچا۔ اتفاقاً شہزادہ قلعہ کے نیچے آیا ہوا تھا ؁۲۶۵ لکڑی گورگان کے کام کو معلوم کرنے کے لئے۔ کیونکہ افواہاً یہ مشہور کر دیا تھا کہ وہ (لکڑی) ہندو اور تبیکچی ل کر زمانہ کے یار ہوگئے ہیں اور بلغان خاتون کے لشکر کا جو محبوب زرین بیگم تھی۔ قصد رکھتے ہیں۔

الیناق شہزادہ کی خدمت میں آیا اور طریقۂ ادب کے التزام کے لئے ایک نُقرہ گھوڑا پیشکش کیا اور ایک دوسرے کے ساتھ قلعہ میں چلے گئے اور ہر قسم کی باتیں کیں۔ الیناق نصیحت اور تحریص کے رنگ میں اطاعت کی راہ پر چلنے میں مشغول رہا۔ شاہزادہ نے رات کو آنے والے مصیبت کے مہمان دیکھے اور امراء اور لشکر کو جب دیگر اسباب خوش دلی کی طرح

Marfat.com

متفرق پایا تو سوائے تسلیم کے کوئی راہ اور خارج از توکل کوئی پناہ نہ پائی۔ الیاق کے ساتھ قلعہ سے نیچے آیا اور مکار اور فریبی آسمان کی گردش پر راضی ہو کر مقام غوجان میں شاہی کیمپ میں پہنچا۔ اس (ارغون) کو بائیں جانب سے لائے اور اس نے پٹکا میان سے کھولا۔ اور آسمان، مصنف کے طبع زاد سے پڑھتا تھا۔ ع

جب اس نے کمر کھولی خورشید جوزا سے باہر آگیا۔ چاند برج عقرب میں آگیا جب اس نے رُخ پر زُلفیں باندھیں۔

سلطان (احمد) ایسے مکان میں۔ جس کی گول اور مسطح شکل گردش کرنے والے فلک کے برابر اور خُلد بریں کی مانند تھی اور آفتاب سلطنت کی حامل تھی اور عجم کی اصطلاح میں اُسے خرگاہ کہتے تھے۔ تخت سلطنت پر بیٹھا ہُوا اور حُسن انجام کے پانی سے غموں کے نقش، سینہ کی تختی سے دھوئے ہوئے اپنے دل کو خطرات کے چلے جانے اور خوشیوں اور مسرتوں کے آنے سے مرحبا اور خوش آمدید کئے ہوئے، انتقام کا غرور اور تکبر کا ناز، جو فرصت کے وقت رذائل نفسانی اور قوت شہوانی کی ردائت کے تقاضے سے ہوتا ہے۔ کام میں آیا۔ حکم دیا کہ "داخل ہونے اور اجازت طلب کرنے کی قدرت آرزوؤں کے میدان کی طرح ارغون پر تنگ کردیں اور اسکو صـ۲۶۶ دو آفتابوں کے مقابلہ میں روک لیا۔ ایک آسمانی آفتاب جو دوپہروں کی تیزی کی تاثیر سے آسمان سے آتش فشانی کرتا تھا اور دُوسرا عتاب کا آفتاب جو زندگی کی نعمت اور عمر اور جوانی سے نفع اُٹھانے کو، زوال کے وقت سایہ کی مانند ناچیز کردیا (سلطان) اس سے بے خبر تھا کہ تقدیر کا فراش جو ہر صاحب عزت کو ذلت دینے والا اور ہر ذلیل کو عزت دینے والا ہے دولت کے گھنے سایہ کا شامیانہ ارغون اور اس کے مبارک خاندان کے لئے کھڑا کردیگا اور حوادثِ روزگار کے ہاتھ سلطنت کی بنیادیں عہد سُلطانی میں ڈھیر کردیگا۔ جیسا کہ گلاب کا عرق کھینچنے کے آلہ میں سے تازہ گلاب کا عرق ٹپکتا ہے۔ شاہزادہ کے پھول جیسے رخسار سے پسینہ ٹپکنے لگا۔ اور پیاس سے زبان پر کانٹے پڑ گئے۔ غم کی وجہ سے دل متحیر ہو گیا۔ اور کرہ خاک پر اس کی بہن طغان نہایت شفقت اور ہمدردی سے اُٹھی اور اس کے سامنے آئی یہانتک کہ ایک لحظہ کے لئے اپنے جسم کے سایہ سے سُورج کی گرمی کو اس کے چہرے کے سایہ پروردہ تازہ پھول سے چھپا دیا۔

کچھ عرصہ کے بعد بولوغان خاتون (زوجۂ ارغون) کو شاہی خیمہ میں اجازت دی سلطان نے

اس کی تعظیم کی اور شراب کا جام دیا۔ چونکہ مقصود کے ہُما کو مطلب کے دام میں لا چکی تھی اور آرزوؤں کے شاہین کو مرادوں اور مقاصد کی بابلی پر کامیاب پایا تو خاص شکرے کے اُڑانے اور کھانا کھلانے کے لئے ناز کرتی ہوئی دامن گھسیٹتی ہوئی باہر آئی اس کے روشن تاج کی چوٹی کی چمک رشک سے زحل کی کلاہ کو مٹی میں ڈالتی تھی اور اس کے مروارید گرانے والے قیمتی کپڑے کی قبا سے سورج اور چاند کی زرتار اطلس پارہ کی طرح بیقرار ہوگئی۔ کیمپ کے حوالی میں ایک لحظہ جانور ڈال دیا۔ جب خیمہ میں واپس آئی تو ارغون کو آواز دی وہ اندر داخل ہوا اور گھٹنے جھکائے اور خدمت کے رسومات "جیسے اُن کا طریقہ ہے" ادا کئے۔ سلطان نے اس کو بغل میں لے لیا۔ دونوں نے لعل گوں رخسارے کے صفحوں کو (ایک نے) رحمت اور دوسرے نے شرمندگی کے آنسوؤں کے موتیوں سے مرصع کیا۔ پس سلطنت کی زبان نے خوشخبری دی کہ خراسان کو آباقاخاں کے عہد کے قاعدہ کے مطابق ارغون کو دیا جائے اور اس کی امید و نکو پورا کرنے کے قلم سے عنایات کے دفتر پر نقش کردے۔ اور ~~~۲۶ دونوں جانب سے شراکت اور حصہ داری کے نقش کے سامان تیار کریں اور دشمنی کے شر اور مخالفت کے منصوبہ کو ترک کرنا اختیار کریں۔

فوراً ایک اکیلا خیمہ مقرر ہوا۔ ارغون الحاصل لشکر کی مدد سے اس روز کہ عتاب خداوندی کی صورت رکھتا تھا مایوس ہوگیا اور آتش صورت دل کے غم سے مانوس ہوگیا تھا۔ خود اور بولوغان خاتون اس جشت اور دہشت کے مقام میں مقیم ہوگئے۔ بوقا کے بھائی آروق نے چار ہزار لشکر کے ساتھ، ستاروں کی طرح جو آسمان کے خیمہ کے گرد جمع ہو جاتے ہیں۔ اطراف کو گھیر لیا۔ دوسرے روز جونہی کہ خورشید جمشید کی طرح آسمان سبز تخت پر ظاہر ہوا۔ سلطان تودی خاتون کی ملاقات کے لئے روانہ ہوگیا۔ کیونکہ اس کا دل اس کی طرف، جوہر کی طرح مرکز اصلی کی طرف، مائل تھا۔ الیتاق کو مقرر فرمایا کہ سلطانی جھنڈے کے کوچ کرنے کے بعد ارغون کی زندگی کے کیمپ کو کوچ دے کر ہلاکت کی منزل میں پہنچا دے اور تا کہ خود تودی خاتون کے وصال کے نورس درخت سے بہت جلد خوشی کا پھل چُننے۔ نہایت جلدی میں چلا۔ اور عقل گُل کا بُلبل، مصنف کے طبع زاد سے کہتا تھا۔ ~~

باغبان کی کوشش ہرگز کوئی طراوت نہ دے گی۔ جب کہ تیرے گلستان کے اطراف پر دَے رماہ خزان یا تودی خاتون) نے قبضہ کرلیا۔

Marfat.com

اور سلطان نے سبز رنگ تلوار کے عوض عقیق جیسا سُرخ ساغر لے لیا۔ اور عورتوں کے وصال کو تیغ چلانے والوں کے حملوں کا نعم البدل جانا۔ کنیزوں کے شکموں کو گھوڑوں کی پُشت پر ترجیح دی اور نازک اندام عورتوں کے دانتوں اور لبوں کے چُومنے میں اطراف کی حدوُد کی جنگ سے غافل رہ گیا۔ نشہ دینے والے شہد کو پینے کی خاطر جان کی شراب کو بچھوؤں کے ڈنگوں کے آگے قربان کر دیا اور کنواری اور میانہ سال عورتوں کی ہوس میں مددگاروں کی ناشناسائی کو بھُول گیا۔ گانے بجانے کے آلات اور سازوں نے مشاہیر لشکر پر ترجیح پائی۔ نازک کمر گوری عورتوں کے رخساروں ص۲۶۸ کے نظارہ میں باریک اور سفید تلوار ونکی تیزی کا خطرہ ناچیز خیال کیا۔ بہادران جنگ کے نعروں کو نہ سُن کر یغمار (نام شہر) کی گوری رنگت والے دلبروں کی طرف مائل ہُوا، نیزوں اور تلواروں کی چمک کو میدان جنگ میں نہ دیکھ کر گوشواروں کے گران قیمت موتیوں کی بزم کے ایوان میں توقع کی خلوت سرائے مقصود میں تخت سلطنت کے ایک گوشہ پر۔ ے

سلطنت کی عروس کو وہ شخص مضبوطی سے آغوش میں لیتا ہے، جو آبدار شمشیر کے
ہونٹوں پر بوسہ دے۔

سُبکی اور بے عقلی سے جب (سلطان احمد نے) خوابگاہ کی نرمی میں سونا چاہا عیش کے راستوں پر ایک لحظہ چلنے کے لئے بادشاہوں، نوکروں اور اس قدر لشکر اور جماعت کو ترک کر دیا کیونکہ مقصد کے جام سے مست، دلآرام کے خیال میں سرکش زمانہ کی گردش سے بے غم اور اس ملامت کے دُکھ دینے سے بے خبر تھا۔ ے

تُو نے جال بچھایا اور دشمن کو جال میں پھنسا لیا۔ اُسے بیباک ہو کر جلدی قتل کر
اور اپنے نام کی آبرو ضائع مت کر۔

ارغون کے لئے سلطنت کی طاقت اور زندگی کی نعمت تقدیر میں تھی۔ سلطان نے تلوار اپنے وقت میں نہ چلائی تھی "وقت خود ایک تلوار ہے" نہ پڑھا تھا اور فرصت کو غنیمت جاننے اور اختیار کے زمانہ کو غنیمت شمار کرنے میں ارادہ کا قدم " نہ خرچ کر اپنے کام کو مگر وقت قدرت میں " کے راستے میں نہ رکھا تھا آخر کار دشمن گھات سے نکلا اور جس دن کہ بدل جائیگی زمین دوسری زمین سے " ظہور میں آیا۔ بوقا نے اپنے بھائی آردق کی امداد سے جو دربار میں قربت کا مرتبہ اور پورا اعتبار رکھتا تھا۔ ص۲۶۹ اور شہرت خاص پائی تھی اور مقرر مرتبہ

Marfat.com

ترقی کی تھی۔ شاہزادوں اور بعض امراء کے ساتھ مشورہ کیا کہ "احمد چنگیز خان کے خاندان کو ذلیل بلکہ جڑ سے اکھیڑ دیگا اور مسلمانوں کو صاحب دیوان کی تعلیم سے معظم اور مقدم رکھتا تھا اور اس نے مغلوں کی شکست دینے کے لئے لشکر گرج کو الیناق کے اہتمام میں مقرر کیا تھا۔ اس کو مدد اور قوت کی فضیلت اور زیادتی سے تمام امراء اور مصاحبوں سے بڑھا دیا تھا۔ صاحب عقل و خرد جب دشمن کے عقیدہ کی تبدیلی کا نشان حال کی پیشانی میں "نشان ہے اُن کے چہروں میں" کے مطابق آنکھوں سے دیکھے فوراً اپنے کام کے اطراف کو فراہم کرے اور اس کے شر کے دفع کرنے اور وجود کے مٹانے کی طرف متوجہ ہوا اور اس کو تاریخ سعادت کا روزنامہ اور توفیق اور ہدایت کا وقت شمار کرے کیونکہ اگر غفلت اور سستی کی طرف مائل ہو اور تذبذب اور حیرانی کے گرد پھرے۔ تو کام ہاتھوں سے تیر کی طرح شست سے۔ اور پانی سر سے نکل جائیگا۔ جونہی کہ موقعہ سامنے سے گذریگا بے شک اس نے اپنے خون میں کوشش کی ہوگی اور اس جہان اور اُس جہان میں معذور پسندیدہ نہ ہوگا جماعت اور لشکر کی مصلحت یہ ہے کہ "ہولاجو" کو سلطنت پر بٹھادیں۔ اور احمد کو تخت سلطانی سے اُتار دیں اور یہ تجویز ارغون کے چھوڑ دینے سے وابستہ ہے" سب کو یہ خیال صحیح معلوم ہُوا۔ سب نے وعدہ کیا کہ جب زمانہ (دن) گناہگاروں کے دل کی طرح سیاہ (رات) ہو جائے اور دن کا لشکر بغیر سامان اور سپاہ کے (دن ختم) ہو تو یہ ارادہ پورا کریں۔ ہر ایک اپنے مقام سے موعودہ وقت کا منتظر اور وعدہ کی ساعت کا محافظ ہو گیا۔ ؎

جب بلند آسمان نے پوتھ کا تاج پہنا (تاریکی چھاگئی) تو لاجوردی آسمان پر مشک (اندھیرا) پھیل گیا۔

نثر: فلک کے شہسوار نے آفتاب کے سازوالے زرد گھوڑے کو میدان آسمان سے باہر دوڑایا اور شام کے مُشکی گھوڑے کے موتیوں سے مزین لگام ڈال کر بنات النعش قطب شمالی کے گرد پھرنے لگا اور فرقدان (دو ستارے) نے چوکیدار کی طرح حوادثات شب پر آنکھیں لگا دیں خوش ہونے والی زہرہ نے ستارہ بلند کی بزم کو ترک کر دیا۔ تیغ زن بہرام (مریخ) نے گوشۂ خنجر پکڑ لیا۔ منشیٔ فلک نے قلم پھینک دیا۔ اور جب مشتری کمان کا طالب ہُوا اور پیر فرتوت زحل کا ڈول زمین کے رہنے والوں کی زندگی کے کنوئیں میں گر پڑا اپنے سے کہتا تھا۔ ع

لیکن تُو اپنا ڈول ڈولوں میں ڈال دے (تحریص سعی مراد ہے) ؎

چاند ڈبیا ہے، ثریا گولیوں کی طرح ہے تقدیر ایک چالاک شعبدہ باز (مداری) ہو گئی ہے۔

گویا کہ ستاروں کی لڑکیاں (حسینان) چگلی کے خاندان سے متعلق تھیں جو سُرمئی پردہ (آسمان) کے پیچھے دیدار کے لئے کھڑی تھیں کہ ناگاہ بوقا شاہزادہ (ارغون) کے خیمہ کی طرف آیا اور خیمہ کے دامن کو شرم اور حجاب کے پردہ کی طرح اُٹھا دیا۔

اس عذر سے کہ اُسے شاہی حکم سے کسی مصلحت کے لئے انہوں نے بھیجا ہے۔ ارغون وحشت کی خوابگاہ سے گھبرا کر اُٹھا۔ دلی وسوسوں میں کھلبلی پڑ گئی کہ اسی وقت بیحد درد اور صدمہ سے ایام شباب کے وداع کی تلچھٹ۔ ؎ (از مؤلف)

آرزوؤں کے جدا ہونے کا کوئی سبب اور باعث ہوتا ہے۔

کے ساغر سے پی لے۔ بوقا ارغون کا ہاتھ پکڑ کر باہر آیا۔ شہزادہ تاخیر کرتا تھا اور نفرت ظاہر کرتا تھا پس (اس بوقا نے) فیصلہ کی صورت، کُن فیکون (تقدیر) کے امر کا معاملہ شبخون مارنے کے ارادہ کو پورا کرنے اور ہولاجو کے سلطنت کے امیدوار بننے کے فریب کو بیان کر دیا (ارغون نے) فرمایا حالا کہ بولوغان کے ساتھ مشورہ کر کے چلتے ہیں۔ بوقا مانع ہوا اور کہا کہ عورتوں کی رائے ایسے مقام میں مصلحت بین اور صواب دان نہیں ہوگی۔ ایسا نہ ہو کہ بنے بنائے کام مٹ جائیں۔ اور فرصت کا موقعہ جاتا رہے۔ اکٹھے روانہ ہوئے ایک ٹیلے کے پیچھے، زین والے گھوڑے جو ارادے کے دہانہ سے لگام دار اور احتیاط کے تنگ سے کمر بستہ تھے۔ باندھ رکھے تھے تلوار کی طرح دشمنوں کے خون کے پیاسے اور اس بیت سے مشابہت کرتے ہوئے۔ ؎

یہ گھوڑے، اولاد غراب، وجیہ، لاحق۔ اور اعوج سے ہیں اور افزونی رکھتے ہیں بہ نسبت منسوب الیہ کے

آگ کی مانند، بادپا گھوڑوں پر سوار ہو گئے، اور دشمن کے ناموس کے پانی کو ذلت کی مٹی پر گرا دیا آروق اور ہولاجو خفیہ طور پر یاسا راغول پر جا پڑے۔ اور اس کو چند خواص کے ساتھ مست سویا ہوا پایا اور زندگی کے دفتر سے اس کا نام مٹا دیا۔ ارغون اور بوقا الیناق کی منزل کے عازم ہوئے جو زیادہ سخت دشمن اور نہایت تیز نیش تھا۔ اس (الیناق) سرکشی کے نمرود نے مچھر کے ڈنگ کے خوف سے مچھر دانی میں ناز کا پہلو آرام کے بستر پر لگایا تھا۔ تلواروں کے

ساتھ اندر گھس گئے اور اس کو مچھر دانی کے ساتھ ٹکڑے ٹکڑے کر دیا۔ بعض چوکیداروں نے تیر چلانے شروع کئے، بوقانے آواز دی کہ آجتک ہم احمد کے حکم کو چلاتے تھے اور تابعداری کی گردن اطاعت کی رسی پر رکھتے تھے۔ اب ہولاجو کے حکم سے ہم نے الیناق کو قتل کیا انھوں نے ہتھیار پھینک دئے۔ اور بندگی کے گھٹنے عاجزی کی زمین پر ٹیک دئے۔ روز قیامت کی دہشت اس رات کو مشاہدہ کی اور شور اور زلزلے مکانوں میں آ گئے۔ ھ

تُو جتنی دیر میں انگوٹھی کو پھیر یگا۔ جہان کی حکومت دگرگوں ہو جائیگی۔

ف۲۷ اُسی رات کو ما ما (نام) واقعہ سخت کے درمیان سے تاریکیوں کے دامنوں سے تمسک کر کے فرار کے گھوڑے پر سوار ہو گیا اور احمد کے پیچھے ہوا کی طرح جو گرد اُڑاتی ہے تیز دوڑا احمد اسفرائن سے چار فرسنگ بلکہ تخت اور ملک کے تاج پر واپس آنے کے امکان کی سرحد سے ہزار فرسنگ گذر گیا تھا اور اس کے سر پر قضا نے لکھا تھا کہ۔ ھ

اے غفلت کی رات میں سونے والے! جاگ۔ کہ صبح روشن ہو چکی ہے پردۂ شب کے پیچھے سے۔

ماما جسکی اس حال میں صبر و سکون کو جذب کرنے والی قوت اور زندگی کو روکنے والی طاقت ضبط کے امکان سے باہر نکل چکی تھی پہنچا۔ اپنے بھاگنے کا حادثہ، ارغون کی رہائی، شنجون اور مددگاروں کے قتل کے حالات بیان کئے اور اس دعوے کی گواہی میں حسرت کے آنسوؤں کا سیلاب دونوں آنکھوں سے منہ پر جاری کیا۔ اس وحشتناک خبر اور تشویشناک پیغام سے سلطان کا دل مصیبت کے افسوس میں بغیر جان کے ہو گیا اور روح غم کے اضطراب کی تنگی میں پیچ و تاب کھانے لگی اگرچہ احمد ان نہ پھرنے کے وسائل کے ساتھ۔ سواریوں، لشکروں خزانوں اور ذخیروں سے لا ینصرف (بھاگنے کی ضرورت نہیں) کی صورت کھتا تھا مگر مجبوراً انصراف (بھاگنا) قبول کیا اور مخالفوں کی سلطنت کے جھنڈے ابتداء میں بلند ہو گئے۔ حلقہ نما آسمان کے فیصلہ اور قہری حکم سے پچھلے پاؤں واپس ہونا اختیار کیا۔ اور قنغراولنگ واپس آیا۔ خوف اور مایوسی دل پر غالب ہو گئی تھی اور حیرت اور دل تنگی کے لشکر نے صبر کی سامان گاہ کو لوٹ لیا تھا۔ باطنی تردد نے اس کی ظاہری حالت کو پریشان کر دیا تھا اور اس کے دل کے اضطراب نے دل کے بستر پر آگ پھیلا دی تھی۔ وہاں سے اپنی ماں قوتی خاتون، کے لشکر کے ارادہ سے سراب کی طرف عنان موڑی اور خود جھوٹی امیدیں چٹیل

میدان کی سراب کی طرح کہ پیاسا ؎۲۷۳ اسے پانی سمجھتا ہے اور جب اس کے پاس پہنچ جاتا ہے تو کچھ نہیں پاتا" اس کو دھوکہ دیتی تھیں۔ راستہ میں امیر، لشکر کے سردار اور اطراف کے ملوک، اس کا ساتھ چھوڑتے جاتے تھے اور ہر منزل پر اس سے پیچھے رہ جاتے تھے اور خواہشات اختلاف کی صورت اختیار کرتی جاتی تھیں۔ ہ

ہر قدم پر کامیابی سے دُور ہوتا جاتا تھا۔ مایوسی سے لکھی ہوئی آیت (کسراب بقیعہ) پڑھتا تھا

صاحب دیوان بھی واپسی کے وقت خادموں، لشکر، سواروں، چاکروں، سواریوں اور گھوڑوں سے جدا ہو کر ایک کوتل کے سائیس کے ساتھ جاجرم پہنچا۔ بعض خواجگان شیراز نے جو خراسان میں ارغون کی خدمت میں ہمیشہ رہتے تھے اور لشکر کی شکست اور لڑائی کے بعد جب صورت حال بدل گئی اور موجودہ مصیبتوں نے موافقت کا سلسلہ توڑ دیا احمد کے کیمپ کی طرف آئے۔ اس فتنہ کے جوش اور اس آگ کے بھڑک اُٹھنے سے ذلت کے صحراؤں اور دہشت کے بیابانوں میں تیز دوڑتے ہوئے جاجرم میں آدھمکے۔ صاحب دیوان نے ان سے ایک دو خچر لئے۔ اور حقیقت میں جہان اور اس کا کام کلیتہً مسخرا اور کھیل ہے۔ اور اس کی مجازی ملمع دار چیزوں کا مغرور ہمیشہ ذلت کے چار میخ (عذاب) میں مبتلا رہتا ہے۔

چونکہ حریف بخت بے سامان تھا اور اس نے مخالف کے قول کے نغمہ کو تیز کر دیا تھا عراق کے پردہ (نغمہ) کی تیاری کرنا نسبتاً زیادہ مناسب نظر آیا۔

اسوقت جب کہ حمائل فلک سے صبح کی تلوار تاریک رات کے سر پر درست کی اصفہان کی طرف چلے گئے۔

لیکن ارغون نے اسی رات کو جو دشمن پر فتح حاصل کرنے کی وجہ سے جنگ بدر کا دن تھا اور دوستوں کی مدد سے شب قدر تھی۔ جب دشمن کا کام تمام کر دیا اور دل کینہ کے مواد سے فارغ ہو گیا۔ تو تمام رات اپنے بخت کی طرح بیدار رہا۔ جب صبح کا چہرہ زلف شب کے شکن میں سے چمکنے لگا اور کافوری کرنیں عنبر بیز ستاروں کے عوض ؎۲۷۴ سبز چرخ کے اطراف پر پڑیں۔ شہزادے اور امراء خدمت میں آئے اور زندگی کی نعمت سلطنت، اور دشمنانِ سلطنت کے مقہور ہونے کی۔ امید کے قطع ہو جانے کے بعد۔ مبارکباد دی۔ ہ

Marfat.com

کس قدر خوش ہوگا جب طویل انتظار کے بعد۔ امیدوار۔ امید کو پہنچے۔

بوقانے اللہ تعالے کے حکم کے بعد جان اور سلطنت کا احسان ارغون پر ثابت کر دیا تھا۔ بوس لہ کو ایسے اُونٹ پر ؎

ایک ہولناک شتر، تیز دوڑنے والا، کم کھانے والا، بہت چلنے والا۔ جو ہر تواں سے
قدم قدم چلنے اور تیز دوڑنے میں سبقت لے گیا۔

سغور لوق کی طرف روانہ کر دیا تاکہ لشکر قراؤناس کو اطلاع دے اور احمد کی راہ کا خیال رکھیں اور اللمش قوشچی، کو قوشچیوں کے پاس بھیجا اور فرمایا کہ راہ میں احمد کے نوکروں سے تلوار سے دریغ نہ کریں اور جہاں کہیں ٹکر ہو جائے علے الاعلان کہدیں کہ ابھی ارغون پچاس ہزار لشکر کے ساتھ پہنچیگا۔

اس مصلحت کو جاری کرنے کے بعد شہزادہ (ارغون) نے خود بھی صید مطلوب کے شکار اور دشمن مغلوب سے قصاص لینے کے ارادہ سے حرکت کی جیسا کہ اس ذکر میں بیان کیا جاتا ہے۔ ان خبروں کے پھیلنے سے تمام لشکر نے "وہ پراگندہ ہو گئے ہر طرف" کی راہ اختیار کی۔ قیامت کبریٰ دُنیا کے گھر میں واقعہ ہوگئی اور اس ہول اور دہشت کی شدّت اور اس خوف اور گھبراہٹ کی بُرائی جہان کے ختم ہونے تک دیہات اور شہروں میں افسانہ ہوگئی۔ سونے چاندی کے سکّے، جڑاؤ برتن اور پرنیاں اور ریشمی کپڑوں کی گٹھڑیاں کی گٹھڑیاں ص ۲۷۵
پتھروں اور تنکوں کی طرح مٹی پر پڑی تھیں، لوگ بیحد رُعب اور خوف سے اُدھر توجہ نہیں کرتے تھے۔ وہ کنواری عورتیں، جو بہشت بریں کو شرمانے والی اور خوش چشم حُوریں تھیں۔ چمکدار موتیوں کو، جو اُن کے دانتوں کی لڑیوں کا رشک تھے۔ کانوں اور گردن سے۔ آنسوؤں کے قطروں کی طرح جاری تھے۔ پھینکتی تھیں۔ اور پیادہ پا دائیں اور بائیں دوڑتی تھیں اور پستیوں اور نشیبوں میں گھستی تھیں اور موت کے خوف سے "وہ دن کہ نہ نفع دیگا مال اور نہ اولاد" بوڑھے اور جوان کے حسب حال ہوگیا۔ ؎

جب سے جہان نے لوٹ مار کی رسم رکھی ہے۔ ایسی لوٹ مار یاد نہیں رکھتا۔

سوغونجاق نے شاہی سامان، خزانہ اور رادجھوں کے ساتھ مسلمی کی راہ لی اور سنگریزوں اور مٹی کے اجزا سے سُنتا تھا۔ ع کہ تیری طرف ہدایت کا راستہ غیر مسلم ہے+ ارادہ رکھتا تھا کہ نیچے سے دریا کے راستہ جائے (یا سراب نام مقام کے راستہ سے نکل جائے) راستہ میں ناگہاں

طایجو قوشجی اور کتبوغا ایک فوج کے ساتھ مسلمی پہنچ گئے اور سامان پر ٹوٹ پڑے طرفین جنگ میں مشغول ہو گئے۔ ناگاہ شست قضا سے ایک تیر آلغو قوشجی کے بھائی مُقل کے لگا اور وُہیں ٹھنڈا ہو گیا اور سوغونجاق کی سواری کو بھی تیر مارے۔ خزانہ کو واپس کر دیا اور مسلمی، میں اس کی حفاظت کے لئے انہوں نے قیام کرنا تھا۔

سلطان جب ماں کے لشکر میں پہنچا کام کے عجیب ہونے اور زمانہ کے حادثہ سے جو ناگہاں ایسا فتنہ کھڑا کر دیتا ہے اور اچانک اس طرح کی رنگ آمیزی کرتا ہے، خبر دی قوتی خاتون نے کہا اس جگہ رہنا اور اُمراء کو جو ملازم ہیں اپنے ساتھ مطابق اور موافق کرنا۔ اور اس بوقلموں زمانے کے انتظار میں رہنا مصلحت ہوگی صـ ۲۷۶۔ ع۔ تا کہ آسمان خود پردہ سے کیا ظاہر کرتا ہے۔

اور اس حال میں واقعہ کی کیفیت ہر شخص پر مشتبہ تھی اور گمانوں کے غلبہ اور عقائد کے اختلاف کے بموجب ظاہرہ اور پوشیدہ ہر شخص ایک بات کہتا تھا۔

دوسرے روز جب صبح صادق کی سفیدی کے چشمہ نے خورشید کے چشمہ سے پھوٹ بہنے کے آثار دکھائے اور چہرہ جہاں کو چینی آئینہ انوار کے مصقلہ (وہ لوہے کا ٹکڑہ جس سے زنگ چھڑاتے ہیں سے رگڑ ڈالا تو قرانقای اور شیکتور حسب دستور بادشاہ کی خدمت میں گئے اور انہوں نے بادشاہ کے تعجیل کے بازو پر پہنچنے (اس قدر جلدی پہنچنے) لشکر بے ترتیبی اور اسباب سلطنت کی زینت کے متعلق سوال کیا۔ سلطان نے کہا کہ ارغون کو گرفتار کر کے ہم نے سپرد کر دیا ہے۔ ہم آئے ہیں کہ لشکر کے لئے رسد اور سامان مقرر کریں۔ افسوس ؎

زیادہ کاٹنے والی قینچی نے اس قدر نہیں کاٹا۔ کہ یہ عقل کی چلنے والی سوئی اُسے سی سکے۔

نابیان خیمہ کے باہر بیٹھا تھا اور اِن مشوروں کو چھپ کر سُن رہا تھا۔ آواز دی کہ معاملہ اِس طرح نہیں۔ چھ لڑکوں اور ساٹھ امیروں نے ارغون کے ساتھ امداد کی گرہ باندھی ہے اور احمد کی اطاعت کے چہرہ کو غدر اور انکار کے خدشہ سے زخمی کر دیا ہے اور وہ (احمد) بھاگ کر آیا ہے۔ اگر ملک کی بقا، دولت کی ترقی، امور کا انتظام اور لشکر کے حال کی استقامت منظور ہے تو اس کو نظر بند کرنا چاہیئے۔ کس قدر عجیب ہیں عالم خاکی کے تیز رفتار اور زمانۂ ظالم کے صُورت پرست جو ہر لحظہ بید کی شاخ کی طرح کانپتے ہیں اور ہر گھڑی شمع کی طرح خود

Marfat.com

پگھلتے رہتے ہیں۔

جب دھوکہ کا پردہ ظاہری اور باطنی بینائی سے اُٹھ گیا اور ظاہری حالتیں لشکروں کے متفرق ہونے، دلوں کے مضطرب اور ظاہری پریشانی سے ۲۷۷ خصوصاً ان مطالب کی خبر پائی تو وہ رقرانقائی اور شیکتور خیمہ سے باہر آئے اور سلطان کے مکان کے کنارونکی حفاظت کرلی خود بہت جلدی قراوناس، بورہ کی اطلاع سے حرکت میں آیا اور ہر ایک جگہ کو غارت اور برباد کرتے ہوئے وہاں پہنچے۔ پہنچتے ہی لشکر پر حملہ کر دیا۔ ورندوں اور بجوؤں کی طرح جو ناگہاں ہرنوں اور سفید شکم ہرنیوں پر حملہ کرتے ہیں۔ وہ حیوان سیرت نہنگ کی مانند خیمہ کے آہوؤں اور جو ذر کی آنکھوں والی خیموں میں بند عورتوں" پر ٹوٹ پڑے اور لباس اور پوشاک اُتار کر لُوٹ لیا اور تمام فرش، بچھونے، سونا، چاندی، کپڑے اور منقش لباس جو کچھ لشکر میں تھا اُٹھا لیا قوتی بیگم کے زیورات کانوں اور گردن سے علیحدہ کرلئے اور جوتی پاؤں سے اُتار لی۔ اور جو کچھ ناپاکی اور بیباکی سے ممکن تھا پُورا کیا۔

مغلوں کے قانون کا دستور یہ ہے کہ تنگی اور تکلیف میں جو عورتیں اور لڑکیاں ہوتی ہیں انہیں تعرض اور مطالبہ کرنے سے محفوظ رکھتے ہیں اور ان کو کوئی دُکھ نہیں پہنچاتے۔ مگر اس حال میں مغلوں کے شیطان ضبط کے شیشہ سے ایسے باہر آئے کہ کسی لاحول کے کہنے سے آزردہ خاطر نہ ہوتے تھے۔ اور فتنہ کا غبار ایسا زمین اور زمان سے اوپر چڑھا کہ اس کو۔ع۔ دو سو سال کی بارش نیچے نہ بٹھائیگی۔

آخر کار سلطان کو گرفتار کرکے اور کپڑے اُتار کر خیمہ میں اس کی حفاظت کرتے تھے لیکن ارغون نے جب سلطان کا کام تمام کرنے کیلئے چڑھائی کا ارادہ کیا تو لشکر کے پاس خچریں نہ تھیں اور گلے اطراف میں گئے ہوئے تھے اور اسباب اور سواریوں کے حاصل کرنیکا انتظار اور اسمیں تاخیر ہونا مطلوب کے کھوئے جانیکا موجب نظر آتا تھا۔ تین سو سواروں کے ساتھ چونکہ وہ یقین رکھتا تھا فتح کے دلیروں کی یاری اور مدد پر اور فتح اور تائید کے وعدوں کے پُورا ہونے پر۔ آسمان کی تیز باگ ۲۷۸

کو حرکت دی۔ اتابک یُوسف شاہ لر اور سید عماد الدین ابوالعلی سلطان کی خدمت سے اسکی شکست کے آغاز رخصت ہوگئے تھے اور ارغون سے شرف باریابی حاصل کرکے اب آسمان کو گھیرنے والی رکاب کے ملازم ہوگئے تھے۔ ہر ایک ایک سائیس کے ساتھ تھا۔

اور بوقا سید عماد الدین کا مربی ہو گیا اور اس کی تربیت کی بدولت پسندیدہ مرتبہ حاصل

گیا اور اس کا ذکر اپنی جگہ لکھا جائیگا۔ انشاء اللہ تعالٰے

جب ارغون مسلمی کے نزدیک پہنچا۔ ے

اس کے پاس ہر طرف سے فوج جمع ہو گئی۔ وہ ایک بہادر جنگجو لشکر تھا۔

قرانقائے اور شیکتور سنکر قراؤ ناس کے ساتھ سلطان کو قید کر کے لے جاتے تھے۔ وہ اس کا پیش رو ندہ ہو گیا۔ مغلوں کا دستور ہے کہ گھڑ دوڑ کے درمیان اور شرطا ور تیر اندازی کے اثناء میں جب وہ غالب اور فتحیاب ہوتے ہیں، رقص کرتے ہیں اور لفظ "مریو" بلند آواز سے کہتے ہیں جونہی ارغون کی نظر دشمن پر پڑی اور اس کو اس حال میں دیکھا۔ امراء کے ساتھ طنزاً اور دشمنی سے مریو کہا۔ وہیں شراب پی اور بدکار غالب کی قید سے جس کی شر کی چنگاری کلیتہً اس کی اسیری کی طرف عائد ہوئی اور ایک لحظہ میں مالک، غلام۔ خوش باش، قیدی۔ اور اطاعت کرنے والا، سردار ہو گیا ہے۔ (چھوٹنے کی ایک دوسرے کو) مبارکباد دی۔ ثابت ہو گیا کہ زمانوں کے بدلنے اور روزگار کی تبدیلی سے یہ حال بغیر کسی ملمع سازی کے معتبر نمونہ ہے۔ شاید عقلمند اس کو پسندیدگی کے تجربوں کا دستور اور احوال کی آزمائش کا معیار بنائیں۔ کیونکہ متقدمین کی تاریخوں اور سلف کی تصنیفات میں جو نظم اور نثر میں ترتیب اور تصنیف ہوئی ہیں ایسا حادثہ جو دیکھا گیا ظہور کے مکان میں ۶۷۹ھ نہیں آیا۔ اور اسی طریق پر کوئی داستان حادا ور تواتر سے (ایک آدمی کی روایت آحاد اور بہت آدمیوں کی روایت تواتر کہلاتی ہے روایت نہیں کی ہے نہیں سنی اس کی مثال پچھلے لوگوں نے اور نہیں دیکھی پہلے لوگوں نے۔" ے

ایسے ملکی عجائبات سالہا سال سے نہ زمانے کے کانوں نے سنے نہ دنیا کی آنکھوں نے دیکھے۔

ارغون چونکہ "مومن ایک سوراخ سے دو دفعہ نہیں کاٹا جاتا" کے تادیب خانہ سے ادب پائے ہوئے تھا اور آنکھوں سے دیکھتا تھا کہ سلطان کی غفلتیں کس طرح اس کی ناکامی کا پھل دینے والی ہوئیں۔ اس کو تاخیر اور مہلت دینے میں کیونکر عقل سے اجازت پاتا۔ قنغرتائی کے بیٹوں اور ایلدر کو حکم دیا کہ دل کو کانوں کی بیماری اور باپ کے پرانے کینے سے فارغ کر دیں اور اس سے تسلی حاصل کریں۔ ع۔ جہاں سے تو زخمی ہوا ہے وہیں سے دوا طلب کر۔ انہوں نے باپ کے قصاص میں سلطان کی پیٹھ توڑ دی یہ اللہ تعالٰے نے فرمایا: "برائی کی جزا اس جیسی

بُرائی ہے۔"

علمائے مفسرین نے بیان کیا ہے کہ ان مختصر کلمات میں دوسرے لفظ سَیِّئَۃٌ بدی کے نہیں کیونکہ یہ جزا کے موقع پر آیا ہے اس لئے مذموم معنے نہ ہونگے۔ احمد کو قراقچیخائے میں۔ اور وہ ایک موضع ہے۔ دفن کر دیا۔ اور زمانہ کے لئے فساد اور عتاب ہے"۔ ف

اس دُنیا (عارضی سرائے) کی یہی رسم ہے۔ کہ ایک کو تباہ کرتی ہے اور دوسرے کو اس کی بجائے لاتی ہے۔

اچھا انجام اس شخص کا ہو سکتا ہے جو جہان ناپائدار کے فریب کو ایک جو کے بدلے نہ خریدے اور اس خود آراء بُڑھیا کا منتر اور مکر جس کی پنکھڑیاں بالفرور کانٹوں کی ہمسایہ ہیں۔ اور اس کی امید پر شراب کی تلچھٹ یقیناً غم ہے اور دردسرا ور خمار اس کا انجام ہے نہ کھائے۔ اپنے اوپر صبر اور قرار کا پردہ نہ پھاڑے اور اس کی ظاہرہ خوبصورتی اور جھوٹی صُورت کی طرف۔ کہ جس سے رنگین سانپ مراد ہے۔ نہ دیکھے۔ اور یقین جانے کہ اس جہان کی سلطنت، دولت، مال و منال، لذات اور آسائش بے ریش لڑکے کے حسن، زنان حسین کی وفا، نازک اندام عورتوں کے وعدوں، موسم گرما کے بادل اور سرما کے سُورج کی طرح سراسر فریب، دھوکہ، محال اور جھُوٹ ہے۔ اور دانا ہوشمند اور کامل سعادتمند اس چیز کے حصول کے لئے جس کا وجود، عدم سے کم ہو۔ خوشی اور مسرّت نہیں کرتا۔ اور اس کے چلے جانے اور زوال پانے سے۔ جو اس کے حال کے لئے لازم ہو سکتا ہے۔ ندامت اور دل تنگی نہیں بڑھاتا۔ اس کی دوستی اور دشمنی اور سختی اور شدّت کو برابر سمجھتا ہے اور رحمانی نصیحت نامہ (قرآن) کا اتباع ان دونوں حالتوں میں ہدایت کی باگ کا رہنما اور اپنی سعادت کے اسباب کا نتیجہ دینے والا جانتا ہے۔ جہاں کہ اللہ تعالےٰ نے فرمایا تاکہ نہ غمگین ہو تم جب تم سے کوئی چیز جاتی رہے اور نہ اتراؤ جب کوئی چیز تم کو ملے"۔ کیونکہ عقول اور نظر مستقیم کی راہ سے یہ مردہ (دنیا) رونے کے قابل نہیں۔ اور یہ زہر آمیز حلوا ایسی آہوں کے لائق نہیں) اور یہ قطعہ جو مینے کہا ہے۔ اس بیان کی بجلی کی ایک چمک ہے۔ ف

(۱) زمانہ سے اگر تُو اپنا مطلب حاصل کرتا ہے اور سُورج پر اگر تُو اپنا نام لکھتا ہے

(۲) اگر تُو ساسانیوں اور کیانیوں کی بادشاہت تک پہنچتا ہے اور اگر سامانیوں کے خزانے اپنے قبضہ میں لاتا ہے ص۲۸۱ (۱) اور اگر جہان سکندر کی طرح تیرا تابع ہو جائے

اور اگر تُو جباری سے آسمان تک اپنا علم بلند کر دے (۲) کیا فائدہ؟ آخر کار تُو مر جائیگا اور دوسروں کے سپرد کر جائیگا افسوس! اس کا انجام یہ ہوگا کہ مر جائیگا اور چھوڑ جائیگا۔

جلوس ارغون خان بادشاہت کی مسند پر

جب سلطنت کے دشمن (احمد) کا کام تمام کر چکا اور دل کو وسوسوں اور شغلوں سے ہلکا اور سبک کر لیا بادشاہانہ ارادوں کے جاری کرنے کیلئے کہ اقبالمند یار ونکی دولت کے آثار اور عقلمند بخت والوں کے فضائل اسکے سوا نہیں ہوتے۔ خانیت کے پختہ کرنے میں جلدی کی اس سے قبل کہ فاسد خیالات اور حیلہ جوئی کے مادے ہمسروں اور ہم عقلوں کے دماغ کے پردوں اور دل کے نقطہ کے اندر جگہ حاصل کریں۔ اور بے شرمی اور دلیری کی قوت پیروی اور اطاعت کے ہاتھ کو پھیرے اور اگرچہ بعض شاہزادوں کی غیر حاضری کی وجہ سے مطابقت اور اتفاق، جس سے اجماع کلی صحت مند ہوتا ہے۔ حاصل نہیں ہوتا تھا (مگر) اولجتائے، تفقتی خاتون اور امرا بوقا، شیکتور اور طغاجار نے اتفاق کر کے ارغون کو دلی محبت کی وجہ سے حسد کرنے والوں اور نافرمانوں کے برخلاف معاہدہ کیا اور جمادی الاوّل ۶۸۳ھ کے ساتویں روز مقام قاسیون میں۔ جو موضع ہشت الرود اور قربان شیرا کے درمیان واقعہ ہے۔ جو اُن کی گرم موسم میں رہنے کی مشہور منزلوں میں سے ہے۔ روز افزوں دولت کے تخت پر۔ بے مثل خدا کے ارادہ کے سبب سے قائم ہوا اور سرکش خو آسمان اُس کے احکام اور نواہی کا پابند اور اقرار کرنے والا بنا۔ فرخندگی اور بخت کا تاج سر پر رکھ کر زمانہ کہتا تھا (از مؤلف) ع۔ ص۲۸۲ میں ایک بال برابر اسکے تاج میں چاند سے فرق نہیں کرتا

۵ آسمان اسکے پایہ تخت کے مقابلے میں زمین کو قائم نہیں کہتا ہے زمین اس کے تاج کے گوشہ کے مقابل آسمان کو بلند نہیں کہتی۔

شہزادوں اور خواتین نے یاقوت رنگ شراب کو کہرباء (زرد) کے پیالوں میں ڈال کر بلیہ صفت ہتھیلیوں پر رکھا اور ساز بجانے والے، جو عالم روح کے دلنواز ہیں۔ وہ نغمے کہ "نغمہ ایک روحانی سخن ہے" کا نقش اس پر صادق آتا تھا "گانا بجانا لوگوں میں اُنس پیدا کرتا ہے"۔ ... کی نسبت موافق حال ہوتی تھی اہل مجلس کو سرود سناتے تھے۔ اور جہان بھی فلک شکوہ بارگاہ کی طرح خوش و خرم تھا۔ اور روئے زمین ارم کے سبزہ زار اور چراگاہ کی غیرت بنی تھی۔

Marfat.com

اعتدال ہوا کی تاثیر سے خوشی کا جمرہ (تین بخار جن سے زمین میں نشوونما کی قوت پیدا ہوتی ہے) گر پڑا تھا۔ اور سرمست نرگس نے سرو آزاد کے پاؤں پر سر رکھا تھا اور پوری شوخ چشمی کے ساتھ ایک گوشہ باغ سے جو راوشوں (گل) پر آنکھ لگائی تھی۔ اور باغ کے ایک طرف میخوار بیٹھے ہوئے تھے اور زبان کو اس نصیحت سے پانی کی طرح رواں کیا تھا۔ ~

صحنِ باغ میں سوائے سرو کے کسی کے نیچے نہ بیٹھ۔ اپنے سامنے بجز سرو قد یار کے کسی کو نہ بٹھا۔

قوت نامیہ کی مشاطہ نے شاخساروں کو نئی دلہنوں کی طرح بنایا سنوارا اور بید مشک نسیم کے چلنے سے حوروں کے گریبان کی طرح مہک اٹھا۔ ندی کے کنارے سبزہ خط (گھاس) ظاہر ہوا اور شگوفہ نے تعجب میں۔ ~

پھر یہ دنیا میں کیسی جوانی اور حسن ہے اور زمین اور آسمان کے لئے یہ حال کیونکر از سر نو آگیا ہے۔

شاخ کی انگلی دانتوں میں لی۔ بلبل فاختہ کے رشک سے شور مچانے لگی جس طرح صراحی ساغر کے سامنے قلقل کرتی ہے۔ درختوں نے فراخیٔ عیش کا پانی پیا اور زمین نے سیرابی کی شراب چکھی گویا کہ ربیع کے نقاش نے جاری آب شیریں کی سطح پر جادوگری کے قلم سے کاتب (مصنف) کی دلاویز پیاری غزل کو منقش کر دیا۔ ~

۲۸۳ (۱) یہ لو باد بہاری چلنے لگی "شراب سے بھرے ہوئے پیالے اٹھا (۲) باغ کی طرف سے صبح کے وقت سن۔ بلبلوں کی خوش الحانی اور قمریوں کا گانا (۳) چمکدار شعروں اور جام شراب سے۔ اے مغنی تو کیا گاتا ہے اور اے ساقی تو کیا رکھتا ہے؟ (۴) اے زمین کے صحن تو خوبی کی جان ہے۔ یا تو باغ بہشت ہے یا چہرۂ محبوب (۵) باد صبا سے باغ حسینوں کے گریبان کی طرح ہو گیا۔ عنبر تریا مشک تاری بھر گیا (۶) اس کے رخسارے اور زلفوں سے ہمیں حاصل ہے۔" موتیوں کا دیکھنا اور خوشبوؤں کا سونگھنا"

صبح کے وقت قمری، دور قمر کے غم دو نکو اس تجنیس دار رباعی سے مانوس کرتی تھی۔ ~

(۱) اے دل تو کیوں ملامت کے سامنے سپر ہے۔ کب تک اندیشہ کی راہ کو باطل کیساتھ طے کریگا (۲) کب تک عقل اور احساس کے بازوؤں سے اڑیگا۔ شراب پیجئے جاکہ

جوانی ختم ہوتی جاتی ہے۔

۲۸۵ھ برساتی بادلوں نے گلزار کے خیمہ پر سائبان رکھا۔ اور اطراف دُنیا کے لئے لُطف اور خوشی سے کچھ باقی نہیں چھوڑا۔ ایسے موسم میں چند دن خوشی جمع کرتے اور عیش حاصل کرتے رہے اور سرور اور خوشی میں۔ ~~

(۱) کبھی بربط کبھی طنبور بجاتے۔ کبھی مست کبھی مخمور ہوتے (۲) کبھی ساغر چڑھاتے کبھی چوگان۔ کبھی تالیاں بجاتے کبھی نغمہ گاتے (۳) کبھی پہاڑوں سے ہرن بھگاتے۔ کبھی دل سے غم کو خلاصی دیتے تھے (۴) صبح اور شام جہان بے غم نہیں ہوتا۔ اس ولایت میں ایک مہینہ تک غم نہیں ہوتا۔

اس صفت پر اس زمانے میں حسینوں کے رُخ اور زُلفوں کی طرح خوش، رات کو دن کے ساتھ ملاتے تھے اور سرودوں اور حسینوں کے ساتھ ارغوانی شراب پیتے تھے۔

پس ایلخان نے مہمات کو درست کرنے، بکھری چیزوں کو منظم کرنے، اطراف کو مائل کرنے اور اپنوں بیگانوں کو نرم کرنے کی طرف توجہ کی۔ سب سے پہلے اُن مہربانیوں کے مقابلہ میں۔ جو قیوم قدیم (اللہ تعالیٰ) کے خیموں سے کلی مایوسی، پوری سختی مددگاروں کی عدم وجودگی۔ لشکر اور سامان کی قلت مدّت کی کمی اور مدد کے کم ہونے کے بعد نازل ہوئیں۔ فاتح عالم نے حکم۔ دریائے جیحوں کے کنارہ سے بلاد مصر کی حدود تک۔ ایلچیوں کے ہمراہ بھیجا۔ جو مہربانی کے بازو کھول دینے پر متضمن، خوف کے مادہ کو قطع کرنے پر شامل۔ عدل کے نیک نشانوں کے پھیلانے سے آگاہ کرنے والا اور ۲۸۵ھ انصاف اور رحمت کے پیالوں کے گوارائی کا خبر دینے والا تھا۔

اور وہ طائفہ جو لشکر کے جدا ہونے کے وقت حکم مطیع اور بجالانیوالا تھا اور آسمانِ دوران کا رکاب کا ملازم تھا اور مردانگی کے ملک میں چلنے میں اور صبر کا قدم مضبوط رکھا اور وفا اور شرم کی پیشانی کو حسن عہد کے چہرہ اور غلامی کی فراخ پیشانی کے ساتھ اقبال کے ماتھے کی طرح سر کو آستانہ خدمت پر رکھا۔ اور بادشاہ ولی نعمت کے حقوق کا سلسلہ ہاتھ سے نہ چھوڑا ہر ایک کو بلند مرتبہ اور بے مثل درجہ عطا کیا اور آرزو کی انتہا اور رفعت کے بلند مراتب تک پہنچا دیا۔ بہت سے گڈریئے تاجدار اور بادشاہ بن گئے۔ اور بہت سے گداگر قیدی۔ امیر اور فرمانروا ہو گئے۔ بیشک مخلص خدمتگار وں کے وعدوں کی حفاظت اور مشفق مددگاروں کے احوال کی دیکھ بھال مصیبتوں کے بوجھ اور زمانے کے مکر کی تکلیف کو برداشت کرنے کے بعد۔ واجب ہے ہر وجہ سے۔ ؏ شریف لوگ جب سانپ میں پہنچے

ہیں تو یاد کرتے ہیں۔

اس مصرع کو چسپاں کرتے وقت دوستوں میں سے ایک حاضر تھا۔ نظم عربی اور نثر فارسی کو ملانے کی خوبی پر موقع تضمین کے لطف اور مثال کے مرتبہ کی بلندی کے ساتھ مبالغہ اور خوبی کے شیوہ سے تعریف کرتا تھا۔ یہ بیت دوسرا سابق مطلب کے مطابق تضمین اور شمول مطلب کے طریقہ میں پر نظر مصرع کے نصف سے التزام (تصنیف) کیا۔ ~~

اے وہ شخص کہ تجھ پر ہر طرح سے طرح طرح کا خدا کا لطف وکرم ہے۔ فکر کی تختی سے مصرع مذکور پڑھ۔

اور چونکہ ابھی سلطنت کے کام نے پوری طرح انتظام نہ پایا تھا جشن کو ملتوی کر دیا اور نیز پہلی دفعہ ہی خمار ایلچی کو صاحب دیوان کے طلب کرنے کے لئے۔ مائل اور حاضر کرنے کے حکم کے ساتھ بھیجا اور اس مصلحت سے اتابک یوسف شاہ لُر اور ملک امام الدین قزوینی کو پیچھے سے روانہ فرمایا اور اسکی شرح اس ذکر کے آخر میں بیان کی جائیگی۔ ط ۲۸۶ اگر اللہ نے چاہا مبارک جلوس کے وقت شاہزادوں میں سے ہولاجو، جوشکب، کنشو، بایدو اغول اور گیخاتو ابھی نہ پہنچے تھے اور بعض جو شاہراہ عقل سے دُور اور حریف سعادت سے جدا تھے۔ دل میں رکھتے تھے کہ ابتدائی مشورہ کے وعدہ کے مطابق ہولاجو بادشاہ ہو جائے اس وجہ سے خواہشات کا اختلاف ظاہر ہُوا اور یہ ذکر زبانوں پر جاری ہو گیا۔

جب سلطنت کے تخت نے ارغون کی بادشاہت کے دبدبہ اور بلندی کے پایہ سے زینت حاصل کی۔ بڑے اور چھوٹے کے پاس ایلچی بھیجا اور لطف آمیز پیغام دئے یہانتک کہ انکو مائل کر لیا اور ہولاجو کی طرف ایک چتر جو سایہ ہما کا دبدبہ اور خورشید عالم آرا کا نُور رکھتا تھا طرح طرح کی معذرت کے ساتھ روانہ کیا۔ اور کمال دل نموزگی اس عبارت کی لڑی میں درج کی۔

"کہ جب ہم یہاں پہنچے خواتین بزرگ اور امراء نوئین چونکہ قانون شاہی کے راستہ اور طریق کو جانتے تھے مجبور کیا کہ باپ کی جگہ کی حفاظت کر ممالک اور لشکر کے مصالح کو جان اور موروثی ملک کو مصیبتوں سے صاف کر۔ اس وجہ سے اس کو گلے سے پکڑنے سے کنارہ کش نہیں ہو سکتا تھا چاہئے کہ ہولاجو آقا دل کو نقصان دہ خطرات اور رکنے والے وسوسوں سے آزاد رکھے۔ کیونکہ ملک اور سلطنت اشتراک کا حکم رکھتے ہیں اور اتفاق اور دستگیری سے دشمنی اور مخالفت سے بچ کر رونق مملکت کو بڑھانے، لشکر کو زیادہ کرنے اور بزرگ قانون کے احکام کی ہمیشگی کے لئے سعی

اور پوری کوشش کرنی چاہئے"۔

جب ایلچی ہولاجو خاں کی خدمت میں پہنچا تو اس (ہولاجو) نے جواب میں کہا کہ ارغون کے ساتھ مضائقہ کب ہو سکتا ہے؟ پس قربان شیرا کا عزم کیا ارغسون اور جوشکب کے گھر کی جانب ہمدان کی طرف باہر گیا دو تین دفعہ انکے جلدی کرنے اور درخواست کے ساتھ، آسمان پایہ دولت کے سریر کی خدمت میں (آنے کیلئے) ایلچی آتے جاتے رہے اور تابعداری جلدی کرنے سے پیچھے رہ گئے اور خیال انگیز اندیشوں مں ۱۸۷ سے دور رہے۔ ارغون کامیاب بادشاہ تھا۔ اور اسکے نفس میں کمال سیاست اور ہیبت فطری طور پر تھی۔ اس کنارہ کشی پر چشم پوشی کرنا سلطنت اور اقتدار کے مذہب میں ممنوع سمجھا۔ ایک جرار لشکر کو ان پر مقرر فرمایا۔

جب انہوں نے لشکر کے روانہ ہونے اور اسکے غصہ کی آندھی کی حرکتوں کی خبر سنی۔ عاقبت کی بدی اور مخالفت کی نحوست پر غور کیا۔ اور ہر ایک نے اپنے کیمپ سے دربار کی طرف جلدی کی اور باریابی کا شرف اور انواع لطف سے خصوصیت اور انعامات حاصل کئے۔

ارغون نے انکی دل کی تسکین اور خوشی کے حصول کے لئے اس ذات کی۔ جو ۵
چاند زحل اور سورج نکالنے والی ہے۔ دبدبہ تاج اور تخت اور قوت کا نقش کرنے والی ہے
قسم کھائی۔ کہ ان کی جانب کو (ان کو) بزرگی کی راہ سے ہمیشہ مہربانیوں سے مشمول اور احسانات سے حمایت میں رکھیگا۔ ہر ایک کو کُلاہ اور پٹکا دیا۔ انہوں نے بھی اطاعت اور فرمانبرداری کی راہ کو لازم جان کر اس کی بادشاہی کی دلیل دی اور دلونکے انتشار کے اسباب منقطع ہوگئے جیسا کہ لشکر کے سوار ہونے سے نجات اور تلوار کے کھینچنے سے خلاصی۔

ایلخان سغورلوق سے پھر صائن آیا۔ اور اللہ ہی حامی اور محافظ ہے۔" امرا سے جو لوگ احمد کے ساتھ مزید اطاعت کیلئے مشہور تھے مثلاً بوکا، یتنای، ابکان پسر شیرامون اور ہولاجو، کوتوال تبریز سے الگ الگ سیاست میں سوال کیا کرتے تھے اور ان پر حجت پکڑتے تھے اور قانون کا شرف (قتل ہو) حاصل کرتے تھے۔

موضع ذکر در حین تفرقہ لشکر احمد

جب سردار اور امیر مصلحت بینی کیلئے خود کو مصیبت کے مگرمچھ کے منہ اور حلق سے خلاصی دیتے تھے اور زبان سے "اور وہ ٹھوڑیوں کے بل سجدہ میں گر پڑے" کی ندا الدباب ہوش کے کانوں

Marfat.com

پہنچتی تھی مث ۲۸ اور عناد کی پیشانی کا حادثہ سخت پیچیدہ ہوتا جاتا تھا۔ جیسا کہ مقدمہ میں لکھا گیا ہے تمام مخلوق نے دائیں اور بائیں سے فرار کے پاؤں اُٹھائے اور ناخن برابر بھی ٹھہرنے کی طاقت نہ تھی صاحب دیوان نے عراق کا عزم کیا۔ اصفہان کے باشندے جو اکی صورت حال اور حیلہ گر زمانے کے واقعہ کی کیفیت سے بیخبر تھے۔ ملوک۔ امراء، اکابر، قاضی اور تمام گروہ استقبال کی خدمت کیلئے باہر گئے اور لائق خدمات سے، جو ایسے سلطان نشان صاحب اور صاحب بیان سلطان کی خدمت میں دستور ہوتا ہے بندگی مراسم سے مہمانی میں اور تحفوں اور اُتارنے کے لوازمات سے۔ ملاقات کی (صاحب نے) دو تین دن قیام کیا اور مجبوروں کو اِدھر اُدھر بھیجا اور ارادہ تھا کہ شیراز آئے اور سمندر کی راہ سے باہر نکل جائے اور اپنے آپ کو بلاد ہندوستان میں پہنچا دے۔ پھر مغلوں کے قہر کے دبدبہ کا خیال کیا اور دل میں کہا: اپنے آپ کو اس گہرے سمندر سے نجات کے کنارے پر ڈالنا اور بیوی، بچوں، متعلقین، نائبوں، گماشتوں، اور لوگوں اور اُنکے پیروکاروں کو غصے کے غوطہ لگانے کی جگہ اور عذاب کے کیچڑ میں چھوڑ دینا۔ پسندیدہ عقل اور نظر درست کا اختیار کیا ہوا نہ ہوگا۔ نیز میں نے تیس سال مرتبہ کے کمال، طاقت کی بلندی اور کامیابی کے کمال میں گذارے ہیں اور اب بڑھاپے کی صبح صادق کے انوار نے جوانی کی رات کی سیاہی کو شکست دیدی ہے اور عمر کے تیر نے ساٹھ سال کی گرہ اختیار کرلی ہے۔ اگر سست عہد آسمان بیوفائی، جو اسکی عادت ہے۔ شروع کریگا تو تدبیر کی درستی اور روشنی کرنیوالی رائے کی روشنی کب نفع دے گی۔ مصلحت یہ ہے کہ توکل کے دامن میں ہاتھ مضبوطی سے ڈال کر اور مضبوط رسی کو پکڑ کر متوجہ بندگی ہو جاؤں (ارغون کے پاس جاؤں) اگر تیس سال سے زائد کی خدمات اور اتنی مدت تک آباء اور ابنا کی خدمت میں اجراء کا حقوق کے تقاضے پر بادشاہانہ عنایات کے پہلو حرکت میں آجاتے ہیں اور کامل مہربانی سے تاکردہ گناہ کو معافی کے مقابل کردیتا ہے تو مث ۲۸۹ [illegible] ورنہ الحاصل میں اس قدر مخلوق کو عذاب کی [illegible] لوگ عذاب سے بچ جائینگے)

اس نیت سے حیرانگی، جو مختلف دلائل کے تقابل سے پیدا ہوتی ہے دُور ہوگئی اور خوف و ہراس کی آگ بجھ گئی "میں سپرد کرتا ہوں اپنا کام اللہ کے بیشک اللہ تعالیٰ بندوں کو دیکھنے والا ہے" کی آیت زبان پر گذاری اور آسمان مثال کیمپ کی خدمت کی طرف روانہ ہوگیا۔ راستہ میں امیر جمال فرمان شاہی کے ساتھ جو نفرت کی امداد کو دور کرنے اور لغزشوں کے اعداد کو معاف کرنے پر شامل اور مہربانی کی بنیادوں کو بچھانے اور مہربانی کی گرہ [illegible] کرنے سے [illegible] صاحب کو

پہنچا۔ اور حکم سنوا دیا۔ فوراً فراغ حالی نے رُخ دکھایا اور اپنی تصنیف سے ایک بشارت نامہ حکام عراق کے پاس بھیجا اور سُرعت اور شتابی کے بازوؤں پر روانہ ہوگیا۔ جب باریابی کے شرف سے عزت حاصل کی نزدیکی سے نوازا اور عزت پائی اور (ارغون نے) وعدہ فرمایا کہ صاحب دیوانی کا منصب بدستور عنایت فرماتا ہے تاکہ بوقا سے مل کر مہمات مُلکی اور ہونیوالے واقعات کو چلانے کیلئے انتظام کرے۔ صاحب نے بارگاہ کی زمین کو بوسہ کے نقشوں سے منقش کردیا اور زبان کو جان بخت سرداور تاج و تخت بادشاہ کی سلطنت اور عُمر کی ہمیشگی سے کھول کر اپنی عزت کے خیمہ گاہ میں واپس آیا۔ لوگوں نے اسکی زندگی کی نعمت کیلئے شکر گذاری کے رسومات اور لوازمات ادا کئے اور نذریں اور صدقے پورے کئے۔

ایک ہفتہ کے بعد بوقا نے جب دیکھا کہ پھر صاحب دیوان بدستور منصب مقررہ کا کرنے والا ہوگا بادشاہ کو اس کے باقی رکھنے پر ملامتیں کیں اور تاکید کی کہ جب تک اس کے مکر کو ظاہر اور قہر کی جانب کو چھوڑ دینے سے انکار کریگا۔ پھر کہا اس شخص سے جو ایلخان (ارغون) کے نیک باپ کے ساتھ اس قدر پرورش اور تربیت کے سابقوں کے باوجود بداندیشی کرتا ہے۔ اس سے نیک بندگی کی توقع کس طرح رکھی جاسکتی ہے۔ بادشاہ کی سلطنت کی پائداری اور صاحب دیوان کا فنا ہونا لازم و ملزوم ہیں۔ ایلخان ابھی منزل ۲۹ اختلاف عقائد و خیالات سے متردد رائے تھا، باوجود اسکے کہ بارہا ظاہر اور پوشیدہ طور پر یہ بات عام افواہ کے طور پر کانوں تک پہنچی تھی اور سلطان (احمد) کے زمانہ میں صاحبی کی کوششیں لشکر کے اسباب کی ترتیب میں ان بدمزگیوں کی دُم بن جاتی تھی اور اسکے علاوہ تغیر ہوتے تھے۔ چونکہ اس حال میں موافق صلاحکار اور مشفق مخلص سے ایسا مبالغہ ہُوا حکم شاہی نافذ ہوا کہ اُمراء سیاست قدآغای و اوکتائی دریافت کریں اور غور سے حقیقت کو پہنچیں۔ صاحب کو سیاست کے مقام میں پیش کیا اور اُن کے آئین کے مطابق جب جلادوں نے اسکے ہاتھوں کو باندھا۔ ترک اور تاجیک (عام اور خاص) کے طائفوں سے فریاد نکلی کہ کیوں مخلوق کے رزق کا دروازہ بند کررہے ہیں۔ (صاحب نے) بہتانوں کے کھڑا کرنے اور باطل باتوں کے ظاہر کرنے کے جواب میں کہا کہ مجھ بندہ کی تقصیرات اور بُرائیوں کے بارے میں جو کچھ غرض مند لوگوں نے بادشاہ کے کانوں تک پہنچایا ہے بادشاہ کے عفو کی امید پر ایک کی بجائے میں سو کا اقرار کرتا ہوں لیکن اس خیانت اور ولی نعمت کے قتل کی تہمت کی نسبت سے مجھے خبر نہیں ۔

نہ بینے زبان پر گذارا نہ دل میں۔ نہ مجھ بندہ کے عقیدہ میں یہ ہر گز تھا۔

کام دل کی ہوشیاری اور زبان کی فصاحت پر منحصر نہ تھا۔ ع۔ قضا کے حکم کے مقابلہ میں

Marfat.com

جا کا دم کیا کرتا ہے + حکم ہوا کہ فضائل اور بزرگیوں کی بنیاد کو ویران اور سخاوت اور عنایتوں کے
چشمہ کو نابود کر دیں۔ موضع مونیہ میں اہر کے پاس قہر کا جلاد افعی کے زہر والی تلوار کے ساتھ
احب کو سیاست گاہ میں لایا اختر کی آنکھ سے شفق کا خون برستا تھا۔ عطارد کی زبان فریاد کرتی
وئی ص۲۹۱ اور زہرہ بال نوچتی ہوئی گاتی تھی۔ ؎

اس کے جسم پر نیلوفری تلوار آخر کیا کرے گی۔ جس کو نیلوفر کی خوشبو بھی باعث
تکلیف ہوتی تھی۔

اس نے معلوم کیا کہ خلاصی کی راہ نہیں ہے اور جب تک اس کی جان، جو فضیلت کا بقیہ ور بادشاہ کا مطلوب ہے۔ تلف نہیں ہوتی۔ بہانہ باقی ہے، فریاد کی یہانتک کہ ایک لحظہ اُسے مان دی اور وُہیں اس نے غسل اور وضو کیا۔ اور قرآن کریم سے جو اس کے پاس تھا۔ فال لی س وصیت نامہ فرزندوں کو اور یہ رُقعہ تبریز کے فاضلوں کو لکھا۔ کہ "جب میں نے قرآن سے فال لی تو یہ کلا۔ جن لوگوں نے کہا کہ ہمارا رب اللہ ہے! ور اس پر مستقیم ہوگئے اُن پر فرشتے نازل ہونگے، اور ہینگے کہ نہ خوف کرو نہ غمگین ہو اور خوشیاں مناؤ اس بہشت پر جسکا تم سے وعدہ کیا گیا تھا" باری تعالیٰ رازونکی تقدیریں اسکے علم کے علیئین میں ظاہر ہیں اور ہر ایک کی عمروں کی انتہا اسکی لوح محفوظ میں مقرر ے جب اس نے اپنے بندہ کو اس فانی جہان میں تمام انواع سعادت سے بہتر رکھا اور کوئی مطلب مراد اس سے دریغ نہیں کی۔ چاہا کہ اسی جہان میں جہان باقی کی بشارت بھی اُسے پہنچائے اور جب ہی حال تھا تو مولانا محی الدین، مولانا افضل الدین، مولانا شمس الدین، مولانا ہمام الدین اور بڑے مشائخ کو۔ کہ ہر ایک کا ذکر طوالت چاہتا ہے اور موقع برداشت نہیں کرتا۔ بشارت پہنچانا ضروری نظر آیا تاکہ سب کو معلوم ہو جائے کہ ہم تعلقات قطع کر کے روانہ ہو گئے وہ نیز دعائے خیر سے مدد کریں" جب تحریر سے فارغ ہو گیا۔ مقام تسلیم میں زبان پر لایا۔ ؎

اے جاناں جو کچھ تجھ سے میرے دل پر آئے وہ اچھا ہے خواہ شفا ہو خواہ دُکھ۔

نماز عصر کے وقت بروز پیر چار شعبان ۶۸۳ھ کو جیسا کہ ان بیتوں کے ناظم نے اس حال کا ذکر تاریخ کی لڑی میں اس طریقہ سے بیان کیا ہے۔ ؎

ص۲۹۲ (۱) ملک کا سورج، مشرق اور مغرب کا صاحب دیوان۔ وہ شخص جس کا زمانہ
ادنیٰ نوکر اور آسمان مرید ہو گیا (۲) سال نخ میں جب خ ف کے ساتھ مل گیا آگے
بعد کہ اس کی عمر کی مدت کا زمانہ لمبا ہو گیا (۳) نماز عصر کے وقت حدود اہر میں پیر کے

دن شعبان کی چوتھی کو شہید ہو گیا۔

خیال فاسد کے سودا میں اس کی روشن پیشانی کو جو صبح سعادت کا چمکدار سورج تھا۔ تلوار کے چشمہ سے، گرد آلود زمین کی سطح پر شفق کے سرخ چہرہ کی مانند کر دیا۔ اور ایسے صاحب کو جس کی نظیر کے اظہار سے زمانہ کی ماں کے رحم ہمیشہ تک بانجھ رہے۔ تلوار کی گواہی سے شہید کر دیا۔ ھ

(۱) وہ ایک گوہر تھا جس کو گردوں نے نادانی سے توڑ ڈالا۔ جوہری کہاں ہے؟ کہ اس گوہر شکن آسمان پر رو دیتا (۲) آگ اور پانی اگر جانتے کہ دنیا سے کیا چلا گیا۔ تو آگ غم سے خون ہو جاتی اور پانی غم سے رو دیتا۔

اور یہ رباعی کہ فضلائے عصر میں سے ایک کی طبع زاد ہے صورۃً و معنیً مراعاۃ نظیر کی صنعت میں اس کے حق میں بے نظیر ہے۔ ھ

(۱) شمس کے جانے سے شفق سے خون ٹپکا۔ چاند نے منہ نوچ دیا اور زہرہ نے زلفیں کاٹ ڈالیں ~~۲۹۳~~ (۲) رات نے اس ماتم میں سیاہ لباس پہن لیا اور صبح نے ٹھنڈا سانس لیا اور گریبان پھاڑ ڈالا۔

اس ہولناک واقعہ اور مشکل مصیبت کی خبر اطراف ممالک میں جس طرف پہنچی خاص و عام غم زدہ اور بیچارے گریاں اور نالاں ہوئے اور بڑوں اور چھوٹوں نے آنکھ کی پتلی کی رگ کھولدی۔ شیراز باوجودیکہ ہرگز صاحبی کی تشریف آوری کی برکت سے مشرف نہ ہوا تھا، کے باشندے اسکی جان خیرات کے ذریعہ جو نیک و بد اور امیر و فقیر کو پہنچتی تھی شکست پر اور پریشان حال ہو گئے اور نالہ اور افسوس کے شریک ہو گئے۔ ھ

(۱) فریاد ہے اے کمینہ آسمان! عالی فطرت صاحب کہاں ہے۔ جو خون دل سے فطرت کی آنکھ کو قربان کرتا ہے (۲) وہ آفاق کا مالک، دین اور دولت کا شمس تھا دولت کا منہ اس کی روشن رائے کے نور سے بافروغ تھا (۳) اسکے بعد مسند اگر اسکے تکیہ کے بغیر سر بلند کرے، اسکا مطلب بے معنی ہوگا اُسے زیچ میں سے نکال ڈال (۴) اور اگر قلم اس کے ہاتھ کے بغیر چاہے کہ دُر فشاں ہو۔ تو مناسب ہے کہ قاطع تلوار کے ہاتھ سے اُسے سزا ملے

صاحب دیوان کے واقعہ (شہادت) کے بعد اسکی تمام املاک کو خالصہ جاگیر میں لے آئے اور اس کی خیرات کی بنیاد کو منہدم اور اس کی نیکیوں کے نشانات کو کالعدم کر دیا۔ ع اور وہ کونسی نعمت ہے جس کو زمانہ میلا نہیں کرتا۔

۶۹۴ھ اسکی اولاد یحییٰ فرج اللہ مسعود اور اتابک کو جو بزرگیونکے آسمان کے ستارے اور بہادری اور
رگی کے باغ کے نورستہ پودے تھے۔ باپ کے پیچھے بھیجدیا (قتل کردیا) اور ان بیگناہ بچوں پر رحم نہ کیا۔
اور اس حال پر جب ایک مدت گذر گئی آروق نے خواجہ ہارون کو قتل کردیا۔ کیونکہ مجدالدین اثیر
اکابرین زمانہ میں سے نعمت اور ثروت سے موصوف اور معروف اور دلیری اور بزرگی میں مذکور اور مشہور تھا
آروق کی چغلی کی کمان کو زہ کیا تھا کہ بغداد کے علاقے سے مال کی آمدنی خاص ضروریات پر خرچ
ہے آروق اس خیال پر کہ خواجہ ہارون اس کے ساتھ اس بدگوئی میں ہمراز ہے اور خود انکی مخالفتیں
ر دشمنی کی باتیں اور لاحق ہونیوالے عناد اور کھلی دشمنی درمیان میں بچھی ہوئی تھی۔ بغیر حکم شاہی کے
دونوں کو تلوار پر سے گذار دیا ؏ ۔ یعنے کٹے ہوئے سر سے آواز نہیں آتی۔

اور صاحب اور اسکی اولاد کی قبریں چرانداب تبریز میں ہیں ۶۹۲ھ کے مہینوں میں ان خبروں کا
نقل کرنے والا (مصنف) وہاں پہنچا۔ زیارت کیلئے ایک ساعت اس روح انگیز مقام اور سعادت بخش
موضع میں راحت حاصل کی۔ دونوں بھائی (شمس الدین اور علاؤ الدین) سات بیٹونکے ساتھ بعض نے
شہادت کے درجہ کو دُنیاوی سعادت کے ساتھ جمع کیا۔ اور بعض نے لاکھوں افسوس کے ساتھ مصاحبت
زمانہ سے۔ جو اُن کا اونے چاکر تھا۔ ابد کے اُنس اور حُوران فردوسی کی مجاورت کی طرف مائل ہوگئے۔
ان کے القاب اور نام۔ بعد اسکے کہ فرمانوں کے صفحوں پر منقش ہوتے مقبرونکی تختیوں پر نقش کئے
تھے۔ اور آیات قرآنی میں سے ہر ایک قبر کی تختی کے دیباچہ پر ایک آیت اُن کے مراتب کے مناسب
لکھی تھی اُن زیارت گاہوں اور قبرونکے مشاہدہ سے میری آرزوؤں کا قد ٹیڑھا ہوگیا اور چہرہ پر
آنکھوں سے چشمہ جاری ہوگیا۔ اور ان قبرونکی ہیبت اور شان عبرت حاصل کرنے والی آنکھ کو صدر اور
مسند کے مرتبہ کا پتہ دیتی تھی اور اسکا سبب یہ تھا کہ انکے زندگی کے زمانہ میں ۶۹۵ھ خدمت کے
حاصل کرنے کی سعادت سے (مصنف) بموجب ۔ ؏ ۔ جس چیز کی تمنا کرے انسان وہ حاصل ہوجائے
محروم رہا تھا اور ناکامی کے داغ سے مشہور رہا۔ دل جو حسرت کی آگ سے جوش میں تھا۔ زمانہ کی خصلت
تعجب کرتا تھا۔ چونکہ محکمۂ ازل کے قاضی نے لازوال حکم سے اندازہ کیا تھا کہ تھوڑی مدت میں خراسان
کی بساط تمام سرداروں اور رئیسوں سے خالی ہوجائیگی۔ نیز اس اثناء میں مزاج ایلخانی ارکان
دربار کے برانگیختہ کرنے سے خواجہ وجیہ الدین سے متغیر ہوگیا اور اس کو ماخوذ کر لیا۔ یہ دو بیت موافق
حال کہے گئے۔ ـــ

(۱) ہم نے خود اس کبڑے آسمان سے کیا دیکھا ہے یا تکلیف میں ڈالے رکھا یا بیگناہ

قتل کردیا (۲) دُورنگ والے (منافق یا رات دن والے) جہان کا انجام فنا ہے وہ
خود ہی بُرا اور بھلا ہوگا اور خود ہی نرم یا سخت ہوگا۔

اس (خواجہ وجیہ الدین) نے معلوم کرلیا کہ اس دفعہ رہائی ناممکن ہے۔ ہر چند اُمراء و
ارکان دربار کی خدمت میں منتیں لکھیں کوئی فائدہ نہ ہُوا۔ اس خط کے ابتدا میں جو طوغان قہست[انی]
کے پاس بھیجا تھا اور تواضع اور سفارش چاہنے میں مبالغہ کیا تھا اور اپنے نام کو ضعیف و[...]
وجیہ عاصی لکھا تھا۔ یہ فارسی بیت درج کیا۔ ؎

اے جان تیرا غم ہجر ہر بار سخت تھا۔ مجھ دل خستہ پر رحم کر کہ ابکی دفعہ کام تمام ہے۔

بالآخر اس کی جان کو تلوار سے آشیانۂ سفلی (دنیا) سے بلندی کی اُنس گاہ (بہشت) تک
پہنچادیا ۲۹۶ھ اعمال دیوانی کا عادی ہونا اور اس جہان کے شغلوں سے ملا رہنا بدانجامی
پہنچانیوالا ہے اور دولت پنجروزہ کو منتقل ہونے اور چلے جانے کی جلدی لازمی ہے۔ ؎

(۱) حرصِ دُنیا کا مال سانپ ہے اُس کے پیچھے نہ لگ۔ تُو جانتا ہے کہ سپیرے کی عاقبت
کیا ہوتی ہے (۲) اگر تُو چاہتا ہے کام مُراد پر ہو اور عیش خوب ہو تو نیستی کے ساتھ
موافقت کر اور دُنیا ترک کر (۳) زمانہ جیسا کوئی ناصح نہیں۔ اگر تُو چاہتا ہے
کہ نصیحت حاصل کرے تو زمانے سے حاصل کر۔

تمّت بالخیر

خدا کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ آج تاریخ وصاف کا ترجمہ ختم ہُوا۔ اس مشکل ترین کام کو ختم کر[نے میں]
جو جو دقّتیں پیش آئیں اُن کو دل ہی جانتا ہے دس مہینوں کی شب و روز کی محنت ایک صفحہ پر [...]
کی عرق ریزی۔ اور اس کے ساتھ زندگی کی پریشانیاں۔ پھر اپنے نیک دل اُستادوں سے دُور [...]
یہی کہونگا کہ انکی تعلیم ہی کی برکت تھی جو ہر وقت شامل حال رہی اور میری ہمّت کو نہ ٹوٹنے [...]
خدا کرے طلبا اس سے پورا فائدہ اُٹھائیں اور ناچیز مترجم کو دُعائے خیر سے یاد کریں۔ فقط

محمد باقر ۱۸ر جون ۱۹۳۴ء { آزاد منزل۔ کشمیری دروازہ۔ دہلی

عالمگیر الیکٹرک پریس لاہور میں باہتمام حافظ محمد عالم پرنٹر نے چھپوا کر شائع کیا۔

Marfat.com